223

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ، 2۔اکتوبر 2006

1۔ تلاوت قرآن پاک و ترجمہ

2۔ سوالات (محکمہ جات داخلہ و جیل خانہ جات)

i۔ نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

ii۔ غیر نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

توجہ دلاؤ نوٹس

سرکاری کارروائی

مسودات قانون

(جو پیش کئے جائیں گے)

i۔ مسودہ قانون (ترمیم) سول ملازمین پنجاب مصدرہ 2006

ii۔ مسودہ قانون استعداد، نظم و ضبط اور احتساب سرکاری ملازمین پنجاب مصدرہ 2005

صوبائی اسمبلی پنجاب

چودھویں اسمبلی کا چھبیسواں اجلاس

سوموار، 2۔اکتوبر 2006

(یوم الاثنین، 8۔رمضان المبارک 1427ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 10 بج کر 7 منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر چودھری محمد افضل ساہی منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری نور محمد نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم o

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِ o

وَمَنۡ اَحۡسَنُ قَوۡلًا مِّمَّنۡ دَعَاۤ اِلَى اللّٰهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَّقَالَ اِنَّنِىۡ مِنَ الۡمُسۡلِمِيۡنَ ﴿۳۳﴾ وَلَا تَسۡتَوِى الۡحَسَنَةُ وَلَا السَّيِّئَةُ ؕ اِدۡفَعۡ بِالَّتِىۡ هِىَ اَحۡسَنُ فَاِذَا الَّذِىۡ بَيۡنَكَ وَبَيۡنَهٗ عَدَاوَةٌ كَاَنَّهٗ وَلِىٌّ حَمِيۡمٌ ﴿۳۴﴾ وَمَا يُلَقّٰٮهَاۤ اِلَّا الَّذِيۡنَ صَبَرُوۡا ۚ وَمَا يُلَقّٰٮهَاۤ اِلَّا ذُوۡ حَظٍّ عَظِيۡمٍ ﴿۳۵﴾

سُوۡرَۃُ حٰمٓ السجدۃ آیات 33تا35

اور اس شخص سے بات کا اچھا کون ہو سکتا ہے جو خدا کی طرف بلائے اور عمل نیک کرے اور کہے کہ میں مسلمان ہوں o اور بھلائی اور برائی برابر نہیں ہو سکتی تو (سخت کلامی کا) ایسے طریق سے جواب دو جو بہت اچھا ہو (ایسا کرنے سے تم دیکھو گے) کہ جس میں اور تم میں دشمنی تھی وہ تمھارا گرم جوش دوست ہے o اور یہ بات ان ہی لوگوں کو حاصل ہوتی ہے جو برداشت کرنے والے ہیں۔ اور ان ہی کو نصیب ہوتی ہے جو بڑے صاحب نصیب ہیں o

وما علینا الا البلاغ o

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے آج محکمہ داخلہ و جیل خانہ جات سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔

پوائنٹ آف آرڈر

جناب ارشد محمود بگو: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جناب ارشد محمود بگو پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

اسمبلی اجلاس کی طلبی کے اعلان کے بعد گورنر کی جانب سے آرڈیننس جاری کرنے کے بارے میں رولنگ کا مطالبہ

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر!میں آپ کی روولنگ چاہتا ہوں کہ جب اسمبلی کا اجلاس announce ہو جائے تو کیا گورنر آرڈیننس جاری کر سکتے ہیں۔

جناب سپیکر: اس پر میں اپنی روولنگ pending کرتا ہوں بعد میں وضاحت سے اس پر رولنگ دوں گا۔

رانا آفتاب احمد خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، رانا آفتاب احمد خان!

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر!میں لاء منسٹر صاحب کی یہاں پر موجودگی کا فائدہ اٹھاتے ہوئے ان سے ایک وضاحت چاہتا ہوں کہ ویسے تو پولیس شتر بے مہار ہے ایک کیس رجسٹر ہوتا ہے میرے حلقے کا ایک شریف شہری تھا وہ چیئرمین رہا ہے اور ممبر ضلع کونسل رہا ہے اس پر پولیس کے ایک سب انسپکٹر نے بلا کر تشدد کیا پھر اس کے بعد 20ہزار روپے رشوت لے کر اس کو چھوڑ دیا۔ پھر ہم نے انٹی کرپشن کو درخواست دی اور after regular inquiry پرچہ درج ہو گیا۔ بجائے اس کے کہ انکوائری ہوتی وہ پروموٹ ہو کر انسپکٹر ہو گیا اب انسپکٹر ہونے کے بعد کچھ مقتدر قوتیں یا طاقتور لوگ اس کو support کر رہے ہیں۔ کیا اس کو ضمانت کرانے کی ضرورت ہے یا نہیں؟ is he above the Law وہ نہیں ہونا چاہئے۔ اس کا نام عمر دراز ہے وہ اس وقت پولیس لائن میں ہے اس کے خلاف 31۔جولائی 2006 کو پرچہ درج ہوا ہے۔ کیا اس پرچے کے بعد after regular inquiry اس کو ضمانت کی ضرورت ہے یا نہیں ہے؟ یہ ذرا ارشاد فرمادیں۔

جناب سپیکر: آپ وزیر قانون صاحب سے چیمبر میں مل لیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میں information لے کر ہی بتا سکتا ہوں۔

جناب سپیکر: لاء منسٹر صاحب! یہ آپ سے چیمبر میں مل لیں گے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: ڈاکٹر صاحب! میرا خیال ہے کہ ہاؤس چلنے دیا جائے۔ جی، فرمائیں!

پوپ بینی ڈکٹ کی جانب سے نبی پاک ﷺ کی ہرزہ سرائی کرنے کے خلاف متفقہ قرارداد لانے کا مطالبہ

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! گزارش ہے کہ پرسوں بھی یہ بات آئی تھی تو لاء منسٹر صاحب تشریف نہیں رکھتے تھے اور بگو صاحب نے یہ بات اٹھائی تھی اور بزنس ایڈوائزری کمیٹی میں بھی یہ بات آئی تھی کہ جو پوپ بینی ڈکٹ نے نبی پاک ﷺ کے حوالے سے ہرزہ سرائی کی تھی اس کے بارے میں کوئی متفقہ قرارداد لائی جائے گی۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر اس سلسلے میں کوئی قرارداد لائی جائے تو مناسب ہو گا۔

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میں ارشد محمود بگو صاحب کے ساتھ بیٹھ کر اس معاملے پر پیشرفت کے لئے بات کر لیتے ہیں۔

جناب سپیکر: جی ٹھیک ہے۔

سوالات

(محکمہ جات داخلہ و جیل خانہ جات)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

جناب سپیکر: وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے پہلا سوال جناب محمد وقاص صاحب کا ہے وہ تشریف نہیں رکھتے سوال dispose of ہوا۔ اگلا سوال بھی جناب محمد وقاص کا ہے، وہ تشریف فرما نہیں ہیں لہذا سوال dispose of ہوا۔ اگلا سوال سید احسان اللہ وقاص صاحب کا ہے۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 2144 ہے۔ جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

قیدیوں کے لئے ادویات کی فراہمی
اور خوراک کے یومیہ خرچہ میں اضافہ کی ضرورت

*2144 سید احسان اللہ وقاص: کیا وزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا غریب اور نادار مریض قیدیوں کو ادویات فراہم کی جاتی ہیں؟

(ب) کیا حکومت نشے کے عادی اور ذہنی طور پر مفلوج قیدیوں کے لئے جیلوں کی بجائے بحالی سنٹر قائم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

(ج) کیا حکومت قیدیوں کی یومیہ خوراک کا خرچہ -/15 روپے سے بڑھانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے جیل خانہ جات:

(الف) پنجاب کی تمام جیلوں میں اسیران کو بلاامتیاز ادویات فراہم کی جاتی ہیں اس سلسلہ میں میڈیکل سٹاف ہمہ وقت متعین ہے۔ امسال (03-2002) میں ہسپتال چارجز کی مد میں حکومت پنجاب نے مبلغ -/1,11,00,000 روپے کی رقم مختص کی ہے۔ علاوہ ازیں حکومت پنجاب نے جیلوں میں قائم شدہ ہسپتالوں میں ادویات کے علاوہ تشخص آلات جن میں ایکسرے مشین، ای سی جی مشینیں اور لیبارٹری کی سہولیات فراہم کرنے کی منظوری دی ہے اور اس سلسلہ میں مطلوبہ رقم جولائی 2003 میں جاری کر دی جائے گی۔

(ب) حکومت نشے کے عادی اور ذہنی طور پر مفلوج اسیران کی فلاح و بہبود کے لئے مندرجہ ذیل اقدامات کرنے کا ارادہ رکھتی ہے:۔

i) اس وقت 2493 نشے کے عادی اسیران پنجاب کی جیلوں میں مقید ہیں، جن کی تطہیری جسمانی (detoxification) اور ترک نشہ (D-addiction) کے لئے حکومت پنجاب نے سوشل ویلفیئر اور ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ کو ذمہ داری سونپی ہے، کہ وہ (Control of Narcotics Substance Act

(1997 کے قواعد کے مطابق Drug Rehabilitation Centre نشہ کے عادی اسیران کی بحالی کے لئے سنٹرز قائم کریں اور اس سلسلہ میں لاہور، راولپنڈی، فیصل آباد، ملتان اور بہاولپور میں ایسے سنٹرز کے قیام کی تجویز زیر غور ہے۔ مزید برآں ذہنی و جسمانی طور پر مفلوج اسیران کے سلسلے میں Prison Reform Commission نے جس کے سربراہ صوبائی وزیر قانون ہیں نے فیصلہ کیا ہے کہ اسیران کو مینٹل ہسپتال میں منتقل کیا جائے، ایسے 147 ذہنی طور پر مفلوج اسیران کو مینٹل ہسپتال میں منتقل کرنے کے لئے اقدامات ہو رہے ہیں۔

(ج) فی اسیر تین اوقات خوراک کا خرچہ تقریباً 15/25 روپے ہے، وزیر اعلیٰ پنجاب کی خصوصی ہدایت پر Prison Reform Committee نے خوراک کے سکیل کو مزید بہتر بنانے کے لئے سفارش کی ہے، مزید برآں مینو کو بہتر بنانے کے لئے بھی نئی ڈشوں کا اضافہ کیا گیا جس پر عملدرآمد بعد از ترمیم قواعد شروع کیا جائے گا اور نئے مینو کے مطابق فی اسیر اوسط خرچہ مبلغ 23/10 روپے کا تخمینہ لگایا گیا ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے میں نے جز(ب) میں یہ سوال کیا تھا کہ کیا حکومت نشے کے عادی اور ذہنی طور پر مفلوج قیدیوں کے لئے جیلوں کی بجائے بحالی سنٹر قائم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟ جواب کے جز(ب) میں فرمایا گیا ہے کہ اس سلسلہ میں لاہور، راولپنڈی، فیصل آباد، ملتان اور بہاولپور میں ایسے سنٹرز کے قیام کی تجویز زیر غور ہے۔ اس کے علاوہ جو بالکل جو ذہنی طور پر جن کو پاگل کہا جاتا ہے ان کو بھی جیلوں میں بند کر دیا جاتا ہے۔ جیل والوں کے لئے بھی ایک مسئلہ ہوتا ہے کہ جیل کے لوگ اس کام کے لئے trained نہیں ہوتے کہ وہ mentally retarted لوگوں کو ڈیل کر سکیں۔ میں نے ان کے لئے بھی اسی میں یہی پوچھا تھا کہ ان کو بھی مینٹل ہسپتال میں شفٹ کرنے کے لئے بھی کوئی اقدامات کئے جائیں تو اس میں بھی جواب میں یہ فرمایا گیا کہ ایسے 147 ذہنی طور پر مفلوج اسیران کو مینٹل ہسپتال میں منتقل کرنے کے لئے اقدامات ہو رہے ہیں۔ اب یہ سوال میں نے 2003 میں کیا تھا اب 2006 ہے میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ اس وقت کیا صورتحال ہے ابھی سارے اقدامات ہی ہو رہے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری برائے جیل خانہ جات!

پارلیمانی سیکرٹری برائے جیل خانہ جات: جناب سپیکر! یہ جو ذہنی مریضوں کے لئے انہوں نے پوچھا ہے اس میں لاء منسٹر کی سربراہی میں Prisons Reform Committee کے فیصلے کے مطابق مینٹل ہسپتال میں ایک سکیورٹی وارڈ زیر تعمیر ہے جس کی لاگت 18.25 ملین روپے ہے یہ بہت جلد مکمل ہو جائے گا اور جو ذہنی مریض اسیر ہیں ان کو وہاں بہتر سہولت علاج کی میسر آ سکے گی۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ

حاجی محمد اعجاز: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، حاجی محمد اعجاز!

حاجی محمد اعجاز: شکریہ۔ جناب سپیکر! اسی سوال کے جز (الف) میں فرمایا گیا ہے کہ ہسپتالوں میں ادویات کے علاوہ خصوصی آلات جن میں ایکسرے مشین، ای سی جی وغیرہ لگائی جائیں گی، کیا پنجاب کی جیلوں میں یہ سہولتیں مہیا کر دی گئی ہیں؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری جیل خانہ جات!

پارلیمانی سیکرٹری برائے جیل خانہ جات: یہ جز (الف) کا حصہ ہے اس میں وزیراعلیٰ پنجاب نے بہت انقلابی اقدامات کئے ہیں۔

رانا آفتاب احمد خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، رانا آفتاب صاحب!

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! یہاں پر یہ سوال نہیں کہ وزیراعلیٰ صاحب کیا انقلاب لائے ہیں۔ سوال یہ ہے کہ یہ سوال 3۔ جولائی 2003 کو ہوا تھا۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! اس کا وہ جواب دینے لگے ہیں۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! انہوں نے اس کا صرف یہ جواب دینا ہے کہ کیا کسی میں ای سی جی لگی ہے یا نہیں ہے یہ انقلابات کی طرف چلے جاتے ہیں۔

جناب سپیکر: یہ جواب وہی دینے لگے ہیں لیکن ساتھ اگر یہ بھی بتا دیا جائے کہ یہ کس نے کیا ہے تو اس میں کوئی مانع نہیں ہے۔ جی، پارلیمانی سیکرٹری!

پارلیمانی سیکرٹری برائے جیل خانہ جات: جناب سپیکر! اس حکومت سے پہلے علاج معالجے کے لئے جیلوں کو 0.58 پیسا فی قیدی فی یوم بجٹ ملتا تھا اب یہ بجٹ فی اسیر فی یوم -/2 روپے کر دیا گیا ہے اور اس کے تحت 04-2003 میں 3 کروڑ 90 لاکھ 38 ہزار روپے جیلوں کو علاج معالجے کے لئے فراہم کئے گئے۔

جناب سپیکر: جن میں ایکسرے مشین، ای سی جی مشینیں اور لیبارٹری کی سہولیات شامل ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے جیل خانہ جات: جی ہاں، میں عرض کرتا ہوں۔ 16 لاکھ روپے کی مالیت سے یہ مشینیں خریدی گئی ہیں۔ ای سی جی مشینیں 13 ہیں، ڈینٹل چیئرز 5 ہیں، الٹرا ساؤنڈ مشینیں 12، آپریشن تھیٹر equipments 16 ہیں، لیب equipments 20 ہیں۔

جناب سپیکر: حاجی صاحب! موجود ہیں آپ کے سوال کا جواب آ گیا ہے۔

حاجی محمد اعجاز: جناب سپیکر! پورے پنجاب میں 30 جیلیں ہیں انہوں نے فرمایا کہ تمام جیلوں میں ایکسرے مشین، ای سی جی مشین اور لیبارٹری کی سہولیات فراہم کرنے کی منظوری دی ہے۔ میرا سوال ہے کہ پنجاب کی تمام 30 جیلوں میں ایکسرے مشین، ای سی جی مشین اور لیبارٹری کی سہولت مہیا کر دی گئی ہے؟

جناب سپیکر: یہ تو نئی خریدی ہیں عین ممکن ہے کہ اس سے پہلے کی بھی ہسپتالوں میں کئی مشینیں ہوں گی۔

حاجی محمد اعجاز: جناب سپیکر! یہ پھر مکمل جواب دیں۔

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری جیل خانہ جات!

پارلیمانی سیکرٹری برائے جیل خانہ جات: جناب سپیکر! اس میں ایک ٹیکنیکل مجبوری ہے کہ ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ نے ایکسرے مشینوں کی خرید پر پابندی لگائی ہوئی ہے وہ پابندی یہ ہے کہ انہوں نے کوئی خاص پاور کی ایکسرے مشینیں allow کی ہوئی ہیں اور یہ کوشش ہو رہی ہے کہ ہر جیل میں ہم یہ سہولتیں بہت جلد مہیا کر دیں گے۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! ای سی جی مشینیں صرف ہارٹ سپیشلسٹ یا کارڈیک سپیشلسٹ operate کر سکتا ہے۔ یہ صرف بتادیں کہ وہاں پر جو تعینات ڈاکٹرز ہیں وہ ای سی جی مشین کو operate کر سکتے ہیں؟

جناب سپیکر: وہ تو ابھی ای سی جی مشینیں ہسپتالوں میں جائیں گی تو پھر ہی بتا سکیں گے۔

رانا آفتاب احمد خان: ابھی یہ تین سالوں میں گئی نہیں، کب جائیں گی؟ چلیں یہ بتادیں۔

جناب سپیکر: ابھی انھوں نے جو جواب دیا ہے وہ یہ ہے کہ وہ خرید رہے ہیں۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! یہ ٹائم فریم بتادیں کہ ان کو خریدنے کے لئے کتنے سال چاہئیں؟ دس سال چاہئیں، پندرہ سال چاہئیں یا ویژن ٹو نٹی ٹو نٹی چاہئے؟

جناب سپیکر: نہیں، وہ تو کہتے ہیں کہ ابھی انھوں نے فنڈز بھی خریدنے کے لئے دے دیئے ہیں۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! آپ ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ کو direction دیں کہ وہ ان کو خرید کر دیں اس پر کس چیز کی پابندی ہے؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب! آپ انہیں کہیں کہ ذرا جلدی خرید لیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے جیل خانہ جات: ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر: جی، سید احسان اللہ وقاص صاحب!

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! میرا پہلا جو ضمنی سوال تھا اس کا بھی انہوں نے آدھا جواب دیا ہے۔ ابھی دوسرا میں نے ضمنی سوال کرنا ہے۔ پہلے کا انھوں نے یہ تو فرمادیا ہے کہ وہ بلڈنگ زیر تعمیر ہے وہ جلد ہی مکمل ہو جائے گی لیکن اس کا دوسرا حصہ جو میں نے پوچھا تھا کہ لاہور، راولپنڈی، فیصل آباد، ملتان اور بہاولپور میں Rehabilitation Centres جو قائم کئے جا رہے تھے ان کی بھی تجویز زیر غور ہے تو وہ زیر غور ہی ہے یا اس پر بھی تین سال کے دوران کوئی progress ہوئی ہے؟ اس کا انھوں نے کوئی جواب ارشاد نہیں فرمایا۔

میں دوسرا ضمنی سوال یہ کرنا چاہتا ہوں کہ کیا ان جیلوں کے اندر مائنر آپریشن تھیٹر بنانے کی بھی کوئی تجویز زیر غور ہے کیونکہ جیلوں کے اندر اگر کوئی چھوٹا سا بھی آپریشن کرانا ہو تو وہ ایک لمبے procedure سے گزرنا پڑتا ہے تو کیا اس کی بھی کوئی تجویز زیر غور ہے؟ میرے ان دونوں سوالوں کا جواب دے دیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری برائے جیل خانہ جات!

پارلیمانی سیکرٹری برائے جیل خانہ جات: جناب سپیکر! فاضل رکن کا پہلا سوال تو یہ تھا کہ ذہنی مریضوں کے لئے کوئی سنٹر بنایا جارہا ہے یا نہیں؟ اس کے بارے میں گزارش یہ ہے کہ ہم نے اسیر خواتین کے لئے چند جیلوں میں Social Economic and Rehabilitation Centre قائم کئے ہیں اور ان میں سوشل ویلفیئر آفیسر بھی تعینات ہو چکے ہیں۔ دوسرا مسئلہ Establishment of Drugs Rehabilitation Centre کا تھا، اس کے لئے حکومت پنجاب نے فیڈرل گورنمنٹ کو کیس بھجوا دیا ہے کیونکہ Control of Narcotics Substance Act 1997 کے تحت addicts کے علاج اور بحالی کی یہ بنیادی طور پر ذمہ داری فیڈرل گورنمنٹ کی بنتی ہے۔

سید احسان اللہ وقاص: آپ نے یہ جو فرمایا ہے کہ Rehabilitation Centres کے قیام کی تجویز زیر غور ہے تو یہ پھر پنجاب حکومت کیوں زیر غور لائی ہوئی ہے جب ان کی ذمہ داری ہی نہیں بنتی۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے جیل خانہ جات: میری پوری بات مکمل ہونے دیں۔ اس کے علاوہ محکمہ جیل خانہ جات نے اپنی چار نان فنکشنل جوڈیشل لاک اپس کے لئے ہوم ڈیپارٹمنٹ کو تجویز پیش کی ہوئی ہے کہ ان کو بھی Rehabilitation Centres میں convert کر دیا جائے۔ اس کے لئے ہوم ڈیپارٹمنٹ پنجاب نے انٹی نارکوٹکس فورس، منسٹری آف نارکوٹکس کنٹرول حکومت پاکستان کے ساتھ مراسلہ جاری کیا ہوا ہے۔ جلد ہی اس پر کام شروع ہو گا۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ بڑی تفصیل کے ساتھ جواب آگیا ہے۔ جی، جناب ارشد محمود بگو!

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! میری تو بات کا جواب ہی نہیں آیا۔ میں نے ایک سوال کیا ہے اور particularly اس میں جواب دیا ہوا ہے کہ "اس سلسلہ میں لاہور، راولپنڈی، فیصل آباد، ملتان اور بہاولپور میں ایسے سنٹر کے قیام کی تجویز زیر غور ہے۔" انھوں نے خود جواب دیا ہوا ہے۔ میں نے تو یہ جواب نہیں دیا۔ میں تو یہ پوچھ رہا ہوں کہ یہ جو سنٹرز بنانے ہیں ان کا کیا بنا، یہ ابھی تک زیر غور ہی ہے یا اس کا کیا ہوا ہے؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری برائے جیل خانہ جات! یہ سنٹرز بن گئے ہیں یا ابھی زیر غور ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے جیل خانہ جات: زیر غور ہیں۔

جناب سپیکر: ابھی زیر غور ہیں۔ جی، جناب ارشد محمود بگو!

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! میں نے مائنر آپریشن تھیٹر بنانے کے بارے میں بھی سوال کیا تھا۔

جناب سپیکر: جی، بگو صاحب!

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جز (ب) میں شاہ صاحب نے جو پوچھا تھا کہ جو ذہنی طور پر مفلوج قیدی ہوتے ہیں یا وہاں پر حوالاتی ہوتے ہیں ان کا انھوں نے لکھا ہے کہ "ہم نے سمری بھیجی ہے اس پر غور کر رہے ہیں کہ ان کو مینٹل ہسپتال میں کر دیا جائے۔" ان کا طریق کار بھی یہی ہے، علاج بھی یہی ہے کہ جو ذہنی طور پر مفلوج ہیں ان کا ٹریٹمنٹ مینٹل ہسپتال میں ہو۔ انھوں نے اس کا یہ جواب دیا ہے کہ اس کے لئے ایک کمرہ بنایا جا رہا ہے اور وہ زیر تعمیر ہے۔ اس کمرے کا مینٹل ہسپتال سے کیا تعلق ہے؟ ذہنی طور پر مفلوج جو قیدی ہوتے ہیں یا حوالاتی ہوتے ہیں وہ تو ویسے ہی جیل میں ہوتے ہیں، کمرے میں بند ہوتے ہیں۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا ان کو مینٹل ہسپتال میں منتقل کرنے کے لئے یہ زیر غور جو انھوں نے کہا ہے ابھی کوئی عملی اقدام کرنے کے لئے تیار ہیں؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری برائے جیل خانہ جات!

پارلیمانی سیکرٹری برائے جیل خانہ جات: جناب سپیکر! اسیر اور جو ذہنی مریض ہوتے ہیں ان کی سکیورٹی کا بھی مسئلہ ہوتا ہے چنانچہ مینٹل ہسپتال میں ان کو رکھنے کے لئے سکیورٹی وارڈ تعمیر کیا جا رہا ہے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: ضمنی سوال۔۔۔

جناب سپیکر: جی، ڈاکٹر وسیم اختر صاحب!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! اسی جواب کے جز (الف) میں انھوں نے کہا ہے کہ "جیلوں میں قائم شدہ ہسپتالوں میں ادویات کے علاوہ تشخیصی آلات جن میں ایکسرے مشین، ای سی جی مشینیں اور لیبارٹری کی سہولیات فراہم کرنے کی منظوری دی ہے اور اس سلسلہ میں مطلوبہ رقم جولائی 2003 میں جاری کر دی جائے گی۔" میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ ان سہولیات کی فراہمی کے لئے کتنی رقم جاری کی گئی ہے؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری برائے جیل خانہ جات!

پارلیمانی سیکرٹری برائے جیل خانہ جات: جناب سپیکر! یہ تو میں نے بتا دیا ہے کہ یہ مشینیں خرید کر لی گئی ہیں۔

جناب سپیکر: مشینیں خرید ہو گئی ہیں۔ جی، رانا آفتاب احمد خان صاحب!

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! جز (ب) میں یہاں پر لکھا ہے کہ "اس وقت 2493 اسیران نشے کے عادی پنجاب کی جیلوں میں مقید ہیں۔" یہ 03-07-03 کا جواب ہے، یہ update کر دیں کہ اس وقت کتنے ہیں؟

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری برائے جیل خانہ جات!

پارلیمانی سیکرٹری برائے جیل خانہ جات: جناب سپیکر!۔۔۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: ضمنی سوال۔

جناب سپیکر: چلو، ڈاکٹر صاحب کا دوسرا ضمنی سوال آگیا ہے۔ جی، ڈاکٹر صاحب!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ انھوں نے سوال کے جواب میں دو باتیں کی ہیں۔ ابھی انھوں نے ایک بات کہی تھی کہ ایکسرے مشین ہم خرید نہیں سکتے کیونکہ ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ نے ایک بار لگایا ہوا ہے کہ کوئی خاص specification کی مشینیں لینی ہیں۔ اب جب میں نے یہ سوال کیا ہے کہ کتنی رقم فراہم کی گئی ہے تو انھوں نے اٹھ کر یہ جواب دیا ہے کہ مشینیں خرید لی گئی ہیں۔ یہ ٹیپ چلا کر دیکھ لیں، مطلب ہے کہ بیک وقت ایک جواب ایک طرف اور ایک دوسری طرف۔

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے جیل خانہ جات: جناب سپیکر! کچھ ایکسرے مشینیں جیلوں میں مختلف ذرائع سے کچھ ڈونرز نے فراہم کی ہوئی ہیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: اب یہ تیسرا جواب ہے۔ پہلے کہا ہے کہ خرید نہیں سکتے کہ بار ہے، پھر کہا ہے کہ خرید کر لی گئیں، اب انھوں نے کہا ہے کہ ڈونرز نے فراہم کی ہیں۔ میرے خیال میں کہ یہ جیل خانہ جات کے سوالات ملتوی کر دیئے جائیں۔

حاجی محمد اعجاز: ضمنی سوال۔

جناب سپیکر: جی، اگلا سوال۔۔۔

حاجی محمد اعجاز: جناب سپیکر! میرا یہ آخری ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

حاجی محمد اعجاز: جناب سپیکر! انھوں نے اپنے جواب کے جز(ج) میں فرمایا ہے کہ مینو کو بہتر بنانے کے لئے نئی ڈشوں کا اضافہ کیا گیا ہے۔ میرا ضمنی سوال ان سے یہ ہے کہ وہ کون سی نئی ڈشیں ہیں جن کا اضافہ کیا گیا ہے؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری برائے جیل خانہ جات!

پارلیمانی سیکرٹری برائے جیل خانہ جات: ازراہ نوازش سوال کو ذرا دہرا دیا جائے۔

حاجی محمد اعجاز: اسی سوال کے جواب جز(ج) میں فرمایا گیا ہے کہ "مینو کو بہتر بنانے کے لئے نئی ڈشوں کا اضافہ کیا گیا ہے۔" وہ نئی ڈشیں کون سی ہیں ذرا ان کی وضاحت فرما دیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے جیل خانہ جات: یہ مینو کی ایک لمبی فہرست ہے۔

جناب سپیکر: جو پہلے کھانا دیا جا رہا تھا اس میں کسی ڈش کا اگر اضافہ کیا گیا ہے تو اس کا نام بتا دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے جیل خانہ جات: اضافہ تو۔۔۔

آوازیں: چلیں، بیٹھ جائیں۔ کوئی بات نہیں۔

جناب سپیکر: جی، اگلا سوال ہے محترمہ ثمینہ نوید صاحبہ!

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! شکریہ۔ سوال نمبر 3179 ۔

جناب سپیکر: جواب پڑھا ہوا تصور کر لیں؟

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): جی۔

صوبہ میں قائم پولیس سٹیشنز و سٹاف اور مزید لیڈیز پولیس سٹیشنز کے قیام کی تفصیل

*3179 محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :

(الف) صوبہ میں ضلع وار خواتین پولیس سٹیشنوں کی تعداد مع عملہ کی تفصیل بیان فرمائیں؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ صوبہ میں صرف لاہور میں لیڈیز تھانہ قائم کیا گیا ہے؟

(ج) اگر جز(ب) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت صوبہ کے تمام ضلعوں اور تحصیلوں میں خواتین اور بچوں کے لئے علیحدہ پولیس سٹیشن قائم کرنے کو تیار ہے اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو وجوہات کیا ہیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور:

(الف) پنجاب کے درج ذیل اضلاع میں وومن پولیس سٹیشنز قائم کئے گئے ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

تفصیل لیڈیز عملہ

ضلع	تعداد پولیس	انسپکٹر	سب انسپکٹر	اسسٹنٹ سب انسپکٹر	ہیڈ کانسٹیبل
لاہور 1	---	SHO	1	---	14
راولپنڈی 1	1(SHO)	---	---	2	38
فیصل آباد 1	1(SHO)	---	---	1 مرد	12

(ب) یہ درست نہ ہے۔ لاہور کے علاوہ راولپنڈی اور فیصل آباد میں بھی لیڈی پولیس سٹیشن قائم ہیں۔

(ج) متعلقہ حکومت پنجاب ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں نے جز(ب) میں یہ پوچھا تھا کہ کیا یہ درست ہے کہ صوبے میں صرف لاہور میں لیڈیز تھانہ قائم کیا گیا ہے؟ تو اس میں یہ جواب دیا گیا ہے کہ یہ درست نہ ہے۔ لاہور کے علاوہ راولپنڈی اور فیصل آباد میں بھی لیڈیز پولیس سٹیشن قائم ہیں۔ میں

نے یہ سوال تین سال پہلے دیا تھا اور آج اس کا جواب دیا گیا ہے۔ جب میں نے سوال دیا تھا تو اس وقت صرف لاہور میں لیڈیز تھانہ موجود تھا۔ راولپنڈی اور فیصل آباد میں لیڈیز تھانے بعد میں قائم ہوئے ہیں۔ میرے سوال کے جز (ج) کا جواب دیتے ہوئے صرف یہ لکھا گیا ہے کہ "متعلقہ حکومت پنجاب ہے" جبکہ میں نے یہ پوچھا تھا کہ کیا آپ ضلعی اور تحصیل لیول پر لیڈیز پولیس سٹیشن قائم کرنا چاہتے ہیں یا نہیں؟ اس کا کوئی واضح، تسلی بخش اور اطمینان بخش جواب نہیں دیا گیا۔ میں اس سے مطمئن نہیں ہوں۔ پورے پنجاب میں 34 سے زائد اضلاع ہیں جبکہ ان میں سے صرف تین اضلاع میں لیڈیز پولیس سٹیشن قائم کئے گئے ہیں۔ کیا پنجاب اور پاکستان میں خواتین کے حوالے سے جرائم ختم ہو گئے ہیں؟

جناب سپیکر: محترمہ! آپ کا ضمنی سوال کیا ہے؟

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): جناب میں یہ ضمنی سوال ہی کر رہی ہوں۔

جناب سپیکر: یہ تو تقریر ہے۔ آپ کا ضمنی سوال کیا ہے؟

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): پنجاب کے صرف تین اضلاع میں لیڈیز پولیس سٹیشنز قائم کئے گئے ہیں کیا باقی اضلاع میں خواتین کے حوالے سے جرائم ختم ہو گئے ہیں؟ باقی اضلاع میں لیڈیز پولیس سٹیشنز کیوں قائم نہیں کئے گئے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میں محترمہ کی اطلاع کے لئے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جس وقت انھوں نے سوال دیا تھا اس وقت بھی راولپنڈی میں وومن پولیس سٹیشن موجود تھا اور اس وقت صوبے میں تین وومن پولیس سٹیشنز ہیں۔ لاہور، فیصل آباد اور راولپنڈی میں وومن پولیس سٹیشن ہیں۔ انھوں نے دوسرا سوال یہ پوچھا ہے کہ کیا حکومت مزید لیڈیز پولیس سٹیشن قائم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو اس کے جواب میں یہ لکھا گیا ہے کہ "متعلقہ صوبائی حکومت ہے" یہ اس لئے لکھا گیا تھا کہ وسائل صوبائی حکومت نے پولیس کو فراہم کرنے ہوتے ہیں۔ اگر صوبائی حکومت وسائل فراہم کرے گی تو یہ قائم ہو جائیں گے۔

جناب والا! اس میں latest صورتحال یہ ہے کہ اس سال ADP میں پانچ نئے لیڈیز پولیس سٹیشنز قائم کرنے کے لئے وسائل مہیا کئے جا رہے ہیں۔

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! اگر فنڈز کی کمی کا مسئلہ تھا تو جواب میں یہ بتایا جاتا کہ فنڈز میں کمی کی وجہ سے فی الحال ہم یہ لیڈیز پولیس سٹیشنز قائم نہیں کر سکتے۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ کے سوال کا جواب راجہ صاحب نے بڑی تفصیل کے ساتھ دے دیا ہے۔ انھوں نے موجودہ صورتحال سے بھی آگاہ کر دیا ہے۔ آپ کا سوال آنے کے بعد پانچ نئے لیڈیز پولیس سٹیشنز اے ڈی پی میں رکھے گئے ہیں۔

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میرا اگلا ضمنی سوال یہ ہے کہ جیلوں میں قیدیوں کو ملنے کے لئے جو خواتین و حضرات آتے ہیں ان کے بیٹھنے کے لئے جگہ کا انتظام ہے، نہ پینے کے پانی کا کوئی بندوبست کیا جاتا ہے اور نہ ہی بیٹھنے کے لئے بنچز اور سایہ وغیرہ کا کوئی انتظام کیا گیا ہے، وہاں پر کوئی سہولت میسر نہیں ہے۔ اگر کوئی آدمی بہاولنگر، منچن آباد یا پاکپتن سے لاہور کسی قیدی کو ملنے کے لئے آتا ہے اور یہاں آ کر اسے بیٹھنے کے لئے جگہ بھی نہ ملے، پینے کے لئے پانی نہ ملے تو اس کا کیا حال ہو گا؟

جناب سپیکر: بی بی! یہ سوال آپ کے اصل سوال سے مطابقت نہیں رکھتا۔

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): جناب والا! یہ سارے جیل سے متعلقہ ہی مسائل ہیں جو میرے اپنے علاقے بہاولنگر میں بھی در پیش ہیں۔ میں نے جب بھی وہاں پر visit کیا تو انھوں نے یہی کہا کہ میڈم ہمیں فنڈز لے کر دیں۔ ہم یہاں پر شیڈ بنوانا چاہتے ہیں، پانی کا بندوبست کرنا چاہتے ہیں۔

جناب سپیکر: بی بی! آپ کا سوال relevant نہیں ہے۔ اگلا سوال سید احسان اللہ وقاص صاحب کا ہے۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! سوال نمبر 2145۔ جناب والا! اسے پڑھا ہوا تصور کر لیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

جیلوں میں قید بچوں کی تمام تر تفصیلات

*2145 سید احسان اللہ وقاص: کیا وزیر جیل خانہ جات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) پنجاب کی مختلف جیلوں میں کتنے بچے قید ہیں؟

(ب) کتنے بچے سزائے موت کے قیدی ہیں؟

(ج) کتنے قیدی بچوں کے مقدمات زیر سماعت ہیں؟
(د) جیلوں میں قید کتنے بچے قتل، چوری، ڈکیتی، منشیات اور اسلحہ رکھنے کے مقدمات میں ملوث ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے جیل خانہ جات:
(الف) پنجاب کی جیلوں میں اس وقت 1193 بچے مقید ہیں جیل وار تعداد کی تفصیل ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔
(ب) پنجاب کی جیلوں میں اس وقت سزائے موت کی سزا پانے والے بچوں کی تعداد 11 ہے جن کی تفصیل ضمیمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔
(ج) پنجاب کی جیلوں میں اس وقت 919 بچے مقید ہیں جن کے مقدمات مختلف اضلاع کی عدالتوں میں زیر سماعت ہیں ان کی تفصیل ضمیمہ (پ) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔
(د) پنجاب کی جیلوں میں اس وقت 759 بچے قتل، چوری، ڈکیتی، منشیات اور اسلحہ کے مقدمات میں ملوث ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

1۔	قتل میں ملوث اسیران بچوں کی تعداد	335
2۔	چوری میں ملوث اسیران بچوں کی تعداد	132
3۔	ڈکیتی میں ملوث اسیران بچوں کی تعداد	142
4۔	اسلحہ رکھنے کے مقدمات میں اسیران بچوں کی تعداد	19
5۔	منشیات میں ملوث اسیران بچوں کی تعداد	131

جرم وار اسیر بچوں کی تفصیل ضمیمہ (ت) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! میری معلومات کے مطابق ایک Juvenile Jail فیصل آباد میں ہے اور دوسری شاید راولپنڈی یا بہاولپور میں بنانے کا منصوبہ زیر غور تھا۔ تو میں پہلا سوال یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ دوسری Juvenile جیل کہاں بنائی جا رہی ہے اور وہ کب تک بن جائے گی، اس کے علاوہ جو بچے مختلف جرائم کی بناء پر جیلوں میں بند ہیں ان بچوں کی تربیت، ان کے اخلاق کو بہتر بنانے اور کردار سازی کے لئے کیا اقدامات کئے گئے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری برائے جیل خانہ جات!

پارلیمانی سیکرٹری برائے جیل خانہ جات: جناب سپیکر! صوبے میں ایک زنانہ جیل اور دو بچوں کی جیلیں پہلے سے قائم ہیں۔ اب راولپنڈی اور فیصل آباد میں ایک ایک زنانہ جیل اور بچوں کے لئے ایک جیل راولپنڈی میں تعمیر کرنے کا منصوبہ زیر غور ہے۔

جناب سپیکر: سید احسان اللہ وقاص صاحب نے پوچھا ہے کہ جیل میں قید بچوں کی کردار سازی کے حوالے سے حکومت کیا اقدامات کر رہی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے جیل خانہ جات: اس حوالے سے ہم شاہ صاحب کی طرف سے پیش کی گئی تجاویز کو خوش آمدید کہیں گے۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! آپ تجاویز دیں محکمہ آپ کی تجاویز کو consider کرے گا۔ جی، ڈاکٹر وسیم اختر صاحب!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! بچوں نے جیل کاٹنے کے بعد دوبارہ معاشرے کے اندر آنا ہوتا ہے تو میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ کیا Juvenile Jail کے اندر ان بچوں کو کوئی ہنر سکھایا جاتا ہے تاکہ وہ معاشرے میں واپس آکر اپنی روزی خود کمانے کے قابل ہو سکیں۔

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے کہا ہے کہ آپ اس حوالے سے انھیں اچھی تجاویز دیں وہ ان کو قابل عمل بنائیں گے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! پہلے بچوں کو جیل کے اندر مختلف ہنر سکھائے جاتے تھے اب آہستہ آہستہ یہ سلسلہ بند ہو گیا ہے۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ سلسلہ کیوں بند کیا گیا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے جیل خانہ جات: حضور والا! جیلوں میں تعلیم و تربیت کا انتظام موجود ہے۔ وہاں تعلیم بھی دی جاتی ہے اور مختلف اقسام کی تربیت بھی دی جاتی ہے۔

حاجی محمد اعجاز: جناب سپیکر! بچے کسی بھی قوم کا سرمایہ ہوتے ہیں آنے والے کل میں انھوں نے باگ ڈور سنبھالنی ہوتی ہے۔ یہاں جیلوں میں جو بچے مختلف جرائم میں بند ہیں۔ ان میں جو چھوٹے چھوٹے جرائم کے باعث قید ہیں کیا انھیں رہا کرنے کے لئے حکومت نے کوئی کمیٹی بنائی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے جیل خانہ جات: جناب سپیکر! جو بچے petty cases میں مقید ہیں ان کے سلسلے میں سیشن جج صاحبان ہر مہینے جیلوں کا دورہ کرتے ہیں اور جنھیں وہ مناسب سمجھتے ہیں رہائی دلوا دیتے ہیں۔

حاجی محمد اعجاز: آج تک کتنے بچوں کو سیشن جج صاحب نے رہائی دلوائی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے جیل خانہ جات: جناب والا! یہ تو Fresh Question ہے۔

جناب سپیکر: حاجی صاحب اس کے لئے آپ Fresh Question دیں۔ اگلا سوال جناب تنویر اشرف کائرہ صاحب کا ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! on his behalf سوال نمبر 3506۔ جناب والا! اسے پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع گجرات میں 1999 سے 2003 پولیس کانسٹیبلز کی بھرتی کی تفصیلات

*3506 جناب تنویر اشرف کائرہ: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) سال 1999 سے اکتوبر 2003 تک ضلع گجرات میں کتنے کانسٹیبل بھرتی ہوئے، بھرتی کمیٹی میں کون کون سے افسران شامل تھے، کانسٹیبل کی بھرتی کا میرٹ کیا تھا؟

(ب) کانسٹیبل بھرتی ہونے کے لئے کتنے افراد نے درخواستیں دیں، کتنے افراد بھرتی ہوئے، نیز کتنے افراد کو رعایت دے کر بھرتی کیا گیا، تفصیل بیان کی جائے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور:

(الف) بھرتی کانسٹیبلان 1999

بھرتی کمیٹی

1۔ محمد الطاف قمر، ایس۔ایس۔پی، گجرات

2۔ محمود احمد خان، ایس۔پی، ہیڈ کوارٹر، گجرات

3۔ ملک شہباز احمد، ڈی۔ایس۔پی، لیگل، گجرات

کل کانسٹیبلان جو بھرتی کئے گئے۔ 80

کل درخواستیں جو جمع ہوئیں۔ 2934

بھرتی کا میرٹ:۔

(1) تعلیم میٹرک

2۔قد	5/7
3۔چھاتی	33تا 34½
4۔ڈومی سائل ضلع گجرات	
5۔عمر 18 سے 25 سال	
6۔ تحریری امتحان	

(ب) بھرتی کمیٹی:۔

1۔محمد مسعود خان بنگش، ایس۔ایس۔پی، گجرات

2۔ محمود احمد خان، ایس۔پی، ہیڈ کوارٹر، گجرات

3۔ملک شہباز احمد، ڈی۔ایس۔پی، لیگل، گجرات

کل کانسٹیبلان جو بھرتی کئے گئے۔	43
کل درخواستیں جو جمع ہوئیں۔	790
بھرتی کانسٹیبلان	2000

بھرتی کمیٹی:۔

1۔ نسیم الزمان، ایس۔ایس۔پی، گجرات

2۔ امجد کریم بٹ، ڈی۔ایس۔پی، سٹی، گجرات

3۔ ملک شہباز احمد، ڈی۔ایس۔پی، لیگل، گجرات

کل کانسٹیبلان جو بھرتی کئے گئے۔	22
کل درخواستیں جو جمع ہوئیں۔	875

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔کوئی ضمنی سوال؟

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! ابھی دو، تین، چار مہینے پہلے کی بات ہے۔میں ڈی پی او لودھراں کے پاس کسی کام کے لئے گیا۔ میں ان کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ وہاں پر ہمارے ایک فاضل ایم پی اے تشریف لائے اور انھوں نے ایک فہرست ڈی پی او صاحب کے آگے رکھی کہ جناب آپ کو directionآ گئی ہو گی، پانچ کانسٹیبلان کی بھرتی میرے کوٹا میں سے ہونی ہے۔ میں فہرست دے رہا ہوں لہذا ان کو بھرتی کیا جائے۔ ڈی پی او صاحب بڑے پریشان ہوئے کہ ایم ایم اے کا ایک ممبر یہاں پر بیٹھا ہوا ہے اور ایم پی اے صاحب کھلے طریقے سے اپنے آدمیوں کو بھرتی کروانے کی

بات کر رہے ہیں۔ان کے چہرے کے تاثرات بڑے عجیب و غریب تھے لیکن ایم پی اے صاحب اپنی بات پر بضد تھے اور وہ فہرست ڈی پی او کو پکڑا کر چلے گئے۔ حکومت جب اس طرح کا سلسلہ کرتی ہے تو اس سے مایوسی پھیلتی ہے۔ بھرتی کے لئے بہت ساری درخواستیں آتی ہیں۔اگر بہاولپور میں کانسٹیبلان کی100اسامیاں ہیں تو کم و بیش دس ہزار درخواستیں موصول ہوتی ہیں۔اس طرح سے جو کوٹا سسٹم اختیار کیا جاتا ہے اس کے نتیجے میں باقی لوگوں میں احساس محرومی پیدا ہوتا ہے اور یہ معاشرے کے اندر بڑے برے رجحانات کو جنم دیتا ہے۔

جناب سپیکر:ڈاکٹر صاحب!تو پھر آپ کا ضمنی سوال کیا ہوا؟

ڈاکٹر سید وسیم اختر:میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ حالیہ بھرتی میرٹ پر ہوئی تھی یا نہیں؟

جناب سپیکر:جی،وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور:جناب سپیکر!میں سب سے پہلے تو یہ وضاحت کرنا چاہوں گا کہ میرے محترم بھائی کا یہ ضمنی سوال نہیں بنتا چونکہ یہ سوالspecifically for Gujratہے اور1999سے لے کر2003تک ہے۔اس کا موجودہ بھرتیوں سے کوئی تعلق نہیں ہے لیکن میں اس کے باوجود اپنے محترم بھائی کو یقین دلاتا ہوں کہ میرٹ سےdeviateکرتے ہوئے کسی بھی ضلع میں کوئی بھرتی نہیں کی گئی۔

جناب سپیکر:جی،شکریہ۔جناب سمیع اللہ خان!

جناب سمیع اللہ خان:جناب سپیکر!جز(ب)میں پوچھا گیا ہے کہ نیز کتنے افراد کو رعایت دے کر بھرتی کیا گیا تفصیل بیان کی جائے اس کا کوئی جواب نہیں دیا گیا۔

جناب سپیکر:کون سا جز ہے؟

جناب سمیع اللہ خان:جز(ب)ہے۔اس کا کوئی جواب نہیں دیا گیا۔یہ درست ہے کہ یہ سوال1999سے2003تک ہے۔میرا ضمنی سوال تو نرمی کر کے بھرتی کرنے کے متعلق ہے لیکن میں آپ کی خصوصی توجہ چاہتا ہوں کہ آج کے وقفہ سوالات کی کاپی میرے ہاتھ میں ہے اور اس میں جتنے بھی سوالات ہیں اگر آپ ان پر غور فرمائیں تو سارے سوال اڑھائی سے تین ساڑھے تین سال پرانے ہیں۔میں اس ضمنی سوال کے حوالے سے یہ نشاندہی کرنا چاہتا ہوں کہ یہ سارے سوالات outdatedہو چکے ہیں اس لئے اس سے ایوان کے کسی ممبر کی دلچسپی ہے اور نہ ہی عوام کی فلاح کا

کوئی پہلو نکل سکتا ہے۔

جناب والا! تین سال پرانا جو سوال ہاؤس میں آئے گا اس میں ہم کیا سوال کریں گے اور متعلقہ وزیر کیا جواب دے گا۔ اس کی تو ساری صورتحال ہی بدل چکی ہوتی ہے۔ اس کا ذمہ دار کون ہے؟ اگر اس میں اسمبلی سیکرٹریٹ کی کوئی سستی یا کوئی تکنیکی مسئلہ ہے تو اس کی وضاحت ہونی چاہئے چونکہ قوم کے سرمایہ سے یہ محکمے اور اسمبلی سیکرٹریٹ بھی کام کرتا ہے۔

جناب سپیکر: جب محکمے سے جواب آنا ہوتا ہے تو تب ہی اسمبلی سیکرٹریٹ نے اسے ایجنڈے پر لانا ہوتا ہے۔

جناب سمیع اللہ خان: جناب والا! میں کل دیکھ رہا تھا آپ ابھی اس سوال کو دیکھ لیں کہ جواب کی وصولی 03-06-17 کو ہوئی ہے۔ اسمبلی سکرٹریٹ کو یہ جواب آج سے تقریباً ساڑھے تین سال پہلے وصول ہوا تھا اور باقی بھی اسی طرح ہیں۔

جناب سپیکر: سمیع اللہ صاحب! جب محکمے کی باری آنی ہے اسی وقت ہی ایجنڈے پر لانا ہے۔

جناب سمیع اللہ خان: جناب سپیکر! آپ کو یاد ہوگا کہ چونکہ اس ایوان میں ممبران کی تعداد بڑھی تو اس کے نتیجے میں جناب ڈپٹی سپیکر کی سربراہی میں ایک کمیٹی بنائی گئی چونکہ سوالات کی تعداد بڑھی ہے تو اس حوالے سے اسمبلی کے رولز اور پروسیجر میں بھی تبدیلی لائی جائے اور وقفہ سوالات کا ٹائم بڑھایا جائے۔ اس کمیٹی کے بھی دس اجلاس ہوئے لیکن وہ ابھی تک۔۔۔

جناب سپیکر: وہ کمیٹی کام کر رہی ہے۔ ابھی آپ کا کوئی ضمنی سوال ہے؟

جناب سمیع اللہ خان: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال بڑا واضح ہے کہ جو رعایت دی گئی ہے اس کا کوئی ذکر نہیں ہے کہ رعایت دی گئی ہے یا نہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ اسی جواب میں تین کمیٹیوں کا ذکر کیا گیا ہے۔ بظاہر تو میرٹ کا کہا جاتا ہے لیکن اندر کھاتے جو تین رکنی کمیٹی ہوتی ہے چونکہ آج کل (ق) لیگ کی حکومت ہے تو اس میں ایک بندہ ضرور ایسا ڈالا جاتا ہے جیسے انھوں نے کہا کہ ایم پی اے چٹ دے کر گیا یا کوئی منسٹر چٹ دے دے۔ تو ان تینوں کمیٹیوں میں ملک شہباز ڈی ایس پی کو ڈالا گیا ہے۔ آپ یہ دلچسپ امر دیکھیں کہ ان تین سالوں میں اس کا گجرات سے تبادلہ نہیں ہوا۔ باقی سارے چہرے بدل رہے ہیں لیکن وہ وہیں پر ہے۔ میں ملک شہباز کو ذاتی طور پر نہیں جانتا لیکن مجھے یقین ہے کہ یہی وہ بندہ ہے جو ارباب اختیار کی بات مانتے ہوئے اس صوبہ میں

میرٹ کی دھجیاں بکھیرے گا اور میرٹ کے برعکس بھرتیاں کرے گا۔ یہ بات زبان زد عام ہے کہ پٹواریوں اور کانسٹیبلان کی بھرتیاں۔۔۔

جناب سپیکر: آپ نے تو تقریر شروع کر دی ہے۔ آپ بتائیں کہ آپ کا ضمنی سوال کیا بنا؟

جناب سمیع اللہ خان: جناب والا! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ یہ بھرتیاں میرٹ کے برعکس کی گئی ہیں اور اس جواب میں غلط بیانی کی گئی ہے کہ یہ میرٹ پر ہوئی ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ یہ جواب غلط ہے اور میرٹ کی دھجیاں اڑانے کے لئے ایک بندہ تین سال سے ایک ہی جگہ پر تعینات ہے اور وہی بھرتی کمیٹی کا ممبر ہے۔

جناب سپیکر: پلیز! تشریف رکھیں جواب بھی سن لیں۔ جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! انھوں نے تقریر کرنی تھی وہ فرمالی ہے لیکن ان کا کوئی ضمنی سوال نہیں ہے۔ میں نے بڑا واضح جواب دیا ہے۔

جناب سپیکر: جی ہاں! جواب تو واضح آیا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: میں نے بڑا واضح جواب دیا ہے کہ کسی کو رعایت دے کر بھرتی نہیں کیا گیا۔ میں نے پہلے بھی categorically کہا تھا اور اب بھی repeat کرتا ہوں کہ نہ صرف اس specific period میں بلکہ حال میں بھی جو بھرتیاں ہوئی ہیں ان میں بھی کسی کو رعایت دے کر بھرتی نہیں کیا گیا۔

جناب سپیکر: جی، درست ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! انھوں نے جو ملک شہباز کے تین سالوں کا ذکر کیا ہے اور محترم دوست بڑا زور دے کر کہہ رہے تھے کہ غلط جواب دیا گیا ہے۔ 1999 میں دو دفعہ بھرتی ہوئی ہے اس لئے دو دفعہ اس کا نام آیا ہے۔ 2000 میں he was posted there اس لئے اس کا نام آیا ہے۔ 2001 میں وہاں پر posted نہیں تھا تو اس کا نام نہیں آیا۔ تو جو بندہ وہاں پر posted ہو گا اس کا نام آئے گا اور ویسے بھی DSP لیگل کا تین سال normal tenure ہے۔ تو جب وہ تین سال posted رہ سکتا ہے تو پھر اس کا نام ہونا ہے۔

جناب سپیکر: جی، تین سال بھی رہ سکتا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: شکریہ

جناب سپیکر: جی، رانا آفتاب احمد خان!

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! لاء منسٹر صاحب نے وضاحت کر دی ہے کہ کوئی رولز relax نہیں ہوئے۔ رمضان کا مہینہ ہے یہ یہاں پر on oath سٹیٹمنٹ دے دیں کہ جو موجودہ بھرتی ہوئی ہے اس میں ان ایم پی ایز کو کوٹا ملا تھا یا نہیں ؟

جناب سپیکر: وہ on the floor of the House بات کر رہے ہیں اور صحیح بتا رہے ہیں۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! آپ بھی یہیں رہتے ہیں اور میں بھی یہیں رہتا ہوں۔ میرا ضمنی سوال ہے کہ کیا ان ایم پی ایز کو پانچ پانچ سپاہیوں کا کوٹا ملا ہے یا نہیں ؟ یہ تو لڑ رہے تھے کہ ہمیں پانچ کی بجائے چھ یا سات سپاہیوں کا کوٹا دیں۔ اس میں کون سی چھپی ہوئی بات ہے۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! ایک معزز وزیر on the floor of the House بات کہہ رہے ہیں۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب والا! انھوں نے تو اس پر سٹیٹمنٹ ہی نہیں دی۔

جناب سپیکر: انھوں نے صحیح سٹیٹمنٹ دی ہے۔ جی، اگلا سوال محترمہ ثمینہ نوید صاحبہ کا ہے۔

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 3180 ہے۔ میری استدعا ہے کہ اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کر لیں۔

جناب سپیکر: جی اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

صوبہ میں خواتین اور نو عمر قیدیوں کے لئے علیحدہ جیلوں کا قیام

*3180 محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): کیا وزیر جیل خانہ جات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ صوبہ کی جیلوں میں مرد اور خواتین ملزمان کو ایک ہی جگہ قید رکھا جاتا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ جیلوں میں عملہ بھی مرد افراد پر مشتمل ہوتا ہے؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت بچوں اور عورتوں کے لئے الگ جیل بنانے اور وہاں پر لیڈیز عملہ تعینات کرنے کو تیار ہے اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو وجوہات کیا ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے جیل خانہ جات:

(الف) یہ درست نہ ہے کہ صوبہ کی جیلوں میں مرد اور خواتین ملزمان کو ایک ہی جگہ رکھا جاتا ہے بلکہ خواتین اسیران کو الگ وارڈ میں رکھا جاتا ہے۔ جہاں خواتین عملہ ان کی دیکھ بھال اور نگرانی پر تعینات ہوتا ہے۔

(ب) صوبہ کی جیلوں میں زیادہ تر عملہ مرد افراد پر مشتمل ہے جبکہ زنانہ جیل ملتان اور دیگر جیلوں میں زنانہ وارڈ میں خواتین پر مشتمل عملہ ہی کام کرتا ہے۔ جہاں مردوں کو جانے کی اجازت نہ ہے۔

(ج) صوبہ میں ایک زنانہ جیل اور دو بچوں کی جیلیں قائم ہیں جو بالترتیب ملتان، بہاولپور اور فیصل آباد میں واقع ہیں جبکہ حکومت دو دو مزید جیلیں برائے خواتین اور نو عمر اسیران کے لئے مندرجہ ذیل اضلاع میں بنانے کا ارادہ رکھتی ہے جس پر ابتدائی کام شروع ہو چکا ہے۔

1۔ زنانہ جیل، راولپنڈی
2۔ زنانہ جیل، فیصل آباد
3۔ بورسٹل جیل، راولپنڈی
4۔ بورسٹل جیل، ساہیوال ان جیلوں کی تعمیر کے بعد زنانہ جیلوں پر مشتمل عملہ تعینات ہوگا جبکہ بچوں کی جیلوں پر مرد افراد پر مشتمل عملہ تعینات ہوگا۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں نے جز (الف) میں یہ پوچھا تھا کہ صوبے کی جیلوں میں مرد اور خواتین ملزمان کو ایک ہی جگہ پر رکھا جاتا ہے۔ انھوں نے جواب دیا ہے کہ یہ درست نہیں ہے کہ صوبے کی جیلوں میں مرد اور خواتین ملزمان کو ایک ہی جگہ پر رکھا جاتا ہے بلکہ خواتین اسیران کو الگ وارڈ میں رکھا جاتا ہے۔ ظاہر ہے کہ ایک ہی کمرے میں مرد اور خواتین ملزمان کو اکٹھے تو نہیں رکھ سکتے۔ ظاہر ہے الگ وارڈ میں رکھیں گے۔ میرے کہنے کا مقصد یہ تھا کہ کیا آپ

خواتین اور بچوں کے لئے الگ جیلیں بنانے کے لئے تیار ہیں تاکہ ان کا سارا پروسیجر الگ سے ہو۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔ انھوں نے پہلے شاہ صاحب کے سوال کے جواب میں کہا ہے کہ ہم بچوں کے لئے اور عورتوں کے لئے بھی نئی جیلیں بنا رہے ہیں۔

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں وارڈ کے حساب سے بات کر رہی ہوں۔ پلیز مجھے اس کا جواب چاہئے۔

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری برائے جیل خانہ جات!

پارلیمانی سیکرٹری برائے جیل خانہ جات: راولپنڈی میں زنانہ اور بچوں کی جیل کے لئے 40 ملین روپے سے زمین خرید لی گئی ہے۔۔۔

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے جیل خانہ جات: اور بہت جلد اس پر تعمیر شروع ہو جائے گی۔

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں تو پورے پنجاب کی بات کر رہی ہوں۔

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب! آپ اس کے علاوہ بھی پنجاب میں بچوں اور عورتوں کے لئے جیل بنا رہے ہیں یا اس کا منصوبہ زیر غور ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے جیل خانہ جات: جناب سپیکر! فیصل آباد میں بھی زنانہ جیل بنا رہے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، فیصل آباد میں بھی بنا رہے ہیں اور راولپنڈی میں بھی بنا رہے ہیں۔

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! صرف تین اضلاع میں جیلیں بنانے سے کام نہیں چلے گا۔ آپ پورے پنجاب کے اضلاع کی تعداد دیکھیں اور اس حساب سے جیلوں کی ضرورت ہے۔

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب! محترمہ کی اچھی تجویز ہے ذرا اس کو consider کر لیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے جیل خانہ جات: جی، درست ہے۔

جناب سپیکر: جی، سید احسان اللہ وقاص صاحب!

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! میرا سوال ضمنی ہے کہ اس وقت محکمہ جیل خانہ جات میں کتنی ایسی خواتین ہیں جن کے پاس سپرنٹنڈنٹ جیل کا رینک موجود ہے؟

جناب سپیکر: ذرا سوال دہرا دیں۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب والا! میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ محکمہ جیل خانہ جات میں کتنی ایسی خواتین ہیں جو سپرنٹنڈنٹ یا ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ جیل کے رینک کی ہیں۔

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری برائے جیل خانہ جات!

پارلیمانی سیکرٹری برائے جیل خانہ جات: جناب والا! سپرنٹنڈنٹ جیل کی strength-I ہے اور ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ کی 9 ہے۔ ان میں سے دو کی تقرری ہو چکی ہے اور سات ابھی خالی ہیں اور مرحلہ وار پبلک سروس کمیشن کے ذریعے ان کی تقرری ہو رہی ہے۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔ اگلا سوال میاں خالد محمود صاحب!

میاں خالد محمود: جناب والا! میرا سوال نمبر 3775 ہے اور میری استدعا ہے کہ اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع شیخوپورہ کی تحصیلوں میں جوڈیشل لاک اپس کی تعمیر کی تفصیلات

*3775 میاں خالد محمود: کیا وزیراعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ضلع شیخوپورہ میں سال 1997 سے سال 2003 کے دوران تحصیل ننکانہ صاحب، نارنگ منڈی اور سانگلہ ہل وغیرہ میں جوڈیشل لاک اپس تعمیر کئے گئے؟

(ب) اگر جز (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ جوڈیشل لاک اپس استعمال میں کیوں نہیں لائے جا رہے نیز ان نئے تعمیر شدہ جوڈیشل لاک اپس پر کل کتنی لاگت آئی تفصیل سے آگاہ کیا جائے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور:

(الف) یہ درست ہے۔

(ب) تحصیل ننکانہ صاحب میں بنائی گئی جوڈیشل لاک اپ زیر استعمال ہے۔ نارنگ منڈی اور سانگلہ ہل میں تعمیر شدہ جوڈیشل لاک اپس محکمہ پولیس کے حوالے کی گئی ہے اور نہ ہی

زیر استعمال ہیں۔اس جوڈیشل لاک اپس پر لاگت محکمہ ہذا سے متعلقہ نہ ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

میاں خالد محمود: جناب والا!میں نے اپنے سوال میں یہ پوچھا تھا ننکانہ،نارنگ منڈی اور سانگلہ ہل کے جو جوڈیشل لاک اپس ہیں ان کی تعمیر تو کافی عرصہ پہلے ہو چکی ہے تو پھر ان کا استعمال کیوں نہیں کیا جا رہا۔جواب میں کہا گیا ہے کہ ننکانہ کا جوڈیشل لاک اپ زیر استعمال ہے۔ نارنگ منڈی اور سانگلہ ہل کے جوڈیشل لاک اپس زیر استعمال نہیں ہیں۔میرا سوال یہ تھا کہ دس سال پہلے یہ جوڈیشل لاک اپس تعمیر ہو چکے ہیں آج تک ان کو استعمال کیوں نہیں کیا گیا اور اس میں کیا قباحت ہے جبکہ حکومت اس پر رقم بھی خرچ کر چکی ہے۔

جناب سپیکر: جی،وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب والا!اس میں گزارش یہ ہے کہ محکمہ پولیس اسی جوڈیشل لاک اپس کو زیر استعمال لائے گا جو تعمیر ہونے کے بعد اس کو handover کر دے گا۔ محکمہ مواصلات و تعمیرات جو اس میں Executing Agency ہے اس نے یہ جوڈیشل لاک اپس handover نہیں کئے۔ جیسے ہی وہ ہمیں hand over کریں گے انشاء اللہ تعالیٰ ہم اس کا استعمال شروع کر دیں گے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔جناب ارشد محمود بگو!

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر!میاں خالد محمود صاحب نے یہ سوال 15-12-03 کو کیا تھا اور اس کا جواب آیا ہے 21-01-04 کو اگر وہاں پر جوڈیشل لاک اپس بنے تھے تو اس کو دو اڑھائی سال ہو گئے لیکن انہیں محکمہ پولیس کے سپرد نہیں کیا گیا۔

جناب سپیکر: یہ سوال 15-12-03 کو آیا تھا اور اس کا جواب کب آیا ہے؟

جناب ارشد محمود بگو: اس کا جواب آیا ہے 21-01-04 کو۔

جناب سپیکر: پونے دو سال ہو گئے ہیں۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب والا!اگر وہاں پر جوڈیشل لاک اپ بنا ہے تو وزیر قانون صاحب فرمادیں کہ یہ process جو پچھلے چار سال سے ہو رہا ہے اب اس پر اور کتنا عرصہ لگے گا؟

جناب سپیکر: چار سال تو نہیں بنتے۔

جناب ارشد محمود بگو: پونے تین سال ہو گئے ہیں۔

جناب سپیکر: پونے تین سال بھی نہیں ہوئے۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب والا! اتنا عرصہ ہو گیا ہے اور بلڈنگ بھی بن گئی ہے تو اس میں کیا قباحت ہے، کیا وجہ ہے کہ اس عمارت کو پولیس کے handover نہیں کیا جا رہا۔ یہ اتنا فرما دیں کہ پولیس کو کب handover کیا جائے گا؟

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب والا! اس میں میری پہلی گزارش تو یہ ہے کہ اس میں ایک confusion جو میں دور کرنا چاہتا ہوں۔ یہ بات بھی درست ہے کہ یہ جوابات ہم نے طویل عرصہ پہلے اسمبلی سیکرٹریٹ میں جمع کروا دیئے تھے لیکن آج جو جوابات ہم ہاؤس میں دے رہے ہیں وہ آپ کی ہدایت اور رولنگ کے مطابق updated دے رہے ہیں۔ یہ جوابات آج کی صورتحال کے مطابق ہیں۔ میں نے categorically یہ کہا ہے سوال یہ کیا گیا تھا کہ دو جو دوسرے جوڈیشل لاک اپس ہیں وہ ہم استعمال کیوں نہیں کر رہے۔ یہ دو علیحدہ علیحدہ محکمہ جات ہیں ایک محکمہ پولیس ہے جس نے یہ استعمال کرنا ہے اور دوسرا محکمہ مواصلات و تعمیرات ہے جس نے یہ تعمیر کرنا ہے۔ تعمیر ہونے کے بعد جب محکمہ مواصلات ہمیں یہ بتائے گا کہ یہ مکمل ہو چکے ہیں اور آپ take over کریں تو ہم take over کرنے کے بعد ان کا استعمال شروع کریں گے۔ اس لئے یہ سوال محکمہ مواصلات و تعمیرات سے کیا جا سکتا ہے کہ یہ جوڈیشل لاک اپ جن کی اتنی allocations تھیں یہ جن پر فلاں عرصے سے کام شروع ہوا تھا وہ کب تک مکمل ہوں گے۔ یہ سوال ایک علیحدہ محکمے سے متعلقہ ہے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ اگلا سوال محترمہ فرزانہ راجہ صاحبہ!

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب والا! on her behalf سوال نمبر 3522۔

قیدیوں کی سزاؤں کی کمپیوٹرائزیشن

*3522 محترمہ فرزانہ راجہ: کیا وزیر جیل خانہ جات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پنجاب میں بعض قیدیوں کو سزا پوری ہونے پر بھی دفتری لاپرواہی کی وجہ سے وقت مقررہ پر رہا نہیں کیا جا رہا؟

(ب) اگر جز بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت صوبہ بھر میں قیدیوں کی سزا کو کمپیوٹرائز کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے جیل خانہ جات:

(الف) یہ درست نہ ہے قیدیوں کو ان کی مطلوبہ سزا پوری کرنے پر رہا کر دیا جاتا ہے۔اس بات کو یقینی بنانے کے لئے ہر قیدی کی حتمی رہائی سے تین ماہ قبل اس کے کاغذات کی جانچ پڑتال کر کے اس کی حتمی تاریخ رہائی مقرر کر دی جاتی ہے جس کا اندراج release diary register میں کر دیا جاتا ہے۔یہ رجسٹر ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ اور سپرنٹنڈنٹ خود چیک کرتے ہیں تاکہ غلطی کا امکان نہ رہے۔

(ب) اس سلسلہ میں حکومت پنجاب نے موجودہ مالی سال میں ADP کی مد میں مبلغ -/13.290 ملین روپے برائے پریزن مینجمنٹ اینڈ انفارمیشن سسٹم مختص کئے ہیں۔ انفارمیشن ٹیکنالوجی ڈیپارٹمنٹ سافٹ ویئر اور ہارڈ ویئر کا بندوبست کر رہا ہے۔توقع ہے کہ اسی سال 30۔جون تک ہارڈ ویئر کی خریداری مکمل ہو جائے گی اس سلسلہ میں انفارمیشن ٹیکنالوجی (I.T) ڈیپارٹمنٹ نے متعلقہ کمپیوٹر سٹاف بھرتی کر کے ان کی ٹریننگ شروع کر دی ہے۔امید ہے کہ تمام مراحل اس سال میں مکمل ہونے کے بعد ریکارڈ کمپیوٹرائز کر دیا جائے گا۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! جواب کے جز (ب) میں جواب دیا گیا ہے کہ حکومت پنجاب نے موجودہ مالی سال میں ADP کی مد میں مبلغ -/13.290 ملین روپے برائے پریزن مینجمنٹ اینڈ انفارمیشن سسٹم مختص کئے ہیں۔انفارمیشن ٹیکنالوجی ڈیپارٹمنٹ سافٹ ویئر اور ہارڈ ویئر کا بندوبست کر رہا ہے۔توقع ہے کہ اس سال 30۔جون تک ہارڈ ویئر کی خریداری مکمل ہو جائے گی۔میرا سوال یہ ہے کہ یہ جواب دیا گیا تھا 2004 میں اور اس سال 30۔جون تک یہ مکمل بھی ہو جانا تھا۔اب یہ مکمل ہوا ہے یا نہیں اور اگر یہ مکمل ہوا ہے تو کون سی جیل میں یہ سسٹم کام کر رہا ہے۔

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری برائے جیل خانہ جات!

پارلیمانی سیکرٹری برائے جیل خانہ جات: جناب والا اس سال 19.021 ملین روپے اس کے لئے فراہم کئے گئے ہیں جس سے محکمہ انفارمیشن اینڈ ٹیکنالوجی نے سافٹ ویئر مکمل کر لیا ہے۔ ہارڈویئر 31۔دسمبر 2006 تک مکمل ہو جائے گا۔ اس طرح سنٹرل جیل کوٹ لکھپت لاہور اور ڈسٹرکٹ جیل لاہور میں پائلٹ پراجیکٹ کے طور پر یہ سکیم شروع ہو جائے گی۔

جناب سپیکر: شکریہ

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: شکریہ۔ جناب سپیکر! جیسا کہ میں نے پہلے بھی کہا کہ سوال کا جواب 2004 میں آیا تھا اور توقع کی گئی تھی کہ اسی سال 30۔ جون تک یہ مکمل ہو جائے گا اور جیسا کہ پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے بتایا ہے کہ اب بھی ہارڈویئر کا کام مکمل نہیں ہوا اس لئے میں یہ سمجھتی ہوں کہ یہ تو مکمل طور پر دونوں محکموں کی نااہلی ہے کہ دو سال پہلے جو کام ہو جانا چاہئے تھا وہ ابھی تک نہیں ہوا اور اب بھی پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے جتنے سوالوں کے جواب دیئے ہیں اس میں بھی یہ کہا گیا ہے کہ معاملہ زیر غور ہے اس لئے اس کا categorically جواب دیا جائے کہ کب تک یہ پراجیکٹ مکمل کر لیا جائے گا۔ پچھلے اور موجودہ فنڈز استعمال کرنے کے بعد سافٹ ویئر اور ہارڈوئیر کا کام کب تک مکمل ہو جائے گا۔

جناب سپیکر: محترمہ جہاں اتنی بڑی رقم خرچ ہونی ہے وہاں وقت تو لگتا ہے؟

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب والا! آخر کتنا وقت لگنا ہے؟

جناب سپیکر: انہوں نے کہا ہے کہ 31۔دسمبر 2006 تک یہ کام مکمل ہو جائے گا۔ ڈاکٹر وسیم اختر صاحب!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! سوال کے جز (الف) کے اندر یہ بات پوچھی گئی ہے کہ قیدی سزا پوری ہونے پر بھی رہا نہیں ہو سکتے۔ اس میں یہ عرض کروں گا کہ بعض قیدی ایسے ہوتے ہیں کہ ان پر جو جرمانے کی رقم ہوتی ہے وہ ادا نہیں کر سکتے۔ ابھی میں نے پانچ چھ روز پہلے اخبار میں پڑھا ہے۔ ڈی آئی جی جیل خانہ جات ملتان کی طرف سے ایک اپیل آئی ہوئی تھی کہ اتنے قیدی ہمارے ہیں اور ان کی رہائی کے لئے اتنی رقم چاہئے اور اتنی ہم نے اکٹھی کر لی ہے اور اتنی اور کی اپیل ہے۔ میں پارلیمانی سیکرٹری صاحب سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ ہماری حکومت سرکاری طور پر بنکوں سے اربوں روپے کی زکوٰۃ وصول کرتی ہے۔ کیا یہ زکوٰۃ کا صحیح مصرف ہے کہ غریب قیدی جو جرمانے کی

رقم ادا نہیں کر سکتے آیا حکومت اس مد سے ان کو کوئی رقم فراہم کرتی ہے اور اگر نہیں بھی فراہم کرتی تو میں راجہ صاحب سے یہ گزارش کروں گا کہ میری یہ جو تجویز ہے اس کو کسی فورم پر زیر بحث لا کر اس پر فیصلہ کیا جائے۔

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری برائے جیل خانہ جات!

پارلیمانی سیکرٹری برائے جیل خانہ جات: جناب والا! یہ ایک شرعی مسئلہ ہے اس پر پورے غور و خوض کے بعد ہی کوئی فیصلہ کیا جا سکتا ہے۔

جناب سپیکر: ان کا بھی سوال یہی ہے کہ میری اس تجویز پر غور کیا جائے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے جیل خانہ جات: جناب سپیکر! معمول یہ ہے کہ مخیر حضرات اس قسم کی امداد دیتے رہتے ہیں

جناب سپیکر: شکریہ۔ انہوں نے زکوٰۃ کے بارے میں کہا ہے کہ زکوٰۃ کے پیسوں میں سے اس مد پر خرچ کیا جا سکتا ہے؟ یہ آپ دیکھ لیں اچھی تجویز ہے اگر شرعی لحاظ سے اس کی اجازت ہے تو پھر دیکھ لیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب والا! میری یہ گزارش ہے کہ اس تجویز پر کوئی مثبت عمل ہونا چاہئے۔

جناب سپیکر: وزیر قانون صاحب بھی اس بات کو سن رہے ہیں۔ اگلا سوال لالہ شکیل الرحمٰن صاحب!

لالہ شکیل الرحمٰن (ایڈووکیٹ): سوال نمبر 3886۔

گوجرانوالہ، 03-2002 میں دہشت گردی کے واقعات، ہلاک، زخمی افراد اور دیگر متعلقہ تفصیلات

*3886 لالہ شکیل الرحمٰن (ایڈووکیٹ): کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) سال 03-2002 میں گوجرانوالہ ضلع میں دہشت گردی کے کتنے واقعات ہوئے ان واقعات میں کتنے افراد ہلاک اور کتنے زخمی ہوئے؟

(ب) ان واقعات / مقدمات میں کتنے ملزمان گرفتار ہوئے اور کتنے مفرور ہیں؟

(ج) ان میں سے کتنے مقدمات عدالت ہائے میں زیر سماعت ہیں اور کتنے مقدمات کے فیصلے ہوئے تمام کارروائی سے آگاہ فرمائیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور:

(الف) اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ضلع ہذا میں 2002 اور 2003 کے دوران دہشت گردی کا کوئی واقعہ نہ ہوا ہے۔

(ب) NIL

(ج) NIL

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

لالہ شکیل الرحمٰن (ایڈووکیٹ): جناب والا! کوئی واقعہ ہی نہیں ہوا تو ضمنی سوال کیا کریں۔ شکریہ

جناب سپیکر: شکریہ۔ اگلا سوال محترمہ صغیرہ اسلام صاحبہ!

محترمہ صغیرہ اسلام: سوال نمبر 3553۔

جیلوں میں بند معمولی جرائم کے قیدیوں کی رہائی کا مسئلہ

*3553 محترمہ صغیرہ اسلام: کیا وزیر جیل خانہ جات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پنجاب بھر کی جیلوں میں قیدیوں کی بہت بڑی تعداد کے خلاف معمولی نوعیت کے مقدمات ہیں؟

(ب) کیا حکومت ایسے قیدیوں کو چھوڑنے کا ارادہ رکھتی ہے جو کئی کئی سالوں سے جیلوں میں بند ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے جیل خانہ جات:

(الف) جی ہاں! یہ درست ہے پنجاب کی جیلوں میں اس وقت 49249 اسیران موجود ہیں جن میں معمولی نوعیت کے اسیران کی تعداد 3390 ہے جن کی تفصیل ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) جی ہاں! ہر ماہ کے آخری ہفتہ میں سیشن جج صاحبان جیلوں کا دورہ کرتے ہیں اور معمولی جرائم میں بند اسیران کو جیل سے رہائی دلواتے ہیں۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ صغیرہ اسلام: جناب والا! میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہوں گی کہ انہوں نے یہ فرمایا ہے کہ ہر ماہ کے آخری ہفتے سیشن جج صاحبان جیلوں کا دورہ کرتے ہیں اور معمولی جرائم میں بند اسیران کو جیل سے رہائی دلاتے ہیں۔ پچھلے تین سال میں اب تک کتنے قیدیوں کو رہا کیا جا چکا ہے ان کے بارے میں تفصیل فراہم کی جائے۔

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری برائے جیل خانہ جات!

پارلیمانی سیکرٹری برائے جیل خانہ جات: اس کے لئے جناب والا! Fresh Notice چاہئے۔

جناب سپیکر: آپ کی بات ٹھیک ہے۔ اگلا سوال جناب محمد نواز ملک!

شیخ اعجاز احمد: جناب والا! On his behalf سوال نمبر 4102

فیصل آباد میں سول ڈیفنس کے دفاتر، عملہ اور دیگر متعلقہ تفاصیل

*4102 جناب محمد نواز ملک: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) فیصل آباد میں سول ڈیفنس کے دفاتر کہاں کہاں واقع ہیں ان کے عملہ کی تعداد، نام، عہدہ اور گریڈ کیا ہے اور کیا یہ سرکاری عمارتوں میں قائم ہیں اگر پرائیویٹ عمارتوں میں ہیں تو کتنے کرایہ اور کتنے عرصہ کے لئے معاہدہ کیا ہے تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) مذکورہ ادارہ کن کن شعبوں میں تربیت دے رہا ہے، کورس کی تفصیل گزشتہ 3 سال سے تربیت لینے والے سرکاری / غیر سرکاری افراد کی تعداد اور محکمہ جات کے نام ہر کورس کی تکمیل مدت کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ج) کیا غیر سرکاری افراد سے فیس لی جاتی ہے تو ہر کورس کی فیس کی تفصیل گزشتہ 3 سال کے اخراجات اور آمدن بھی بتائی جائے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور:

(الف) فیصل آباد میں سول ڈیفنس کا دفتر بلال روڈ نزد باغ جناح پر واقع ہے جو کہ سرکاری عمارت میں قائم ہے جو کہ دفتر کی اپنی ملکیت ہے۔ عملہ کی تعداد نام، عہدہ، گریڈ کی تفصیل جھنڈی (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) مذکورہ ادارہ جن شعبوں میں تربیت دے رہا ہے ان کورسز کی تفصیل گزشتہ تین سال سے تربیت لینے والے سرکاری / غیر سرکاری افراد کی تعداد اور محکمہ جات کے نام ہر کورس کی تکمیل مدت کی تفصیل جھنڈی (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) کسی غیر سرکاری فرد سے کوئی فیس نہیں لی جاتی۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

شیخ اعجاز احمد: جناب والا! اس میں گزارش یہ ہے کہ جو سول ڈیفنس کا محکمہ ہے ایک دور میں جب اس محکمے کا بہت زیادہ contribution ہوا کرتا تھا۔ تمام شہروں میں کسی بھی ہنگامی صورتحال میں اہم رول ہوتا تھا لیکن اب یہ محکمہ صرف کاغذوں میں رہ گیا ہے۔

جناب سپیکر: ضمنی سوال کیا ہے؟

شیخ اعجاز احمد: جی، میں ضمنی سوال کرنے والا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

شیخ اعجاز احمد: جناب والا! اب صرف کاغذوں میں یہ محکمہ رہ گیا ہے۔ اب آپ یہ ملاحظہ فرمائیں کہ انہوں نے جو تفصیل دی ہے پرائیویٹ عمارتوں کے بارے میں جو یہ پوچھا گیا ہے کہ ان کے دفاتر کہاں کہاں واقع ہیں۔ اس کے بعد یہ جو جز (ب) ہے اس میں پوچھا گیا ہے کہ مذکورہ ادارہ کن کن شعبوں میں تربیت دے رہا ہے، کورس کی تفصیل گزشتہ تین سال سے تربیت لینے والے سرکاری غیر سرکاری افراد کی تعداد اور محکمہ جات کے نام ہر کورس کی تکمیل کی مدت کی تفصیل فراہم کی جائے اور اس میں مدت بھی فراہم کی ہے۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جو اسامیاں خالی پڑی ہیں ان پر کب تک بھرتی کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں؟

MR. SPEAKER: Minister for Law!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میں معزز رکن کی اطلاع کے لئے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ خالی پڑی ہوئی اسامیوں کی وجہ سے سول ڈیفنس کے ادارے کی کارکردگی پر کوئی اثر نہیں پڑ رہا۔ میں پہلے اسامیوں کے متعلق گزارش کر دوں کہ یہ ایک continuous process ہے جس طرح اسامیاں خالی ہوتی ہیں انہیں پر کیا جاتا رہا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ یہاں ہمارے صوبے میں جو بھی حکومت آئی اس نے ایک طویل عرصے تک ہمیشہ نئی ریکروٹمنٹ پر پابندی رکھی اور موجودہ حکومت نے ابھی آ کے ریکروٹمنٹ کا یہ process شروع کیا ہے اور اب سارے محکموں

کی ریکروٹمنٹ باری باری جاری ہے لیکن جہاں تک محکمے کی کارکردگی کا تعلق ہے انہوں نے پہلے فرمایا کہ محکمے کی کارکردگی ٹھیک نہیں ہے۔ ہم نے باقاعدہ جو فہرست فراہم کی ہے اس میں ہم نے courses کی تعداد بتائی ہے، courses میں جتنے ہزار لوگوں نے ٹریننگ حاصل کی ہے وہ بتائی ہے اور اس وقت تک میں سمجھتا ہوں کہ تقریباً بارہ ساڑھے بارہ ہزار سے زیادہ لوگ اس specific period میں وہاں سے ٹریننگ حاصل کر چکے ہیں تو اگر اس محکمے کی کارکردگی سے متعلقہ کوئی specific سوال ہے تو میں اس کا جواب دینے کے لئے تیار ہوں۔

جناب سپیکر: جی، شیخ صاحب!

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! راجہ صاحب نے فرمایا ہے کہ خالی پوسٹوں کی وجہ سے محکمے کی کارکردگی پر کوئی فرق نہیں پڑتا۔ ان کی بات بالکل ٹھیک ہے جو اسامیاں خالی ہیں ان کی وجہ سے اس محکمے کی کارکردگی پر کوئی اثر نہیں پڑ رہا اور میں تو سمجھتا ہوں کہ جو لوگ کام کر رہے ہیں ان کی وجہ سے بھی اس محکمے کی کارکردگی پر کوئی فرق نہیں پڑ رہا۔ ان کا کام تو یہ ہوتا ہے کہ جب کوئی ایمرجنسی صورتحال پیدا ہو تو وہاں پر جا کر اپنا رول ادا کرنا۔ ابھی پچھلے دنوں میں غلام محمد آباد، فیصل آباد میں ایک بہت بڑا سانحہ ہوا تھا جس میں 24/25 کے قریب ہلاکتیں ہوئیں۔ ہم وہاں پر موجود رہے لیکن سول ڈیفنس کا کوئی رضاکار یا کوئی بندہ وہاں پر موجود نہیں تھا اگر موجود تھا تو راجہ صاحب بتا دیں کہ کن لوگوں کو وہاں پر depute کیا گیا تھا؟

جناب سپیکر: آپ کی proposal یہ ہے کہ یہ بھرتیاں جلدی ہونی چاہئیں۔

شیخ اعجاز احمد: نہیں، جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ اس محکمے کی کارکردگی بالکل زیرو ہے اور اس کو up lift کرنے کی بات ہے۔

MR. SPEAKER: Minister for Law.

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! 40 میں سے صرف 4 اسامیاں خالی ہیں جنہیں انشاء اللہ تعالیٰ due course میں پُر کر لیا جائے گا اور اس وقت تک محکمے کا کام رضاکاروں کو ٹریننگ دینا ہے۔ یہاں کوئی سرکاری طور پر ہمارے ملازمین بھرتی نہیں ہوتے، نہ ہم کسی رضاکار کو تنخواہ دیتے ہیں۔ یہ volunteers ہوتے ہیں جنہیں محکمہ ٹریننگ دیتا ہے ان کا کام آگے جا کر کرنا ہوتا ہے اور اس کو محکمہ پھر ریگولر کرتا ہے۔ میں نے پہلے بھی عرض کیا ہے کہ تقریباً 25 ہزار رضاکاروں کو ہم صرف فیصل آباد میں ٹریننگ دے چکے ہیں اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ ابھی حال ہی میں

ہمارے ملک میں زلزلے کے حوالے سے جو ایک بہت بڑا سانحہ ہوا تھا، پھر راولپنڈی میں اسی زلزلے کے نتیجے میں جو ایک تباہی آئی تھی وہاں پر ہمارے سول ڈیفنس کے جن عام رضاکاروں نے کام کیا انہیں وفاقی اور صوبائی حکومت کی طرف سے باقاعدہ میڈلز بھی دیئے گئے ہیں اور انہوں نے آزاد کشمیر میں بھی کام کیا، این ڈبلیو ایف پی میں کام کیا اور میں سمجھتا ہوں کہ جو رضاکارانہ طور پر کام کرتے ہیں ان کی کارکردگی کی ہمیں حوصلہ افزائی کرنی چاہئے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ next ہے۔ محترمہ صغیرہ اسلام صاحبہ!

محترمہ صغیرہ اسلام: سوال نمبر 3554۔

ملتان جیل میں قیدی خواتین کے نام، جرائم اور دیگر تفاصیل

*3554 **محترمہ صغیرہ اسلام:** کیا وزیر جیل خانہ جات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ملتان جیل میں خواتین قیدیوں کی تعداد کتنی ہے ان کے نام کیا ہیں؟

(ب) کن کن جرائم میں ان کو سزا ہوئی؟

(ج) سزا کی مدت کتنی ہے؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ بہت سی خواتین معمولی جھگڑوں کی وجہ سے جیلوں میں بند ہیں؟

(ہ) کیا حکومت ان خواتین کو چھوڑنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے جیل خانہ جات:

(الف) زنانہ جیل ملتان میں خواتین قیدیوں کی تعداد 223 ہے۔

(ب) زنانہ جیل ملتان میں مقید خواتین اسیران کے جرائم کی تفصیل ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) زنانہ جیل ملتان میں مقید خواتین اسیران کے جرائم کی تفصیل ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) یہ درست نہ ہے۔

(ہ) جناب ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج صاحبان ہر ماہ کے آخری ہفتے میں جیل کا دورہ کرتے ہیں اور معمولی نوعیت کے مقدمات میں ملوث خواتین اسیران کو ذاتی مچلکوں پر رہا فرماتے ہیں۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ صغیرہ اسلام: جناب سپیکر! میں نے پوچھا تھا کہ ملتان زنانہ جیل میں کتنی خواتین قیدی ہیں تو منسٹر صاحب نے فرمایا کہ وہاں پر 223 قیدی خواتین موجود ہیں۔ میرے سوال کے جواب میں انہوں نے ان قیدی خواتین کے مقدمات لکھے ہیں کہ کس کس قیدی خاتون کو کس کس جرم کے تحت وہاں پر رکھا گیا ہے۔ میں نے جز (د) میں ان سے پوچھا ہے کہ کیا کچھ خواتین ایسی ہیں جن کے کیس معمولی نوعیت کے ہیں تو انہوں نے کہا ہے کہ یہ درست نہیں ہے۔

جناب سپیکر! میں ذاتی طور پر خود بھی اس جیل میں گئی ہوں وہاں پر بہت سی خواتین ایسی ہیں جو بہت سے معمولی کیسوں کی وجہ سے جیل کے اندر بند ہیں تو منسٹر صاحب سے میری درخواست ہے کہ جو خواتین بہت چھوٹے مقدمات میں ملوث ہیں انہیں رہا کیا جائے تاکہ وہ ان criminal لوگوں میں رہ کر مزید خرابی کا موجب نہ بن جائیں۔ کیا ایسا ممکن ہے کہ جن خواتین پر معمولی نوعیت کے کیس ہیں انہیں چھوڑ دیا جائے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے جیل خانہ جات: جناب سپیکر! کسی کو رہا کرنا ہمارا کام نہیں ہے۔ یہ عدالتوں کا کام ہے اور سیشن جج صاحب ہر ماہ جیلوں میں جا کر patty cases کے اسیران کو رہائی دلاتے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔ next ہے جناب محمد نواز ملک !

جناب سمیع اللہ خان: جناب سپیکر! on his behalf سوال نمبر 4103۔

جناب سپیکر: جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

فیصل آباد میں ڈسٹرکٹ سیفٹی کمیشن
اور امن کمیٹیوں کے ممبران کا طریق کار اور کارکردگی

*4103 **جناب محمد نواز ملک:** کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) فیصل آباد میں ڈسٹرکٹ سیفٹی کمیشن اور ضلعی امن کمیٹیاں کن قواعد کے تحت کام کر رہی ہیں۔ کس کے حکم سے بنائی گئیں۔ ممبران کے انتخاب کا طریق کار کیا ہے ان پر گزشتہ 3 سالوں کے اخراجات کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) کیا پولیس ان کے ماتحت ہے؟

(ج) اگر جز (ب) کا جواب اثبات میں ہے تو آج تک کی کارکردگی کی رپورٹ ایوان میں پیش کی جائے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور:

(الف) فیصل آباد میں ڈسٹرکٹ پبلک سیفٹی کمیشن پولیس آرڈر 2002 کے تحت بنائی گئی ہیں۔ سلیکشن پینل اور ممبران کے انتخاب کا طریق کار نوٹیفکیشن نمبری HP-II/4-10/2002 مورخہ 02-10-05 میں واضح کیا گیا ہے۔ رولز کی کاپی اور متعلقہ شق پولیس آرڈر 2002 کی کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ یہ کمیشن نوٹیفکیشن نمبری HP-II/4-10/2002 مورخہ 02-10-15 کو ہوم ڈیپارٹمنٹ حکومت پنجاب کے تحت تشکیل دیا گیا ہے۔ اس کمیشن کو اخراجات کے لئے

2001تا2003	12,97,000/-
2003تا2004	12,97,000/-

ٹوٹل -/25,94,000 روپے بجٹ فراہم کیا گیا ہے، تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ ضلعی امن کمیٹیاں مرکزی کابینہ کے فیصلے کی روشنی میں تشکیل دی جا رہی ہے، تفصیل ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) پولیس ڈسٹرکٹ پبلک سیفٹی کمیشن کے ماتحت نہ ہے۔

(ج) آج تک کل 70 درخواستیں DPSC فیصل آباد میں وصول ہوئی ہیں جن میں سے گیارہ درخواستوں پر عملدرآمد مکمل ہو گیا ہے اور بقایا ابھی 59 زیر غور ہیں۔

جناب سمیع اللہ خان: جناب سپیکر! اس سوال کے جز (ب) کے بارے میں میرے دو supplementary questions ہیں۔ جز (ب) میں ہے کہ کیا پولیس پبلک سیفٹی کمیشن کے ماتحت ہے۔ جواب میں ہے کہ پولیس ڈسٹرکٹ پبلک سیفٹی کمیشن کے ماتحت نہ ہے۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اگر پولیس سیفٹی کمیشن کے ماتحت نہ ہے تو پولیس کس کے ماتحت ہے کیونکہ عوام کا

عام perception یہ ہے کہ اس صوبے کی [*******]

جناب سپیکر: یہ الفاظ میں کارروائی سے حذف کرتا ہوں۔

جناب سمیع اللہ خان: جناب سپیکر! یہ وضاحت فرما دیں کہ اگر پولیس پبلک سیفٹی کمیشن کے ماتحت نہیں ہے تو کس کے ماتحت ہے۔ میرا دوسرا سوال یہ ہے اور اس سوال کے جواب میں جو figures دیئے گئے ہیں پبلک سیفٹی کمیشن فیصل آباد کے پاس پونے دو سال میں 70 کے قریب درخواستیں آئی ہیں اور انہوں نے پونے دو سال میں صرف 11 درخواستوں پر کارروائی مکمل کی ہے تو پبلک سیفٹی کمیشن فیصل آباد کی یہ جو ناقص کارکردگی ہے کہ اگر حکومت اور پولیس کے نمائندے سب مل کر اس کمیٹی میں بیٹھ کر پونے دو سال میں 70 درخواستوں میں سے صرف 11 درخواستوں پر فیصلہ کریں گے تو اس لولے لنگڑے ادارے کی کارکردگی کے بارے میں بھی بتا دیں۔

جناب سپیکر: فیصل آباد میں ابھی نئے الیکشن ہوئے ہیں جس کے تحت نیا پبلک سیفٹی کمیشن آ گیا ہے۔

جناب سمیع اللہ خان: جناب سپیکر! اگر آپ اسے پڑھ لیں۔ اسی سوال کے جواب میں لکھا ہے کہ کمیشن نوٹیفکیشن نمبری۔۔۔

جناب سپیکر: جب ضلع کونسل کے بلدیاتی الیکشن ہوئے ہیں اس کے بعد یہ پبلک سیفٹی کمیشن کا الیکشن ہوا ہے تو یہ پونے دو سال تو نہیں بنتے ناں۔

جناب سمیع اللہ خان: جناب سپیکر! یہ لکھا ہوا ہے میں نے تو لکھے پر جانا ہے۔

جناب سپیکر: یہ سابق ادوار کا ہو گا۔

جناب سمیع اللہ خان: چلیں، یہ میرے دو سوال ہیں کہ [****] کے ماتحت نہیں ہے تو کس کے ماتحت ہے؟

جناب سپیکر: جی، سید احسان اللہ وقاص صاحب!

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب سمیع اللہ خان: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جز (الف) میں یہ ارشاد فرمایا گیا ہے کہ ضلعی امن کمیٹیاں مرکزی کابینہ کے فیصلے کی روشنی میں تشکیل دی جا رہی ہیں۔ یہ امن کمیٹی قائم کرتے وقت کیا قواعد و ضوابط سامنے رکھے جاتے ہیں۔ کسی کو جب امن کمیٹی کا ممبر یا چیئرمین بنایا جاتا ہے تو اس کے لئے ان کے پیش نظر کیا معیار ہوتا ہے؟

MR. SPEAKER: Minister for Law.

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! اس میں سب سے بڑا معیار یہی ہے کہ یہ کمیٹیاں کسی سیاسی بنیاد پر نہیں تشکیل دی جاتیں بلکہ یہ across the board تمام مکاتب فکر سے تعلق رکھنے والے لوگ، تمام مسالک سے تعلق رکھنے والے علمائے کرام پر مشتمل یہ کمیٹیاں تشکیل دی جاتی ہیں۔ ہر ضلع میں یہ کمیٹی موجود ہے اور یہ کمیٹی کوئی سیاسی کام نہیں کرتی بلکہ اپنے اپنے اضلاع میں مذہبی رواداری، بھائی چارے کے فروغ کے لئے اور ضلع میں امن و امان کو قائم رکھنے کے لئے اپنا کردار ادا کرتی ہے۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! لاء منسٹر صاحب نے جو ارشاد فرمایا ہے اگر فارمولا یہ ہے تو یہ بہت اچھی بات ہے اگر اس فارمولے کے بالکل برخلاف اگر کوئی امن کمیٹی بنی ہوئی ہو، جس میں علماء نہ ہوں بلکہ اس کمیٹی کے ممبران کو محض سیاسی بنیادوں پر بھرتی کیا گیا ہو تو کیا وہ کمیٹی کالعدم کر دی جائے گی؟

جناب سپیکر: شاہ صاحب، یقیناً فارمولا وہی ہوگا جو معزز منسٹر on the floor of the House فرما رہے ہیں۔ جی، حاجی محمد اعجاز صاحب!

حاجی محمد اعجاز: جناب سپیکر! ابھی آپ نے فرمایا ہے کہ فیصل آباد میں نیا پبلک سیفٹی کمیشن معرض وجود میں آ چکا ہے۔ یہ جو نیا کمیشن بنا ہے اس میں کتنے مقدمے آج تک پیش ہوئے ہیں اور کتنوں کا انھوں نے فیصلہ کیا ہے۔

جناب سپیکر: یہ نیا سوال بنتا ہے۔ اگلا سوال ارشد محمود بگو صاحب کا ہے۔

جناب ارشد محمود بگو: سوال نمبر 3804 ہے۔

جناب سپیکر: کیا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! پارلیمانی سیکرٹری صاحب جواب کو پڑھ دیں۔

سانحہ ڈسٹرکٹ جیل سیالکوٹ کی انکوائری اور مزید حفاظتی اقدامات کی تفصیل

*3804 جناب ارشد محمود بگو: کیا وزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) پچھلے دنوں سیالکوٹ جیل میں چار جج صاحبان شہید ہوئے اور حکومت نے اس واقعہ کی انکوائری کروانے کا اعلان کیا تو کیا انکوائری فائنل ہوئی؟

(ب) کیا حکومت نے ایسے واقعات سے بچنے کے لئے جیلوں میں حفاظتی اقدامات میں کوئی پیشرفت کی ہے اگر کی ہے تو صوبائی اسمبلی کو بتایا جائے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے جیل خانہ جات:

(الف) یہ درست ہے کہ مورخہ 03-07-25 کو ڈسٹرکٹ جیل، سیالکوٹ میں ایک افسوسناک سانحے میں چار جج صاحبان شہید ہوئے۔ اس واقعہ کی انکوائری کے لئے حکومت پنجاب نے چیئرمین وزیر اعلیٰ معائنہ ٹیم کی سربراہی میں ایک اعلیٰ سطحی انکوائری کمیٹی تشکیل دی اس کے ساتھ ساتھ ڈی آئی جی جیل خانہ جات کو بھی واقعہ کی انکوائری پر مامور کیا۔ جنہوں نے مکمل چھان بین اور تحقیقات کے بعد اپنی رپورٹ حکومت کو پیش کر دی اس انکوائری رپورٹ کی روشنی میں جیل کے 30 ملازمین بشمول سپرنٹنڈنٹ جیل، ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ جیل اور اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ جیل وغیرہ کو فرائض کی ادائیگی میں غفلت برتنے کا مرتکب اور قصوروار پایا گیا چنانچہ ان کے خلاف پنجاب برطرفی ملازمت (خصوصی اختیارات) آرڈیننس کے تحت تادیبی کارروائی عمل میں لائی جا رہی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ ان ملازمین کے خلاف بجرم قتل بالسبب فوجداری مقدمہ بھی درج کروایا گیا جس کا چالان بعدالت جناب خصوصی جج برائے انسداد دہشت گردی گوجرانوالہ پیش ہو چکا ہے اور مقدمہ کی باقاعدہ سماعت ہو رہی ہے۔

(ب) حکومت پنجاب نے مستقبل میں ایسے حادثات اور واقعات سے بچنے کے لئے انقلابی وانتظامی اور رفاہی اصلاحات عمل میں لائی ہیں جن کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

انتظامی اصلاحات: حکومت نے سیالکوٹ جیل کے سانحہ کے فوراً بعد محکمہ جیل خانہ جات کے

انتظامی ڈھانچے کی تنظیم نو کی ہے اور مقامی سطح پر جیلوں کے معاملات کے مؤثر کنٹرول کے لئے ڈی آئی جی جیل خانہ جات کی دو اضافی اسامیوں کی منظوری دی ہے۔ ان اسامیوں پر محکمہ کے تجربہ کار افسران کو تعینات کیا گیا ہے اور ان میں ایک کے سپرد Northern Rawalpindi اور دوسرے کے سپرد Southern Region Multan کی کمانڈ کی گئی ہے۔ علاوہ ازیں دفتر انسپکٹر جنرل جیل خانہ جات پنجاب میں اسسٹنٹ انسپکٹر جنرل جیل خانہ جات کی تین اسامیوں کی منظوری دی گئی۔ جن پر محکمہ کے تین افسران کو تعینات کر دیا گیا ہے۔ جیلوں کے لئے ترقیاتی منصوبوں پر مؤثر عملدرآمد کے لئے ڈائریکٹر ڈویلپمنٹ اور ڈپٹی ڈائریکٹر ڈویلپمنٹ کی اسامیوں کی دفتر انسپکٹر جنرل جیل خانہ جات میں منظوری دی گئی ہے۔ علاوہ ازیں ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ جیل اور اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ جیل سمیت جیل کے انتظامی عملے کی 1997 عدد اضافی اسامیوں کی منظوری دی گئی ہے جن پر تعیناتی کا عمل قواعد وضوابط کے مطابق جاری ہے۔ کسی بھی ہنگامی صورتحال سے نپٹنے کے لئے حکومت نے تمام جیلوں کے لئے تربیت یافتہ عملے پر مشتمل سریع الحرکت سکواڈ تشکیل دیئے ہیں تاکہ فوری اور مقامی طور پر حالات کو کنٹرول کیا جا سکے اور کسی ناگہانی واقعہ سے بچا جا سکے۔

جناب سپیکر: جی، بگو صاحب! کوئی ضمنی سوال؟

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! جواب پڑھانے کے میرے دو مقصد تھے۔ ایک تو یہ تھا کہ جناب فضل حسین سُمرا، پارلیمانی سیکرٹری صاحب کی پریکٹس ہو جائے اور دوسرا یہ کہ انٹرنیشنل لیول کا ایک واقعہ سیالکوٹ میں ہوا تھا۔ اس حوالے سے بھی میں چاہتا تھا کہ سارا ہاؤس اس سے آگاہ ہو جائے۔

جناب سپیکر! دو وجوہات تھیں جن کی وجہ سے یہ واقعہ وقوع پذیر ہوا۔ ایک وجہ تو یہ تھی کہ جیل میں سیشن جج یا ججز جب جاتے ہیں تو وہ وہاں پر سپرنٹنڈنٹ اور ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ کو کہتے ہیں کہ آپ جا کر دفتر میں بیٹھیں۔ ہم جا کر قیدیوں سے خود بات کریں گے۔ یہ واقعہ جو سیالکوٹ میں وقوع پذیر ہوا تھا اس کی ایک وجہ یہ بھی تھی۔ جیل کی ساری سکیورٹی اور ساری ذمہ داری سپرنٹنڈنٹ جیل پر ہوتی ہے۔ میرا ان سے یہ ضمنی سوال ہے کہ جب کوئی سیشن جج کسی جیل کے دورے پر جاتا ہے تو کیا وہ سپرنٹنڈنٹ جیل کو اور وہاں کے عملے کو باہر بھیج سکتا ہے اور قیدیوں سے خود بات کر سکتا ہے؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری برائے جیل خانہ جات!

پارلیمانی سیکرٹری برائے جیل خانہ جات: جناب والا! اس کے لئے مجھے انفارمیشن درکار ہو گی اس لئے مہلت دیں۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ بگو صاحب یہ آپ کو بعد میں بتا دیں گے۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! راجہ صاحب بیٹھے ہیں۔ یہ بہت اہم سوال ہے۔ اس سے بدنامی بھی ہوئی تھی اور لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال بھی خراب ہوئی تھی۔ یہ واقعات صرف اس لئے وقوع پذیر ہوتے ہیں کہ وہاں پر بھی سیشن جج نے سپرنٹنڈنٹ کو کہا کہ آپ دفتر میں بیٹھیں اور میں خود قیدیوں کے ساتھ بات کروں گا وہ اپنے ساتھ 12 ججوں کو بھی لے گئے۔ وہاں پر جو criminals تھے انھوں نے ان کو وہاں پر گھیر لیا۔ اس واقعے کی ایک وجہ یہ تھی۔

جناب سپیکر! راجہ صاحب بھی متعلقہ ہیں اور ہوم ڈیپارٹمنٹ کے منسٹر ہیں۔ یہ اس کا جواب دے دیں کہ کیا قانوناً سپرنٹنڈنٹ جیل کو کوئی سیشن جج یا کوئی بھی Visitor کہہ سکتا ہے کہ وہ جا کر دفتر میں بیٹھے اور وہ خود جیل کے اندر قیدیوں میں دورہ کرے۔

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ اس وقت اس مسئلے پر comment کرنا مناسب نہیں ہو گا۔ اس کیس کا ٹرائل شروع ہے۔ ارشد محمود بگو صاحب مجھ سے بہتر سمجھتے ہیں کہ یہی issues وہاں پر prosecution and defence دونوں اطراف سے اٹھائے جا رہے ہیں کہ کون کس کو کیا حکم دے سکتا ہے یا نہیں دے سکتا تو میں سمجھتا ہوں کہ جو معاملہ عدالت میں زیر سماعت ہے مہربانی فرما کر اس پر comments نہ دیئے جائیں۔

جناب سپیکر: یہ کیس زیر سماعت ہے اس لئے اس پر بات کرنا مناسب نہیں ہے۔ اب وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے جیل خانہ جات: جناب سپیکر! میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر: بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

قیدیوں کے لئے بجلی کے پنکھوں کی فراہمی

*2009جناب محمد وقاص: کیا وزیر جیل خانہ جات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) پنجاب بھر میں کتنی ایسی جیلیں ہیں جہاں قیدیوں کے لئے بجلی کے پنکھوں کی سہولت میسر نہیں؟

(ب) اگر کچھ ایسی جیلیں ہیں تو حکومت کا انہیں بجلی کے پنکھے فراہم کرنے کا ارادہ ہے یا نہیں؟

وزیر جیل خانہ جات:

(الف) پنجاب بھر میں تیس جیلیں ہیں۔ جہاں قیدیوں کے لئے بجلی کے پنکھوں کی سہولت میسر ہے۔

(ب) پنجاب بھر میں ایسی کوئی جیل نہیں جہاں بجلی کے پنکھے نصب نہ ہوئے ہوں ہر جیل میں پنکھوں کی سہولت میسر ہے۔

تھانہ واہ کینٹ اور ملحقہ چوکیوں پر عرصہ دراز سے تعینات ملازمین کی تفصیل

*2594:جناب محمد وقاص: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) تھانہ واہ کینٹ اور اس سے متعلقہ چوکیوں میں ایسے کتنے ملازمین ہیں جن کو ایک ہی سٹیشن پر تین سال سے زیادہ عرصہ گزر چکا ہے؟

(ب) ایک ہی جگہ تین سال سے زیادہ عرصہ گزارنے والوں کو ٹرانسفر کیوں نہیں کیا گیا وجوہات بیان فرمائیں نیز اس سلسلے میں اب حکومت کی کیا حکمت عملی ہے؟

وزیر اعلیٰ:

(الف) تھانہ واہ کینٹ و چوکیات تھانہ واہ کینٹ میں کوئی پولیس آفیسر (ماتحتان اعلیٰ و ماتحتان ادنیٰ) متواتر عرصہ تین سال سے تعینات نہ ہے۔

(ب) کوئی پولیس آفیسر تھانہ واہ کینٹ یا اس کی چوکیات میں مسلسل عرصہ تین سال سے تعینات نہ ہے۔ لہذا بدیں وجہ کسی کو تبدیل نہ کیا گیا ہے۔

پی پی۔212 خانیوال، تھانہ کورنگا کے مجوزہ خاتمہ سے متوقع مسائل

*4123 مخدوم سید محمد مختار حسین: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حلقہ پی پی۔212 خانیوال کی دس یونین کونسلز میں امن عامہ کی ناقص صورتحال کو کنٹرول کرنے کے لئے سابق ادوار میں نیا تھانہ موضع کورنگا کے مقام پر بنایا گیا تھا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس تھانہ کے قیام سے اس کی حدود میں واقع دیہات میں چوری، ڈکیتی اور راہزنی کی وارداتیں کم ہوئی تھیں ؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ اب اس تھانہ کو ختم کیا جارہا ہے اور اس تھانہ کی حدود میں واقع دیہات کو تھانہ عبدالحکیم اور سرائے سدھو کے تھانہ جات میں شامل کیا جارہا ہے ؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ یہ تھانہ جات ان دیہاتوں سے چالیس کلومیٹر کے فاصلے پر ہیں اور درمیان میں دریائے راوی واقع ہے جس کی وجہ سے ان تھانہ جات کی پولیس ان علاقہ جات میں جرائم کے کنٹرول پر موثر طور پر قابو نہ رکھ سکے گی ؟

(ہ) کیا یہ بھی درست ہے کہ ڈی۔آئی۔جی ملتان، ڈی۔پی۔او خانیوال اور آئی۔جی پنجاب نے مذکورہ تھانہ کو قائم رکھنے کی سفارش کی ہے ؟

(و) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اس تھانہ کو نہ توڑنے کو تیار ہے۔اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں ؟

وزیر اعلیٰ:

(الف) یہ درست ہے کہ حلقہ پی پی۔212 خانیوال کی 10 یونین کونسلز میں امن و عامہ کی ناقص صورتحال کو کنٹرول کرنے کے لئے سابق دور میں نیا تھانہ موضع حویلی کورنگا کے مقام پر بنایا گیا۔

(ب) یہ بھی درست ہے کہ تھانہ کے قیام کے بعد اس تھانہ کی حدود میں چوری، ڈکیتی اور رہزنی کی وارداتیں کم ہوئیں۔

(ج) یہ تجویز زیر غور تھی کہ اس تھانہ کے علاقہ جات تھانہ عبدالحکیم اور تھانہ سرائے سدھو میں سابق حیثیت کے مطابق واپس شامل کئے جائیں۔

(د) یہ درست ہے کہ تھانہ عبدالحکیم اور تھانہ سرائے سدھو ان دیہاتوں سے تقریباً 40 کلو میٹر کے فاصلے پر ہیں اوراس میں دریائے راوی واقع ہے جس کی وجہ سے ان تھانہ جات کی پولیس ان علاقہ جات میں جرائم پر موثر کنٹرول نہ رکھ سکے گی۔

(ہ) یہ بھی درست ہے کہ DIG ملتان، ڈی پی او خانیوال اور آئی جی پنجاب نے تھانہ حویلی کورنگا کو قائم رکھنے کی سفارش کی ہے۔ حال ہی میں جناب جاوید حسین شاہ ممبر ضلع کونسل نے بذریعہ رٹ پٹیشن نمبری 9178/03 بعدالت جناب افتخار حسین چودھری، چیف جسٹس لاہور ہائیکورٹ حکومت پنجاب کے نوٹیفکیشن مورخہ 26-06-03 کو کالعدم قرار دیتے ہوئے تھانہ حویلی کورنگا کو سابق حیثیت میں برقرار رکھا ہے۔

(و) سوال متعلقہ صوبائی حکومت ہے اور اس بارے میں صوبائی حکومت ہی بہتر جواب دے سکتی ہے۔

قیدی خواتین کے بچوں کو جیل میں ساتھ رکھنے کے قواعد و ضوابط اور دیگر مسائل

*3847 محترمہ فرزانہ راجہ: کیا وزیر جیل خانہ جات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ قیدی خواتین کو قید کے دوران بچوں کو بھی ساتھ رکھنے کی اجازت ہے۔ اگر ہاں تو کتنی عمر تک کے بچے اپنی والدہ کے ساتھ رہ سکتے ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ بچوں کو اپنی والدہ سے جدا کرنے کے بعد بے یار و مددگار چھوڑ دیا جاتا ہے۔ اگر ہاں تو کیا حکومت ان بچوں کے لئے علیحدہ رہائش کا انتظام کر کے ضروری تعلیم اور والدہ سے روزانہ ملنے کا بندوبست کرنے کے لئے تیار ہے۔ اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر جیل خانہ جات:

(الف) جی ہاں یہ درست ہے کہ قیدی خواتین پاکستان جیل خانہ جات قواعد و ضوابط مجریہ 1978 کے قاعدہ نمبر 326 کے تحت 6 سال تک کی عمر کے بچوں کو اپنے ساتھ جیل میں رکھ سکتی ہیں۔

(ب) یہ درست نہ ہے کہ بچوں کو ان کی ماؤں سے جدا کرنے کے بعد بے یار و مددگار چھوڑ دیا جاتا ہے۔ اصل صورتحال یہ ہے کہ قاعدہ نمبر 326 پاکستان جیل خانہ جات قواعد وضوابط مجریہ 1978 کے مطابق قیدی خواتین اپنے ساتھ چھ سال کی عمر تک کے بچوں کو رکھ سکتی ہیں۔ ایسے بچوں کی تعلیم و تربیت کے لئے زنانہ جیل ملتان میں خصوصی درسگاہ قائم ہے جہاں پر خواتین اساتذہ ان بچوں کو تعلیم دیتی ہیں۔ دینی تعلیم کے لئے علیحدہ خواتین اساتذہ جمعیت تعلیم القرآن ٹرسٹ کی طرف سے مقرر ہیں۔ تعلیم کے علاوہ بچوں کے لئے کھیل کود اور تفریحی سرگرمیوں کے لئے بھی خصوصی انتظامات کئے گئے ہیں۔ علاج معالجہ کے لئے کل وقتی لیڈی ڈاکٹر ہمہ وقت جیل میں موجود رہتی ہے اس طرح مناسب طبی سہولیات اور ادویات وغیرہ بوقت ضرورت وافر مقدار میں موجود رہتی ہیں۔ چونکہ یہ بچے اپنی ماؤں کے ساتھ رہتے ہیں اس لئے علیحدہ ملاقات کی ضرورت نہ ہے۔

جہاں تک خواتین اسیران کے بچوں کا تعلق ہے جو گھروں پر رہتے ہیں وہ کسی طرح بھی محکمہ جیل خانہ جات کی عملداری میں نہ آتے ہیں۔ ان کی تعلیم و تربیت اور دیکھ بھال کی ذمہ داری بنیادی طور پر ان کے عزیزواقارب پر عائد ہوتی ہے۔

تاہم کسی مشکل کی صورت میں محکمہ سوشل ویلفیئر یا مقامی طور پر فلاح و بہبود کی خدمات انجام دینے والے غیر سرکاری اداروں یعنی NGOs سے رجوع کیا جاسکتا ہے۔ اسی طرح ملاقات کے سلسلہ میں بھی انہی فلاحی اداروں کی خدمات سے استفادہ کیا جاسکتا ہے اور قیدی خواتین کے کمسن بچوں کے لئے خاطر خواہ ٹرانسپورٹ بغرض ملاقات وغیرہ کا بندوبست بھی انہی NGOs کے تعاون سے کیا جانا چاہئے۔ تاہم حکومت خواتین اسیران اور ان کے بچوں کی فلاح و بہبود و دیگر اقدامات جن کا ذکر اوپر کیا گیا ہے کے علاوہ دو نئی جیلیں بمقام فیصل آباد اور راولپنڈی تعمیر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تاکہ ان کی مشکلات کو رفع کیا جاسکے۔

تھانہ رائے ونڈ صدر کی اپنی ملکیتی بلڈنگ میں منتقلی

*4153 سردار شوکت علی ڈوگر: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ تھانہ رائے ونڈ صدر اپنی ملکیتی جگہ پر قائم نہ ہے اور علاقے کے ایک کونے میں ہے؟

(ب) تھانہ رائے ونڈ صدر میں عملہ کی تعداد کتنی ہے۔ان کے نام و عہدہ کی تفصیل بتائی جائے۔کیا ان کی رہائش کے لئے کوئی جگہ تعمیر کی گئی ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ تھانہ رائے ونڈ کی اپنی ملکیتی جگہ بھی ہے۔اس میں کتنے کمرے تعمیر کئے گئے ہیں اور جہاں اس وقت تھانہ قائم ہے،اس کے کتنے کمرے ہیں؟

(د) اگر جز بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اس تھانہ کو اس کی اپنی جگہ منتقل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے،اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر اعلیٰ:

(الف) تھانہ رائے ونڈ صدر اپنی ملکیتی جگہ پر قائم نہ ہے۔ موجودہ عمارت جس میں تھانہ قائم ہے۔لب سڑک ہے۔جو کوٹ رادھا کشن سے بھائی پھیرو کو جاتی ہے۔

(ب) تھانہ رائے ونڈ کے علاقہ میں تین چوکیاں پولیس چوکی بھچر چوک،کوٹ رادھا کشن اور فیکٹری ایریا قائم ہیں۔

تھانہ رائے ونڈ صدر میں متعین عملہ کی تعداد

1۔اختر علی،انسپکٹر ایس ایچ او55/S.A،2۔شاہد پرویز ایس آئی21/S.A،3۔ارشاد بیگ ایس آئی345/S.A،4۔محمد بوٹا ایس آئی3271SA،5۔ریاست علی ایس آئی218/PC،6۔محمد ریاض ایس آئی169/S.A، 7۔ محمد حنیف اے ایس آئی452/S.A، 8۔ محمد اصغر اے ایس آئی81/K.S.R، 9۔ محمد منشاء اے ایس آئی84/K.S.R، 10۔ محمد اکبر335/H.C، 11۔ محمد صادق471/H.C،12۔شیر احمد647/C،13۔وارث علی255/C،14۔محمد لطیف661/C، 15۔ خادم حسین480/C،16۔ مختار احمد559/C، 17۔خادم حسین370/C، 18۔ مشتاق احمد984/C، 19۔ محمد شعیب889/C، 20۔ محمد ابراہیم608/C،21۔خالد اسلم699/C، 22۔محمد ارشد666/C،23۔صفدر علی224/C،24۔خالد محمود793/C

بھچر چوکی

1۔ خالد اسلم ایس آئی104/S.A، 2۔ عبدالجبار8/K.S.R،3۔ محمد عقیل1026/C، 4۔عبدالحمید764/C،5۔محمد ریاض464/C،6۔محمد اقبال241/C

چوکی کوٹ رادھا کشن

1-	انسپکٹر محمود احمد	289/P.C
2-	عبدالغنی اے ایس آئی	116/P.C
3-	محمد شریف اے ایس آئی	92/K.S.R
4-	منظور الحق اے ایس آئی	289/K.S.R
5-	محمد اسرائیل	967/C
6-	نذیر احمد	211/C
7-	محمد اشرف	272/C
8-	خادم حسین	370/C
9-	اکبر علی	171/C
10-	جابر حسین	437/C
11-	محمد عارف	657/C
12-	شرف دین	426/C
13-	محمد طارق	981/C
14-	محمد اسحاق	687/C
15-	فریاد حسین	792/C
16-	ذوالفقار علی	1085/C
17-	محمد طارق	513/C
18-	عبدالغفور	50/C
19-	محمد اشرف	174/C
20-	غلام رسول	139/C
21-	گلزار احمد	959/C

چوکی فیکٹری ایریا

1-	نذیر احمد اے ایس آئی	463/K.S.R
2-	امانت علی	45/H.C
3-	محمد ایوب	813/C
4-	نجم الحسن	403/C
5-	عمر حیات	101/C

6۔	غلام نبی	896/C
7۔	محمد سرور	923/C
8۔	حبیب اللہ	1003/C
9۔	فضل محمود	15/C
10۔	غلام نبی	43/C

(ج) تھانہ رائے ونڈ صدر کی اپنی کوئی ملکیتی جگہ نہ ہے جبکہ سردار محمد شریف ڈوگر سابق ایم پی اے نے اپنا ملکیتی رقبہ 12 کنال کا انتقال پنجاب پولیس کے نام کیا ہوا ہے جس پر کچھ بلڈنگ تعمیر ہے جو سرکاری نہ ہے۔ اس وقت تھانہ رائے ونڈ صدر ماجھا کوآپریٹو سوسائٹی کی جگہ پر قائم ہے جس میں کمرے اور ایک حوالات ہے۔ رہائشی کمرہ کوئی نہ ہے۔

(د) جس اراضی کا محکمہ پنجاب پولیس کے حق میں انتقال ہوا ہے۔ اس پر تھانہ رائے ونڈ صدر کی بلڈنگ تعمیر کرنے کے لئے بلڈنگ ڈیپارٹمنٹ کو تحریر کیا گیا ہے۔

ضلع قصور۔ جیل میں قیدیوں کی گنجائش، موجودہ تعداد اور سٹاف کی تفصیلات

*4152 سردار شوکت علی ڈوگر: کیا وزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) قصور جیل میں کتنے قیدیوں کی گنجائش ہے اور اس وقت جیل میں قیدیوں کی تعداد کتنی ہے اس میں حوالاتی کتنے ہیں اور قیدی کتنے ہیں؟

(ب) قصور جیل میں عملہ کی تعداد کتنی ہے ان کے نام پتا مع عہدہ اور عرصہ تعیناتی کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ج) اس وقت مذکورہ جیل میں کتنے قیدی اس کی گنجائش سے زیادہ بند کئے گئے ہیں اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر جیل خانہ جات:

(الف) ڈسٹرکٹ جیل قصور 1929 میں 444 نفر اسیران کے لئے تعمیر کی گئی تھی۔ تاہم اس وقت کل 1365 اسیران رکھے گئے ہیں جن میں سے حوالاتیوں کی تعداد 1113 اور

قیدیوں کی تعداد 252 ہے۔

(ب) قصور جیل میں عملہ کی تعداد، ان کے نام پتا مع عہدہ اور عرصہ تعیناتی کی تفصیل ضمیمہ الف ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) جیسا کہ سوال نمبر الف کے جواب میں اوپر بتایا گیا ہے کہ ڈسٹرکٹ جیل قصور 1929 میں 444 نفر اسیران کے لئے تعمیر کی گئی تھی، تاہم اس وقت مذکورہ جیل میں کل 1365 اسیران رکھے گئے ہیں۔ یعنی 976 اسیران گنجائش سے زیادہ بند ہیں۔ وجہ یہ ہے کہ آبادی میں اضافے کے ساتھ ساتھ جرائم کی شرح میں اضافہ ہوتا چلا گیا جس سے جیل کی عمارت ناکافی ہو گئی۔

اسیران کی بڑھتی ہوئی تعداد کے پیش نظر حکومت نے جیلوں کی توسیع کے لئے اقدامات کئے ہیں۔ سزائے موت اسیران کے لئے گیارہ جیلوں میں سے ہر ایک میں 32 اضافی سیلوں کی تعمیر شروع ہے جبکہ دو اضافی بیرکوں کی تعمیر کے لئے فنڈز جاری ہو چکے ہیں جن میں سے ہر ایک بیرک میں 60 نفر اسیران کی گنجائش ہو گی۔ 11 جیلوں میں ان کی تعمیر کا کام شروع ہو چکا ہے۔ علاوہ ازیں گیارہ نئے اضلاع ایسے ہیں جن میں نئی جیلیں مرحلہ وار تعمیر کرنے کا منصوبہ ہے۔ اس وقت ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ اور وہاڑی میں جیلیں زیر تعمیر ہیں۔ گوجرانوالہ میں ایک نئی سنٹرل جیل کی تعمیر کے لئے سائٹ سلیکشن ہو رہی ہے جبکہ راولپنڈی، فیصل آباد میں ایک ایک زنانہ جیل اور بچوں کے لئے راولپنڈی اور ساہیوال میں جیلوں کا قیام عمل میں لایا جا رہا ہے اور جن ضلعوں میں تعمیر کا منصوبہ زیر غور ہے وہ حسب ذیل ہیں:۔

I۔ اوکاڑہ ii۔ پاکپتن Iii۔ لیہ iv۔ بھکر
v۔ حافظ آباد vi۔ خوشاب Vii۔ خانیوال viii۔ لودھراں
Ix ۔ نارووال

نوٹ: مندرجہ بالا توسیعی اقدامات کے بعد عمومی طور پر صوبے کی تمام جیلوں میں اسیران کے لئے گنجائش بڑھ جائے گی جس سے صحت و صفائی کے انتظامات کافی بہتر ہو سکیں گے اور اسیران کو سہولت حاصل ہو گی۔ علاوہ ازیں معمولی نوعیت میں ملوث اسیران کی ضمانت پر رہائی کے سلسلے میں عدلیہ تعاون کر رہی ہے اور ہر ماہ ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج صاحبان رہائی کے لئے جیلوں میں تشریف لاتے ہیں۔

تھانہ سرائے عالمگیر، گجرات: کی عمارت کی تعمیر

*4163 رانا آفتاب احمد خان: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع گجرات کے تھانہ سرائے عالمگیر کی موجودہ عمارت کب تعمیر ہوئی اور اس میں پولیس سٹیشن کا قیام کب اور کس تاریخ کو عمل میں لایا گیا؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ تھانہ سرائے عالمگیر کی عمارت انتہائی بوسیدہ اور ضرورت سے کہیں کم ہے جس میں افسران / اہلکاران کے دفاتر / رہائش کا کوئی خاص بندوبست نہ ہے؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت تھانہ سرائے عالمگیر کی عمارت گرا کر نئی عمارت کی تعمیر کے لئے فنڈز کی منظوری فوری طور پر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو اس کی وجوہات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر اعلیٰ:

(الف) تھانہ سرائے عالمگیر کی عمارت 15-03-1921 کو تعمیر ہوئی۔ اس تھانہ کا کل رقبہ 2.17 ایکڑ ہے۔ اس میں پولیس سٹیشن کا قیام 1921 کو عمل میں لایا گیا۔

(ب) یہ عمارت پرانی ہے لیکن وقتاً فوقتاً اس کی مرمت کروائی جاتی ہے اس میں افسران / اہلکاران کے دفاتر کا مناسب بندوبست ہے جبکہ رہائش گاہ کا انتظام نہ ہے۔

(ج) اس کی تعمیر کے لئے مبلغ -/77,92,000 روپے کا رف کاسٹ estimate مع PC-I پروفارما تیار کیا گیا ہے جس کی تاحال administrative approval نہ ملی ہے۔ جونہی administrative approval ملے گی تو اس کی تعمیر شروع کر دی جائے گی۔

ڈسٹرکٹ جیل فیصل آباد میں قیدیوں کی گنجائش، موجودہ تعداد اور دیگر متعلقہ تفصیل

*4245 شیخ اعجاز احمد: کیا وزیر جیل خانہ جات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ڈسٹرکٹ جیل فیصل آباد میں 700 قیدی رکھنے کی گنجائش ہے جبکہ اس وقت جیل میں تین گنا زیادہ قیدی رکھے گئے ہیں؟

(ب) ڈسٹرکٹ جیل فیصل آباد کو 2003 میں کس قدر حکومتی فنڈز دیئے گئے اور اگر اس میں خورد برد کی گئی تو ذمہ داران کے نام بتائے جائیں اور کیا حکومت اس کم گنجائش کی جیل میں زیادہ قیدی رکھنے کی وجوہات بتائے گی؟

وزیر جیل خانہ جات:

(الف) اس ضمن میں تحریر خدمت ہے کہ ڈسٹرکٹ جیل فیصل آباد 1894 میں تعمیر ہوئی تھی، اس وقت گورنمنٹ کی طرف سے قیدیوں کی منظور شدہ گنجائش 338 اسیران پر مشتمل تھی۔ اس کے بعد قیدیوں کی تعداد میں اضافہ ہوتا گیا اور اضافہ کو مدنظر رکھتے ہوئے وقفہ وقفہ سے جیل میں نئے سیلوں اور بارکوں کی تعمیر ہوتی رہی۔ اب منظور شدہ گنجائش 730۔اسیران پر مشتمل ہے اور جیل ہذا میں اس وقت 2091 اسیران مقید ہیں۔ اس طرح جیل ہذا میں تقریباً 1400 اسیران گنجائش سے زائد مقید ہیں۔

(ب) اس ضمن میں تحریر خدمت ہے کہ ڈسٹرکٹ جیل فیصل آباد کو گورنمنٹ کی طرف سے آفیسران و دیگر ملازمین کی تنخواہوں کی ادائیگی کے لئے اور دیگر مدوں میں بابت سال 2002-03 جو فنڈز آلاٹ کئے گئے تھے۔ ان کی تفصیل حسب ذیل ہے:۔

سیریل نمبر	ہیڈ بجٹ	بجٹ الاٹمنٹ 2002-03	خرچہ بابت سال 2002-03
1۔	تنخواہ آفیسران	364338	364338
2۔	تنخواہ دیگر ملازمین	11292242	11292242
3۔	کرایہ مکان تمام سٹاف	1437456	1437456
4۔	کنوینس الاؤنس	96202	96202
5۔	واشنگ الاؤنس	134225	134225
6۔	ڈریس الاؤنس	600	600
7۔	میڈیکل الاؤنس	626164	626164
8۔	راشن الاؤنس	1066414	1066414
9۔	سپیشل ایڈیشنل الاؤنس	1176480	1176480
10۔	نان پریکٹس میڈیکل الاؤنس	5000	5000
11۔	مرمت ٹرانسپورٹ	30000	30000
12۔	ٹی اے الاؤنس	198720	198720
13۔	ٹرانسپورٹیشن چارجز	2000	2000
14۔	پیٹرول	35000	35000
15۔	سرکاری ٹکٹ ڈاک	13000	13000

16۔	ٹیلی فون چارجز	171820	171820
17۔	گیس چارجز	2700000	2700000
18۔	بجلی چارجز	4730195	4730195
19۔	سٹیشنری چارجز	42912	42912
20۔	پرنٹنگ چارجز	7576	7576
21۔	خرچہ اخبار	2345	2345
22۔	اشتہار اخبار	19924	19924
23۔	خرچہ یونیفارم وارڈر گارڈ	99250	99250
24۔	خرچہ خوردنی اشیاء (اسیران)	11796559	11796559
25۔	خرچہ ادویات ہسپتال برائے اسیران جیل	512000	512000
26۔	خرچہ قیدی کپڑے و کمبل برائے اسیران جیل	981000	981000
27۔	خرچہ فوٹوگرافی خطرناک اسیران	7997	7997
28۔	خرچہ سامان بجلی بلب وغیرہ برائے لائٹنگ اندرون وبیرون جیل سکیورٹی اسیران	320803	320803

اس طرح گورنمنٹ کی طرف سے ملازمین کی تنخواہوں اور اسیران جیل کے لئے جو فنڈز الاٹ کئے گئے تھے ان کو قانون کے مطابق خرچ کیا گیا ہے ان حکومتی فنڈز میں کوئی خورد برد نہ کی گئی ہے۔ معزز ممبر نے مذکورہ سوال نامہ حصہ (ب) میں قیدیوں کی کم گنجائش کی جیل میں زیادہ قیدی رکھنے کے متعلق جو تحریر کیا ہے اس کا جواب حصہ (الف) میں دے دیا گیا ہے۔

فٹنس سرٹیفکیٹ اور ٹوکن ٹیکس کی وجہ سے پکڑی گئی گاڑیوں اور جرمانہ کی تفصیل

*4219 محترمہ نجمی سلیم: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) سال 03-2002 میں لاہور، فیصل آباد، اوکاڑہ اور ملتان کے اضلاع میں کتنی گاڑیاں فٹنس سرٹیفکیٹ نہ ہونے کی وجہ سے پکڑی گئیں جن گاڑیوں کو جرمانہ کیا گیا ان کے ماڈل اور مالک کے نام بتائیں جائیں؟

(ب) اس عرصہ کے دوران کتنی گاڑیوں کو ٹوکن فیس ادا نہ کرنے پر بند کیا گیا اور کتنی گاڑیاں چھوڑ دی گئیں، ان کی تعداد اور چھوڑنے کی وجوہات بتائی جائیں؟

وزیراعلیٰ:

(الف) سال 03-2002 میں لاہور، فیصل آباد، اوکاڑہ اور ملتان کے اضلاع میں درج ذیل گاڑیاں فٹنس سرٹیفکیٹ نہ ہونے کی وجہ سے پکڑی گئیں جن گاڑیوں کو جرمانہ کیا گیا ان کے ماڈل اور مالک کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

ضلع	تعداد گاڑیاں	جرمانہ
لاہور	1695	339000
فیصل آباد	639	131450
ملتان	4294	858800
اوکاڑہ	1077	215400
ٹوٹل	7705	1544650

جن گاڑیوں کے خلاف کارروائی عمل میں لائی ان گاڑیوں کے ماڈل اور مالک کے نام کے متعلق دفتر ایکسائز و ٹیکسیشن سے معلومات حاصل کی جا سکتی ہیں کیونکہ ٹکٹ چالان کنندہ گاڑی کے مالک کا نام اور ماڈل تحریر نہ کرتا ہے بلکہ قصور وار ڈرائیور کا نام و پتا درج کیا جاتا ہے۔

(ب) ٹریفک پولیس کے متعلقہ نہ ہے۔ محکمہ ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن سے معلوم کیا جا سکتا ہے۔

جیلوں میں چرچز کی تعمیر
اور غیر مسلم قیدیوں کو مذہبی تعلیم کی فراہمی

*4637 جناب جوئیل عامر سہوترا: کیا وزیر جیل خانہ جات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا جیلوں میں چرچ تعمیر کروانے کی اجازت ہے؟

(ب) جیلوں میں غیر مسلم قیدیوں کو ان کے مذہبی عقیدے کے مطابق تعلیم دلوانے کے بارے میں حکومت کی کیا پالیسی ہے؟

وزیر جیل خانہ جات:

(الف) ہر چند جیل قواعد اس ضمن میں خاموش ہیں۔ تاہم ہر اسیر کو بلا امتیاز مذہب اپنے اپنے عقیدے کے مطابق نہ صرف عبادت کرنے کی اجازت ہے بلکہ انہیں اس ضمن میں

ضروری سہولت بھی فراہم کی جاتی ہے اور مقامی گرجا گھروں کے تعاون سے سنڈے سروس و دیگر مذہبی تہواروں پر عیسائی اسیران کے لئے خصوصی عبادات کا اہتمام کیا جاتا ہے۔

(ب) پنجاب حکومت نے اس بارے میں واضح پالیسی اختیار کی ہے اور غیر مسلم اسیران کو ان کے مذہب اور عقیدے کے مطابق تعلیم کا بندوبست مقامی چرچ کے تعاون سے کیا ہے نیز یہ کہ پڑھے لکھے اسیران کو جو کہ اپنا دینی علم رکھتے ہوں انہیں بھی دیگر ہم مذہب اسیران کی تعلیم پر مامور کیا گیا ہے جس کے بہت ہی حوصلہ افزاء نتائج برآمد ہو رہے ہیں۔

عدالت انسداد دہشت گردی، گوجرانوالہ، جج صاحبان، مراعات اور مقدمات کی تفصیل

*4372 جناب ارشد محمود بگو: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گوجرانوالہ ڈویژن میں ایک انسداد دہشت گردی کی عدالت کام کر رہی ہے؟

(ب) کیا حکومت نے مذکورہ دہشت گردی کی عدالت کے جج کو contract base پر ملازم رکھا ہے؟

(ج) مذکورہ جج کو کن شرائط پر رکھا گیا ہے؟

(د) اس وقت مذکورہ عدالت میں مقدمات کی تفصیل بتائیے؟

(ہ) جب سے مذکورہ عدالت بنی ہے اس میں کتنے مقدمات کا فیصلہ ہوا ہے کتنے مقدمات ابھی تک زیر سماعت ہیں ان کی تفصیل بتائیے؟

وزیر اعلیٰ:

(الف) نہیں، یہ درست نہیں ہے۔ گوجرانوالہ ڈویژن میں انسداد دہشت گردی کی دو عدالتیں کام کر رہی ہیں۔

(ب) جی، نہیں دونوں عدالتوں کے جج صاحبان ڈسٹرکٹ سیشن جج ہیں اور پنجاب حکومت نے انہیں باقاعدہ تعینات کیا ہے۔

(ج) مذکورہ جج صاحبان کو لاہور ہائی کورٹ کے فاضل چیف جسٹس کی نامزدگی پر تعینات کیا گیا ہے اور اس کی منظوری وزیر اعلیٰ صاحب سے لی گئی ہے۔ مذکورہ جج صاحبان کو تنخواہ کے علاوہ سرکاری رہائش، گاڑی اور حفاظتی گارڈ وغیرہ دی گئی ہے۔

(د) اس وقت دونوں مذکورہ عدالتوں میں80 مقدمات زیر سماعت ہیں جن میں سے 31 مقدمات انسداد دہشت گردی کی عدالت نمبر1 میں زیر سماعت ہیں جبکہ 49 مقدمات عدالت نمبر2 میں زیر سماعت ہیں۔

(ہ) 22-08-1997 سے لے کر آج تک دونوں عدالتوں میں838 مقدمات کا فیصلہ ہوا ہے۔ جن میں سے عدالت نمبر1 میں465 اور373 مقدمات عدالت نمبر2 نے نمٹائے ہیں اور اس وقت 80 مقدمات دونوں عدالتوں میں زیر سماعت ہیں۔ تفصیل کالم (د) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

پھول نگر اور دیگر پولیس سٹیشنز میں ملازمین کی منظور شدہ اور موجودہ/اسامیوں کی تفصیل

*4438 رانا سرفراز احمد خان: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) تھانہ پھولنگر (بھائی پھیرو) تھانہ سرائے مغل اور پتو کی شہر میں واقع تھانوں میں کتنی نفری، انسپکٹرز، سب انسپکٹرز، اسسٹنٹ سب انسپکٹرز، ہیڈ کانسٹیبل اور کانسٹیبل کی منظور شدہ اسامیوں کی تفصیل بیان فرمائیں؟

(ب) آیا نفری مکمل ہے۔ اگر کمی ہے تو کب تک پوری کر دی جائے گی؟

(ج) انسپکٹرز، سب انسپکٹرز اور اسسٹنٹ سب انسپکٹرز کے نام، ولدیت، ڈومیسائل، پتاجات، تعلیم اور ان کا عرصہ تعیناتی کیا ہے۔ تفصیلات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر اعلیٰ:

(الف) تفصیل درج ذیل ہے:۔

تھانہ پھولنگر:	IP	SI	ASI	HC	C
منظوری	1	7	14	4	45
موجودہ	–	7	14	4	45
کمی/بیشی	1	-	-	-	-

	IP	SI	ASI	HC	C
تھانہ سرائے مغل:	IP	SI	ASI	HC	C
منظوری	1	3	6	3	24
موجودہ	2	3	6	3	24
کمی / بیشی	1	۔	۔	۔	۔
تھانہ صدر پتوکی:	IP	SI	ASI	HC	C
منظوری	1	5	10	3	25
موجودہ	–	5	10	3	29
کمی / بیشی	1	۔	۔	۔	۔
تھانہ سٹی پتوکی:	IP	SI	ASI	HC	C
منظوری	1	4	9	2	22
موجودہ	–	4	9	3	22
کمی / بیشی	1	۔	۔	1	۔

(ب) جملہ تھانہ جات میں نفری تقریباً پوری ہے۔ کمی / بیشی عارضی اور معمول کے تبادلوں کا حصہ ہے۔

(ج) تفصیل ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

پولیس سٹیشن بھاگٹانوالہ، سرگودھا میں نئی عمارت اور رہائش گاہوں کی تعمیر

*4445 چودھری فیصل فاروق چیمہ: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ تھانہ بھاگٹانوالہ ضلع سرگودھا کی موجودہ عمارت نہایت خستہ اور ناقابل استعمال ہو چکی ہے اور عمارت پولیس سٹیشن کے قابل نہ ہے؟

(ب) کیا مذکورہ پولیس سٹیشن کے ساتھ ملازمین کے لئے رہائش گاہیں تعمیر کی گئی ہیں اگر تعمیر نہیں کی گئیں تو اس کی کیا وجہ ہے؟

(ج) کیا پولیس سٹیشن میں تعینات ملازمین کا اپنے تھانہ کے قریب رہائش پذیر ہونا اور ہمہ وقت دستیاب ہونا لازمی نہیں ہے؟

(د) کیا کسی معائنہ کار آفیسر نے کبھی نئی عمارت کی تعمیر اور ملازمین کے لئے رہائش گاہوں کے لئے کوئی رپورٹ کی ہے اور کیا یہ ان کی ذمہ داری نہیں ہے؟

(ہ) کیاحکومت مذکورہ تھانہ کے لئے نئی عمارت اور ملازمین کے لئے رہائش گاہیں تعمیر کرنے کاارادہ رکھتی ہے۔اگر جواب ہاں میں ہے تو یہ کارروائی کب تک شروع ہونے کی توقع ہے؟

وزیراعلیٰ:

(الف) یہ درست ہے کہ تھانہ بھاگٹانوالہ کی بلڈنگ نہایت خستہ حالت میں ہے جس کی نئی بلڈنگ تعمیر کی جانی جلداز جلد ضروری ہے۔

(ب) پولیس سٹیشن کے ساتھ رہائشی کالونی تعمیر کی گئی ہے لیکن وہ بھی موجودہ تعداد وملازمین کے لحاظ سے کافی نہ ہے۔

(ج) ملازمین کا تھانہ کے نزدیک رہائش پذیر ہونااچھی بات ہے تاکہ کسی ناخوشگوار واقعہ رونما ہونے کی صورت میں جملہ نفری کو فوری طور پر بلایاجاسکے۔

(د) SP/HQRs سرگودھانے کچھ عرصہ قبل SDO بلڈنگ کے ہمراہ تھانہ کاملاحظہ کیاہے اور نئی بلڈنگ تعمیر کرنے کی سفارش کی ہے۔

(ہ) یہ معاملہ صوبائی حکومت کا ہے تاہم تھانہ کی تعمیر جلد از جلد شروع کرنے کے لئے سفارش کی جاتی ہے۔

پولیس سٹیشن کھڑانہ، سرگودھامیں نئی عمارت اور رہائش گاہوں کی تعمیر کامسئلہ

*4446 چودھری فیصل فاروق چیمہ: کیاوزیراعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ تھانہ کھڑانہ ضلع سرگودھا کی موجودہ عمارت نہایت بوسیدہ اور گرنے کے قریب ہے؟

(ب) کیایہ بھی درست ہے کہ پولیس سٹیشن کھڑانہ کے ساتھ ملازمین کے لئے رہائش گاہیں تعمیر نہ کی گئی ہیں۔جس کی وجہ سے ملازمین کو کافی پریشانی ہے؟

(ج) کیاپولیس سٹیشن میں تعینات ملازمین کااپنے تھانہ کے قریب اور ہمہ وقت دستیاب رہنا ضروری نہیں؟

(د) کیا کسی مجاز آفیسر نے کبھی نئی عمارت کی تعمیر کرنے کے لئے کوئی رپورٹ کی ہے تو اس پر کیا کارروائی عمل میں لائی گئی ہے اور اگر نہیں ہوئی تو کیا معائنہ کرنے والے افسران کے لئے ایسی رپورٹ کرنا ضروری نہیں؟

(ہ) کیا حکومت مذکورہ تھانہ کے لئے نئی عمارت اور ملازمین کے لئے رہائش گاہیں تعمیر کرنا چاہتی ہے۔ اگر جواب اثبات میں ہے تو یہ عمل کب تک شروع کر دیا جائے گا؟

وزیراعلیٰ:

(الف) قبل ازیں تھانہ کی مرمت کروائی جا چکی ہے۔ تھانہ کی چھت اور بیرونی دیواریں، کھڑکیاں اور مین گیٹ اچھی حالت میں نہ ہیں جس کی مرمت کروائی جانی ضروری ہے۔

(ب) پولیس سٹیشن کھڑانہ کے ساتھ ملازمین کی رہائشی کالونی تعمیر نہیں کی گئی جس وجہ سے ملازمین پریشانی سے دوچار ہیں لہذا رہائشی کالونی تعمیر ہونی چاہئے۔

(ج) تھانہ میں تعینات ملازمین کا ہمہ وقت دستیاب رہنا اشد ضروری ہے تاکہ کسی ناخوشگوار واقعہ رونما ہونے کی صورت میں تمام نفری فوری طور پر بلائی جا سکے۔

(د) تقریباً ڈیڑھ ماہ قبل SP/HQRs نے تھانہ کھڑانہ کے ساتھ رہائشی کالونی تعمیر کرنے کے لئے جگہ کا ملاحظہ بھی کیا ہے۔ اس سلسلہ میں بلڈنگ ڈیپارٹمنٹ سے rough cost estimate تیار کرنے کو کہا گیا ہے۔

(ہ) یہ صوبائی حکومت کے متعلقہ ہے اور صوبائی حکومت ہی شروع کروا سکتی ہے۔ تاہم رہائشی کالونی کی تعمیر جلد کرنے کے لئے سفارش کی جاتی ہے۔

تھانہ غازی آباد، لاہور کے اہلکاران کا اختیارات سے تجاوز اور حکومتی کارروائی

*4541 **محترمہ فرح اقبال خان:** کیا وزیراعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مورخہ 23۔جنوری 2004 کی درمیانی شب کے قریب تھانہ غازی آباد لاہور کے انسپکٹر شاہد احمد چدھڑ، رانا سخاوت علی سب انسپکٹر، اے۔ ایس۔ آئیز شیخ انور، نذیر احمد، اقبال، بشیر ڈوگر اور دیگر اہلکاران کے ہمراہ حاجی لیاقت علی معروف سماجی کارکن کے گھر بغیر کسی وارنٹ کے دیواریں پھلانگ کر داخل ہو گئے۔ خواتین کی

بے حرمتی کی اوران کے بھائیوں اور دیگر اہل خانہ کو گرفتار کر کے لے گئے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ گرفتار کردہ افراد پرS.H.O مذکورہ نے پرچہ درج کیا کہ وہ تاش کھیل رہے تھے اورانہوں نے گڑاہی گوشت کی شرط عائد کرر کھی تھی؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ اہالیان نے مذکورہ ریڈ کرنے والی پارٹی کے خلاف D.I .G لاہور کو درخواست دی کہ پولیس حاجی لیاقت علی کے گھر بلاوجہ داخل ہوئی ہے اور وہ معزز شہری ہے؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ D.I.G لاہور نے مذکورہ درخواست پر S.P کینٹ لاہور کو انکوائری کرنے کا حکم صادر کیا؟

(ہ) کیا یہ بھی درست ہے کہ ایس۔پی کینٹ لاہور نے اپنی انکوائری میں حاجی لیاقت علی اور اس کے اہل خانہ پر لگائے گئے الزامات کو جھوٹا اور من گھڑت قرار دیتے ہوئے ایس ایچ او تھانہ غازی آباد اوراس کے دیگر ساتھیوں کے خلاف کارروائی کرنے کو کہا؟

(و) کیا ایس پی کینٹ کی انکوائری رپورٹ پر متعلقہ ایس ایچ او اور دیگر عملہ کو ملازمت سے برخاست کر کے ان کے خلاف آرڈیننس 2000 اور ای اینڈ ڈی رولز کے تحت کارروائی کی گئی ہے۔اگر نہیں تو اس کی وجوہات بیان فرمائیں؟

وزیراعلیٰ:

(الف) مورخہ 04-01-23/24 کی درمیانی شب تھانہ غازی آباد کے سخاوت علی SI، محمد اقبال SI، مع ملازمین تھانہ نے محمد رفیق عرف پٹھان کے جواء کے اڈا پر ریڈ کیا دوران ریڈ قمار بازی کرنے والے افراد میں کچھ بھاگ گئے۔ عامر فیاض برادر حاجی لیاقت علی سکنہ غازی آباد گھر میں داخل ہو گئے۔پولیس ملازمین ان کے تعاقب میں گھر میں داخل ہوئے تھے اور ملزمان کو پکڑنے کی کوشش کی گئی۔ خواتین کی بے حرمتی نہ کی گئی اور نہ ہی حاجی لیاقت علی کے بھائیوں کو گرفتار کیا گیا۔

(ب) گرفتار شدہ افراد کے خلاف تھانہ غازی آباد میں مقدمہ نمبر55 بجرم 05/07/78 قمار بازی ایکٹ درج رجسٹر کیا گیا۔ ملزمان بذریعہ تاش قمار بازی کرر ہے تھے۔

(ج) علاقہ تھانہ غازی آباد کے حاجی لیاقت علی کے بھائی عامر فیاض ولد محمد شریف نے ریڈنگ پولیس پارٹی کے خلاف دیوار پھلانگ کر گھر میں داخل ہو کر خواتین کی

بے حرمتی کرنے کے الزامات لگاکر درخواست دی۔

(د) وقوعہ ہذاکی انکوائری مہتمم پولیس کینٹ ڈویژن عمل میں لائی گئی۔

(ہ) دوران انکوائری حاجی لیاقت علی مقدمہ ہذامیں بے گناہ پایا گیا۔

(و) پولیس ملازمین تھانہ غازی آباد جواء کے ملزمان کے تعاقب میں درخواست دہندہ کے گھر گئے اور ملزمان کو پکڑ کر کارروائی کی ہے۔ درخواست دہندہ عامر فیاض نے پولیس کا ملزمان کے تعاقب میں گھر داخل ہونے کو بے عزتی سمجھتے ہوئے درخواست دی ہے۔ درخواست میں لگائے گئے الزامات برخلاف پولیس ملازمان درست ثابت نہ ہوئے ہیں۔ اس لئے ملازمین کے خلاف محکمانہ کارروائی نہ کی گئی۔

تھانہ ٹھیکری والا فیصل آباد میں آفیسرز کا اختیارات سے تجاوز اور حکومتی کارروائی

*4605 رانا آفتاب احمد خان: کیا وزیراعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ تھانہ ٹھیکری والا ضلع فیصل آباد میں مقدمہ نمبری 710/2003 بجرم 406/489 درج ہوا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ متذکرہ مقدمہ میں دونوں نامزد ملزمان کو دوران تفتیش گنہگار ثابت ہونے پر مقامی پولیس نے انہیں گرفتار کر کے ان سے برآمدگی بھی کر لی؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ ملزمان کی D.I.G فیصل آباد سے عزیزداری ہونے کی وجہ سے گرفتاری اور برآمدگی کے باوجود انہیں نہ صرف چھوڑ دیا گیا۔ بلکہ ڈی۔آئی۔جی نے مقدمہ مذکورہ میں تفتیشی آفیسر منظور کھچی کو میرٹ اور ایمانداری سے تفتیش کرنے پر تبدیل کر دیا؟

(د) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت متذکرہ مقدمہ میں نامزد گنہگار اور گرفتار شدہ ملزمان جنہیں D.I.G کے حکم پر چھوڑا گیا انہیں فوری طور پر گرفتار کر کے جرم کے مطابق سزا دینے نیز مقدمہ کی تفتیش نہایت ایمانداری اور میرٹ پر کرنے کی بناء پر تبدیل کئے گئے تفتیشی آفیسر منظور کھچی کو واپس تھانہ ٹھیکری والا میں تعینات کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو اس کی وجوہات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیراعلیٰ:

(الف) یہ درست ہے کہ تھانہ ٹھیکری والا ضلع فیصل آباد میں مقدمہ نمبر 2003/710 زیر دفعہ 406/489/F ت پ درج رجسٹر ہوا۔

(ب) یہ درست ہے کہ مقدمہ ہذا میں ہر دو ملزمان رؤف احمد و معروف احمد گنہگار ثابت ہو چکے ہیں۔ رؤف احمد ملزم مورخہ 04-01-27 کو عبوری ضمانت منسوخ ہونے پر گرفتار ہوا جس کا جسمانی ریمانڈ حاصل کیا گیا۔ مورخہ 04-02-05 کو علاقہ مجسٹریٹ صاحب نے مزید جسمانی ریمانڈ کی استدعا مسترد کرتے ہوئے ملزم کو حوالات جوڈیشل بھجوادیا جبکہ دوسرا ملزم معروف احمد گرفتار نہ ہوا ہے۔ نیز گرفتار شدہ ملزم سے کوئی برآمدگی نہ ہوئی ہے۔ معروف احمد ملزم کو گرفتار کرنے کے لئے ہر ممکن کوشش کی جارہی ہے۔

(ج)

(i) ملزمان کی ڈی آئی جی فیصل آباد کے ساتھ عزیزداری نہیں ہے اور نہ ملزمان کو گرفتار کرنے کے بعد چھوڑا گیا ہے۔

(ii) ایس آئی منظور کھچی نے مقدمہ ہذا کی ابتدائی تفتیش ضرور کی ہے مگر اس نے ملزمان کی گنہگاری کے سلسلہ میں کوئی فائنل رائے نہ دی ہے۔

(iii) مقدمہ ہذا کے ہر دو ملزمان کو میر ویس نیاز ASP/SDPO صدر سرکل نے گنہگار تحریر کیا ہے۔

(iv) منظور کھچی کا تبادلہ administrative grounds پر عارضی طور پر انوسٹی گیشن برانچ پنجاب لاہور ہوا ہے۔ اس کے تبادلہ کا اس مقدمہ کی تفتیش سے کوئی تعلق واسطہ نہیں ہے۔

(د) ASP/SDPO صدر سرکل کے ہر دو ملزمان کو گنہگار تحریر کرنے کے بعد مورخہ 04-01-27 کو رؤف احمد ملزم کو محمد اسلم اے ایس آئی نے گرفتار کیا بعد ازاں مذکورہ کو حوالات جوڈیشل بھجوایا گیا جبکہ معروف احمد ملزم ابھی تک گرفتار نہ ہوا ہے جس کا وارنٹ گرفتاری حاصل کیا گیا ہے اور گرفتاری کا تحرک کیا جارہا ہے۔ ایس آئی منظور احمد کھچی نے نہ ملزمان کو گنہگار تحریر کیا ہے اور نہ اس وجہ سے اس کا تبادلہ کیا گیا ہے۔

گوجرانوالہ، پولیس سٹیشن / چوکیوں، ملازمین، عمارات اور دیگر تفاصیل

*4636: لالہ شکیل الرحمٰن (ایڈووکیٹ): کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) گوجرانوالہ شہر میں کل کتنے تھانے اور پولیس چوکیاں ہیں ان کے نام اور ان میں تعینات ملازمین کے نام، عہدہ، گریڈ، ڈومی سائل اور عرصہ تعیناتی کی تفصیل بتائیں؟

(ب) کن تھانہ جات اور چوکیوں کی اپنی عمارات ہیں اور کن تھانہ جات / چوکیوں کی عمارات نہیں ہیں؟

(ج) کیا حکومت مذکورہ تھانہ جات اور پولیس چوکیوں کو عمارات مہیا کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک، نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

(د) مذکورہ تھانہ جات / پولیس چوکیوں میں زیر استعمال گاڑیوں کی تفصیلات مہیا کی جائیں۔ یہ گاڑیاں کن افسران / اہلکاران کے زیر استعمال ہیں۔ کیا گاڑیاں ضرورت کے مطابق کافی ہیں۔ اگر نہیں تو کب تک ضرورت کے مطابق گاڑیاں پوری کر دی جائیں گی؟

(ہ) مذکورہ تھانہ جات/پولیس چوکیوں میں سے کن کے پاس جدید اسلحہ اور Communication System موجود ہے؟ کیا حکومت ہر تھانے میں جدید ترین آلات اور اسلحہ فراہم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر اعلیٰ:

(الف) گوجرانوالہ شہر میں کل 9 تھانے اور ایک پولیس چوکی ہے۔ تعینات پولیس ملازمین کے نام اور عہدہ تھانہ وار تفصیل ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) گوجرانوالہ شہر کے تھانہ جات میں سے تھانہ کوتوالی، ماڈل ٹاؤن، باغبانپورہ، سول لائن، سیٹلائیٹ ٹاؤن اور پیپلز کالونی محکمہ پولیس کی اپنی عمارت میں کام کر رہے ہیں۔ البتہ تھانہ سبزی منڈی محکمہ اوقاف کی بلڈنگ میں ہے ان کے علاوہ تھانہ گرجاکھ، دھلے اور چوکی پیپلز کالونی کرایہ کی عمارت میں کام کر رہے ہیں۔

(ج) سوال ہذا کا جواب متعلقہ صوبائی حکومت ہے۔

(د) گوجرانوالہ شہر میں کل 9 تھانہ جات میں سے 8 تھانہ جات ماڈل ٹاؤن، باغبانپورہ، گرجاکھ، دھلے، سیٹلائیٹ ٹاؤن، پیپلز کالونی، سبزی منڈی، سول لائن میں گاڑیاں بسلسلہ

کار سرکار وگشت موجود ہیں۔ جبکہ تھانہ کوتوالی اور چوکی پیپلز کالونی میں گاڑی موجود نہ ہے۔یہ گاڑیاں ضرورت کے مطابق ناکافی ہیں۔ نئی گاڑیاں خریدی جارہی ہیں۔

(ہ) مطابق ریکارڈ گوجرانوالہ شہر کے تھانہ کے پاس درج ذیل اسلحہ موجود ہے:۔

نام تھانہ	رائفل سیمی	رائفل G3	رائفل SMG	رائفل MP5
سول لائن	4	2	5	5
سیٹلائیٹ ٹاؤن	3	6	5	9
سبزی منڈی	3	8	1	5
پیپلز کالونی	7	4	4	4
کوتوالی	2	5	1	2
ماڈل ٹاؤن	8	4	7	5
گرجاکھ	6	2	1	10
باغبانپورہ	2	2	1	7
دھلے	3	8	1	2

چوکی پیپلز کالونی حسب ضرورت اسلحہ متعلقہ تھانہ سے حاصل کرتی ہے۔

پولیس ملازمین کی سنیارٹی کے تعین کا مسئلہ

*4857: جناب فیض اللہ کموکا: کیاوزیراعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سپریم کورٹ آف پاکستان اور پنجاب سروس ٹربیونل کے فیصلوں کی روشنی میں پنجاب پولیس کے ملازمین کی سنیارٹی کا معاملہ زیر غور ہے اور تقریباً ہر پولیس ملازم کو اپنی سنیارٹی کے تعین کے سلسلے میں انسپکٹر جنرل پنجاب پولیس کے دفتر سے رجوع کرنا پڑرہا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ عدالتی فیصلوں اور حکومت کی پالیسی کے باوجود ملازمین کے سنیارٹی کے کیس طے نہیں کئے جارہے ہیں اور دفتر کی متعلقہ برانچوں کے سپرنٹنڈنٹ اور اہلکار رشوت طلب کرتے ہیں۔ رشوت نہ دینے کی صورت میں کیس پر بلا جواز غیر متعلقہ اعتراضات لگاکر ملازمین کوان کے جائز قانونی حق سے محروم کردیا جاتا ہے؟

(ج) کیا حکومت ان رشوت خور اہلکاران کو جو 10 سال سے بھی زیادہ عرصہ سے ان پوسٹوں پر تعینات ہیں اور حکومت کی ٹرانسفر پالیسی کے برعکس ایک ہی جگہ کام کر رہے ہیں، کو تبدیل کر کے ایماندار اہلکاروں کو تعینات کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر اعلیٰ:

(الف) یہ درست ہے کہ سپریم کورٹ آف پاکستان اور پولیس رولز فقرہ 12.8 اور 18-13 کی روشنی میں دفتر انسپکٹر جنرل آف پولیس پنجاب نے مجاز اتھارٹی کے دستخط کے ساتھ محکمہ پولیس کے تمام دفاتر کو سرکلر نمبر SE-1/1724-1823/EV مجریہ 04-03-10 جاری کیا اور ان دفاتر کے سربراہان کو ہدایت کی کہ وہ ایک ماہ کے اندر اجتماعی طور پر ملازمین کو پولیس رولز فقرہ 12.8 اور 18-13 کے تحت تاریخ بھرتی اور تاریخ ترقی سے بطور SI/ASI کو مستقل کر کے سنیارٹی فکس کی جائے اور اس سلسلہ میں دفتر ہذا کو مطلع کیا جائے تاکہ ان کے سنیارٹی کے کیسوں کو جو انسپکٹر جنرل آف پولیس کے متعلقہ ہیں جلدی یکسو کیا جا سکے۔ بار بار کی یاددہانی کے نتیجہ میں اب تمام رینجوں کے جوابات موصول ہو چکے ہیں۔ ملازمین کی ترقی بطور انسپکٹر اور ای رینک میں سنیارٹی کی فکسیشن کا تعین بمطابق رولز اہلیت اور مجاز اتھارٹی کے بنائے ہوئے معیار کے مطابق کیا جا رہا ہے جو کہ جلدی یکسو کر دیا جائے گا۔

(ب) ملازمین کی سنیارٹی بطور انسپکٹر کے کیسوں کا فیصلہ رولز اور اہلیت کے مطابق کیا جاتا ہے۔ انفرادی طور پر ملازمین کے سنیارٹی کیسوں کو بوساطت افسران مجاز دفتر ہذا کو بھجوایا جاتا ہے۔ ان کیسوں میں اپیلیں برائے اندراج لسٹ F ترقی بطور انسپکٹر اور عہدہ پر مستقل ہونے کے لئے ہوتی ہیں۔ ملازمین کے سنیارٹی کے کیسوں کا فیصلہ افسران مجاز کرتے ہیں جو ذاتی طور پر پیش ہونا چاہتے ہیں۔ وہ اردل روم میں پیش ہو کر عرض و معروض بھی کرتے ہیں۔ دفتر کے اہلکار اپنا کام دیانت، محنت اور فرض شناسی سے سرانجام دے رہے ہیں جس کا ثبوت یہ ہے کہ پچھلے تقریباً چار / ساڑھے چار ماہ میں تقریباً 160 کے لگ بھگ ملازمین کے صرف سنیارٹی کے کیسوں کے فیصلے ہوئے۔ دوسرے فیصلہ شدہ کیس اس کے علاوہ ہیں۔ یہ تعداد پچھلے سالوں کے مقابلے میں ایک ریکارڈ ہے یہ کارکردگی موجودہ سٹاف کی کارکردگی کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ یہ غلط ہے کہ

ملازمین کے سنیارٹی کے کیسوں پر بلاجواز اعتراضات لگائے جاتے ہیں اور رشوت طلب کی جاتی ہے۔ کیسوں کا فیصلہ رولز، استحقاق اور سروس ریکارڈ دیکھ کر افسران مجاز کرتے ہیں۔

(ج) کارکردگی تسلی بخش ہونے اور کسی قسم کی شکایت نہ ہونے کی وجہ سے اہلکاران ایک ہی پوسٹ پر عرصہ دراز سے تعینات ہیں۔

ضلع لاہور، 2002 تا حال، اغواء برائے تاوان و دیگر متعلقہ تفاصیل

*4873 میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ضلع لاہور میں یکم جنوری 2002 سے آج تک کتنے اغواء برائے تاوان کے مقدمات کس کس پولیس سٹیشن میں درج ہوئے، تفصیل بیان کی جائے؟

(ب) ان مقدمات میں کتنے مغوی بغیر تاوان اور کتنے تاوان دے کر برآمد ہوئے اور کتنے اغواء کے ملزمان گرفتار ہوئے؟

وزیر اعلیٰ:

(الف) ضلع لاہور میں یکم جنوری 2002 سے آج تک اغواء برائے تاوان کے کل 33 مقدمات درج ہوئے جن کی تفصیل ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ضلع لاہور میں 2002 سے آج تک اغواء برائے تاوان کے مقدمات میں جو مغویان بغیر تاوان اور تاوان دیکر برآمد ہوئے اور جو اغواء کے ملزمان گرفتار ہوئے ان کی تفصیل ذیل ہے:-

28 مغوی بغیر تاوان کے برآمد ہوئے۔
03 مغوی تاوان دے کر برآمد ہوئے۔
77 اغواء کے ملزمان گرفتار ہوئے۔

لاہور، پولیس سٹیشنز، عمارات اور دوران ڈیوٹی شہید و معذور ہونے والے ملازمین کی تفصیل

*4874 میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) اس وقت ضلع لاہور میں کتنے تھانے ہیں کتنے تھانوں کی عمارات حکومت کی ملکیت اور کتنی کرایہ پر ہیں؟

(ب) جن تھانوں کی عمارتیں کرایہ پر ہیں ان کے کرایہ، تھانوں کی جگہ اور نام کی تفصیل بیان کریں؟

(ج) ضلع لاہور میں یکم جنوری 2002 سے 30۔دسمبر 2003 تک کتنے ملازمین محکمانہ امور سرانجام دیتے ہوئے شہید یا معذور ہوئے، نام و تعیناتی کی مکمل تفصیل بیان کی جائے نیز ان کے لواحقین کو حکومت اور محکمہ نے اب تک جو انعامات دیئے تفصیل بیان کی جائے؟

وزیر اعلیٰ:

(الف) ضلع لاہور میں کل 76 تھانے ہیں۔44 تھانے سرکاری ملکیت ہیں جبکہ 13 تھانے کرایہ کی بلڈنگ میں ہیں۔

(ب) جن تھانوں کی عمارتیں کرایہ پر ہیں ان کے نام اور کرایہ کی تفصیل:۔

نمبر شمار	نام تھانہ	کرایہ
1۔	شادمان	12500/-
2۔	فیکٹری ایریا	6000/-
3۔	فیصل ٹاؤن	11562/-
4۔	شالامار	17500/-
5۔	مناواں	10000/-
6۔	گلشن اقبال	10000/-
7۔	سمن آباد	7812/-
8۔	ملت پارک	29297/-
9۔	سانده	11700/-
10۔	شاد باغ	14062/-
11۔	گجر پورہ	10000/-
12۔	شاہدرہ ٹاؤن	4687/-
13۔	کوٹ لکھپت	15000/-

(ج) ضلع لاہور میں یکم جنوری 2002 سے 30۔دسمبر 2003 تک کل 9 پولیس ملازمان شہید ہوئے ہیں، کوئی معذور نہ ہوا ہے۔ شہید ہونے والے تمام ملازمین کے لواحقین کو تین

تین لاکھ روپے محکمہ کی طرف سے دیئے گئے ہیں۔ شہید ہونے والے ملازمین کی تفصیل:۔

1۔ کانسٹیبل ریاض احمد شاہد نمبر 9620
2۔ کانسٹیبل ارشد علی نمبر 10377
3۔ کانسٹیبل مقبول حسین نمبر 6813
4۔ ہیڈ کانسٹیبل امتیاز احمد نمبر 10949
5۔ کانسٹیبل شہباز احمد نمبر 7479
6۔ کانسٹیبل محمد حنیف نمبر 1848
7۔ کانسٹیبل نذیر احمد نمبر 1004
8۔ کانسٹیبل ذوالفقار علی نمبر 1400
9۔ کانسٹیبل امانت علی نمبر 2834

ضلع شیخوپورہ، 2003 تاحال، اغواء برائے تاوان کے رجسٹرڈ کیسز سے متعلقہ تفصیلات

*4952 چودھری زاہد پرویز: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) یکم جنوری 2003 سے آج تک ضلع شیخوپورہ میں اغواء برائے تاوان کی کتنی وارداتیں کس کس تھانہ کی حدود میں ہوئی ہیں۔ ان کے ایف۔آئی۔آر کے نمبر مع اغواء ہونے والے افراد اور اغواء کرنے والے ملزمان کے نام کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) ان اغواء کی وارداتوں میں کتنے اغواء کنندگان کو پولیس نے برآمد کیا اور کتنے خود تاوان ادا کر کے رہا ہوئے؟

(ج) ان وارداتوں میں ملوث کتنے ملزمان گرفتار ہوئے اور کتنے ابھی تک مفرور ہیں۔ گرفتار اور مفرور ملزمان کے نام، پتاجات کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(د) اغواء برائے تاوان کے کتنے ملزمان کو کتنی کتنی سزا ہوئی ہے؟

(ہ) کتنے تفتیشی افسران کے خلاف اغواء کے مقدمات کی صحیح تفتیش نہ کرنے پر محکمانہ اور قانونی کارروائی کی گئی ہے؟

وزیر اعلیٰ:

(الف) یکم جنوری 2003 سے 15۔جون 2004 تک ضلع شیخوپورہ میں اغواء برائے تاوان کے

کل 12 مقدمات درج ذیل تھانوں میں رجسٹر ہوئے۔ تفصیل ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے:۔

نمبر شمار	نام تھانہ	درج مقدمات کی تعداد
1۔	مانانوالہ	01
2۔	نارنگ	01
3۔	صفدرآباد	02
4۔	اے ڈویژن	01
5۔	صدر شیخوپورہ	02
6۔	فیکٹری ایریا	04
7۔	فیروزوالہ	01

(ب) 7 افراد کو پولیس نے برآمد کیا ہے اور 5 خود تاوان ادا کر کے رہا ہوئے۔

(ج) 28 ملزمان کو گرفتار کیا گیا اور 17 ملزمان ابھی تک مفرور ہیں جن کی تفصیل ضمیمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) ابھی تک اغواء برائے تاوان کے مقدمات کا فیصلہ نہ ہوا ہے۔

(ہ) تمام مقدمات میں تفتیش صحیح خطوط پر کی گئی لہذا کسی پولیس آفیسر کے خلاف کوئی قانونی و محکمانہ کارروائی عمل میں نہ لائی ہے۔

ضلع حافظ آباد، 2003 تا حال، اغواء برائے تاوان کے کیسز کی تمام تر تفصیلات

*4957 چودھری زاہد پرویز۔ کیا وزیراعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) یکم جنوری 2003 سے آج تک ضلع حافظ آباد میں اغواء برائے تاوان کی کتنی وارداتیں کس کس تھانہ کی حدود میں ہوئی ہیں۔ ان کے ایف۔آئی۔آر نمبرز مع اغواء ہونے والے افراد کے نام اور اغواء کرنے والے ملزمان کے نام کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) ان میں سے کتنے اغواء کنندہ گان کو پولیس نے برآمد کیا اور کتنے خود تاوان ادا کر کے رہا ہوئے؟

(ج) ان وارداتوں میں ملوث کتنے ملزمان گرفتار ہوئے اور کتنے ابھی تک مفرور ہیں۔ گرفتار اور مفرور ملزمان کے نام، پتاجات کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(د) ان وارداتوں میں کتنے ملزمان کو کتنی کتنی سزا ہوئی ہے؟

(ہ) مذکورہ عرصہ میں کتنے تفتیشی افسران کے خلاف اغواء کے مقدمات کی صحیح تفتیش نہ کرنے پر محکمانہ اور قانونی کارروائی کی گئی ہے؟

وزیراعلیٰ:

(الف) ضلع حافظ آباد میں یکم جنوری 2003 سے لے کر آج تک 04-01-14 تک کوئی مقدمہ اغواء برائے تاوان درج رجسٹر نہ ہوا ہے۔

(ب) NIL

(ج) NIL

غیر نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

فیصل آباد، ڈسٹرکٹ آفیسر سول ڈیفنس کی تعیناتی

418 ڈاکٹر اسد معظم: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ فیصل آباد میں ڈسٹرکٹ آفیسر سول ڈیفنس کی پوسٹ عرصہ تین سال سے خالی ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ڈپٹی ڈسٹرکٹ آفیسر سول ڈیفنس اپنی ڈیوٹی صحت کی خرابی کی وجہ سے بخوبی انجام نہ دے پا رہے ہیں؟

(ج) اگر جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ڈسٹرکٹ آفیسر سول ڈیفنس کی اسامی پُر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیراعلیٰ:

(الف) ہاں! یہ مورخہ 04-02-01 سے خالی ہے۔ پنجاب کے اس محکمہ میں گریڈ 17 کے افسران کی قلت ہے۔ کل آٹھ منظور شدہ گریڈ 17 افسران میں چار افسران تعینات ہیں جن کی تفصیل حسب ذیل ہے:۔

(i) اسسٹنٹ ڈائریکٹر (ایڈمنسٹریشن) نظامت شہری دفاع، لاہور

(ii) اسسٹنٹ ڈائریکٹر (ٹریننگ و رابطہ)۔ ایضاً۔

(iii) ضلعی آفیسر شہری دفاع، سرگودھا

(iv) ضلعی آفیسر شہری دفاع، ملتان

(ب) یہ درست ہے کہ ڈپٹی ڈسٹرکٹ آفیسر سول ڈیفنس، اکثر اوقات بیمار رہتے تھے۔ ان کو باہر تعینات نہیں کیا جا سکتا تھا کیونکہ ان کی ریٹائرمنٹ بالکل نزدیک تھی۔ آفیسر مذکورہ 06-02-07 کو ریٹائرڈ ہو چکے، بلکہ وہ مورخہ 06-03-10 کو وفات پا چکے ہیں۔

(ج) جونہی ترقیوں کا سلسلہ شروع کیا جائے گا، محکمہ ہذا ضلعی آفیسر کی تعیناتی کو سب سے زیادہ اہمیت دے گا۔

بہر حال مورخہ 06-03-31 کو رانا ریاست علی کو بطور ڈپٹی ڈسٹرکٹ آفیسر سول ڈیفنس فیصل آباد تعینات کر دیا گیا ہے۔

جنوری 2004 تا حال بہاولپور ضلع میں اغواء کے مقدمات سے متعلقہ تفصیلات

467 ملک محمد اقبال چنڑ: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) یکم جنوری 2004 سے آج تک بہاولپور ضلع میں جو افراد اغواء ہوئے ان کے نام اور پتا جات کی تفصیل دی جائے؟

(ب) ان میں سے جن افراد کو پولیس نے بازیاب کروایا ہے، ان کے نام، پتا جات کی تفصیل دی جائے؟

(ج) آج تک جن افراد کو پولیس ابھی تک بازیاب نہ کروا سکی ہے، ان کے نام اور پتا جات کی تفصیل دی جائے؟

(د) اس سلسلہ میں پولیس نے جن ملزمان کو گرفتار کیا ہے، ان کے نام اور پتا جات کی تفصیل دی جائے؟

(ہ) ان افراد کی بازیابی کے لئے جن جن پولیس ملازمین کی ڈیوٹیاں ہیں، ان کے نام، عہدہ، گریڈ اور جگہ تعیناتی کی تفصیل دی جائے؟

وزیر اعلیٰ:

جزو (الف، ب، ج، د اور ہ) کی مطلوبہ تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

جنوری 2005 تا حال، خواتین / بچوں کے خلاف درج مقدمات

473 محترمہ شاهین عتیق الرحمٰن: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

جنوری2005 سے آج تک خواتین اور بچوں کے خلاف جرائم کے کتنے کیس، ضلع وار، رجسٹر کئے گئے اوران جرائم کے مرتکب کتنے افراد کو گرفتار کیا گیا؟

وزیر اعلیٰ:

جنوری2005 سے تاحال خواتین / بچوں کے خلاف درج مقدمات کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

نمبر شمار	ضلع	خواتین اور بچوں کے خلاف جرائم کے مقدمات جو رجسٹر ہوئے۔	افراد جو گرفتار ہوئے
1۔	راولپنڈی	227	333 خواتین اور ایک بچہ
2۔	جہلم	78 خواتین کے خلاف اور بچوں کے خلاف 9 مقدمات رجسٹر ہوئے۔	107 خواتین اور 18 بچے
3۔	اٹک	30 مقدمات رجسٹر ہوئے۔	38 خواتین اور ایک بچہ
4۔	چکوال	4 عورتوں کے خلاف مقدمات درج ہوئے	4 خواتین
5۔	ملتان	587	1395
6۔	ساہیوال	170	186
7۔	وہاڑی	261	362
8۔	خانیوال	337	505
9۔	پاکپتن	78	98
10۔	لودھراں	102	137
11۔	سرگودھا	516	432
12۔	خوشاب	68	86
13۔	میانوالی	156	178
14۔	بھکر	10	10
15۔	شیخوپورہ	439	331
16۔	ننکانہ صاحب	195	139
17۔	گوجرانوالہ	45	52
18۔	سیالکوٹ	100	78

19۔	گجرات	391	426
20۔	نارووال	71	168
21۔	منڈی بہاؤالدین	428	445
22۔	حافظ آباد	55	60
23۔	فیصل آباد	804	846
24۔	جھنگ	24	32
25۔	ٹوبہ ٹیک سنگھ	297	1008
26۔	ڈیرہ غازی خان	33	42
27۔	مظفر گڑھ	568	655
28۔	راجن پور	23	18
29۔	لیہ	104	287
30۔	بہاولپور	523	658
31۔	بہاولنگر	556	291
32۔	رحیم یار خان	282	495
33۔	لاہور	743	1065
34۔	قصور	۔	۔
35۔	اوکاڑہ	97	117

ضلع جہلم میں جنوری2003تا دسمبر2005درج مقدمات

اور متعلقہ تفصیلات

480 محترمہ نگہت پروین میر: کیاوزیراعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) یکم جنوری2003 تا دسمبر2005 ضلع جہلم میں کل کتنے مقدمات رجسٹر ہوئے کتنے مقدمات کو جھوٹا قرار دے کر خارج کیا گیا، کتنے مقدمات کے چالان مکمل کر کے عدالت میں بھجوائے گئے؟

(ب) درج مقدمات میں کتنے ملزمان کو کیا کیا سزائیں ہوئیں اور کتنے بری ہوئے نیز تاحال کتنے ملزمان اشتہاری و مفرور ہیں؟

(ج) کیا حکومت اپنے تمام تر وسائل کو بروئے کار لاتے ہوئے ضلع جہلم کو اشتہاریوں و مفروروں سے پاک کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو اس کی وجوہات

سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر اعلیٰ:

(الف) یکم جنوری2003 تا دسمبر2005 ضلع جہلم میں کل6939 مقدمات رجسٹر ہوئے۔ 384 مقدمات کو جھوٹا قرار دے کر خارج کیا گیا۔6028 مقدمات کے چالان مکمل کر کے عدالت میں بھجوائے گئے۔

(ب) درج مقدمات میں2363 ملزمان کو درج ذیل سزائیں ہوئیں:۔
سزائے موت 12، عمر قید5، 1 تا3 ماہ تک قید563، 3تا6 ماہ تک قید217، ایک سال تک قید159۔
سال تک قید17 ، 3سال تک قید29، 5سال تک قید10، 5سال سے زیادہ قید24۔ سزائے جرمانہ1327اسی عرصہ میں1862 مقدمات میں ملزمان بری ہوئے۔ جس کی تفصیل درج ذیل ہے:۔
بوجہ راضی نامہ762، شک کا فائدہ513، بوجہ منحرف گواہان137، دیگر وجوہات450۔
جنوری2003 تک کل143 اشتہاری تھے۔ دسمبر2005 تک351 ایزاد ہوئے۔ اسی عرصہ میں کل315 گرفتار ہوئے ہیں۔ اب179 بقایا ہیں۔

(ج) ملزمان اشتہاری کی گرفتاری کے لئے زیر حکم محترم وزیر اعلیٰ پنجاب و جناب آئی جی پنجاب لاہور مہم زور وشور سے شروع کی جا چکی ہے۔

تھانہ گوالمنڈی لاہور میں جنوری تا اپریل2006،
درج مقدمات سے متعلقہ تفصیلات

500 چودھری اعجاز احمد سماں: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) یکم جنوری تا30۔ اپریل2006 تھانہ گوالمنڈی لاہور قتل، اغواء برائے تاوان، چوری اور راہزنی کے کتنے مقدمات درج کئے گئے، ہر ایک کی علیحدہ علیحدہ تفصیل کیا ہے؟

(ب) کیا قتل کے بارے میں فروری2006 میں درج کئے گئے مقدمات(F.I.R) کے تمام نامزد افراد گرفتار کر لئے گئے ہیں اگر ہاں تو کب اور گرفتار ہونے والے افراد کے نام مع F.I.R کیا ہے نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیراعلیٰ:

حسب رپورٹ نائب ناظم اعلیٰ پولیس انوسٹی گیشن، آپریشنز لاہور۔

(الف) تھانہ گوالمنڈی میں یکم جنوری سے 30-اپریل تک قتل کا ایک مقدمہ، راہزنی کے 2 اور چوری کے 08 مقدمات درج پائے گئے ہیں۔ جبکہ اغواء برائے تاوان کا کوئی مقدمہ درج نہ ہوا ہے۔

(ب) فروری 2006 میں قتل کا مقدمہ نمبر 129 مورخہ 06-02-28 جرم 324/302 ت پ تھانہ گوالمنڈی میں درج ہوا ملزم محمد الیاس ولد محمد یونس گرفتار ہو کر حوالات جوڈیشل میں ہے جبکہ منیر احمد مفرور ہے۔ مقدمہ ہذا کا چالان مرتب ہو کر عدالت میں دیا گیا ہے۔ مفرور ملزمان اپنی رہائش ترک کر کے نامعلوم جگہ پر جا چکے ہیں جن کو ملزمان اشتہاری قرار دیا گیا ہے اور گرفتاری کی کوشش جاری ہے۔

سول ڈیفنس پنجاب میں نوجوان کو انسٹرکٹر
بھرتی نہ کرنے کی وجوہات

509 محترمہ انجم سلطانہ: کیا وزیراعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ اسسٹنٹ ڈائریکٹر (ایڈمن) سول ڈیفنس پنجاب لاہور، سول ڈیفنس ڈائریکٹوریٹ پنجاب لاج روڈ پرانی انار کلی لاہور کے آفس میں انسٹرکٹر II اور انسٹرکٹر III کی تعیناتی کے لئے درخواستیں طلب کی گئیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ میرٹ پر پورا اترنے والے صحت مند نوجوان ایف ایس سی پاس اور کمپیوٹر ڈپلومہ ہولڈر محمد بلال لطیف ولد محمد لطیف حجرہ شاہ مقیم اوکاڑہ کو تعینات نہیں کیا گیا ہے، وجوہات بیان کی جائیں، کب تک اس کو تعیناتی آرڈر جاری کر دیئے جائیں گے؟

وزیراعلیٰ

(الف) جی ہاں! درست ہے۔

(ب) مسٹر محمد بلال لطیف ولد محمد لطیف کی درخواست برائے انسٹرکٹر گریڈ III اور انسٹرکٹر گریڈ 11 موصول ہوئیں۔ کل 632 درخواستیں برائے انسٹرکٹر گریڈ III اور انسٹرکٹر

گریڈ II موصول ہوئی ہیں۔ انسٹرکٹر گریڈ III کے لئے کال لیٹرز جاری کر دیئے گئے ہیں۔ انٹرویو کے لئے مورخہ 7تا9۔ جون کی تاریخیں مقرر کی گئی ہیں۔ تمام تقرریاں میرٹ کے مطابق کی جائیں گی۔

نندی پور سیالکوٹ میں قتل کے درج مقدمہ سے متعلقہ تفصیل

*540 جناب ارشد محمود بگو: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مورخہ 06-01-20 کو نندی پور کے قریب تحصیل سیالکوٹ میں کچھ لوگوں نے فائرنگ کر کے محمد الیاس کو قتل کر دیا؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ پولیس نے ابھی تک ملزمان کو گرفتار نہ کیا ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ پولیس جان بوجھ کر ملزمان سے ساز باز کر کے مقدمہ کو خراب کر رہی ہے؟

(د) مذکورہ واقعہ کا مقدمہ کس تھانہ میں درج ہوا ہے؟

وزیر اعلیٰ:

(الف) یہ درست ہے کہ مورخہ 06-01-20 بوقت شام محمد الیاس اپنے کام سے فارغ ہو کر اپنے بھائیوں کے ہمراہ بسواری کار اپنے گاؤں ڈوگراں کلاں واپس جا رہا تھا کہ راستہ میں نندپور کے نزدیک ملزمان عمران ولد غلام حسین، اکرم عرف بگا، سجاد عرف شادا، غلام فرید عرف باؤ اور قمر ولد سلطان نے اس کا راستہ روک کر اور فائرنگ کر کے محمد الیاس کو ہلاک کر دیا اور اس کے ہمراہیان محمد سلیم اور محمد عظیم کو مضروب کیا۔

(ب) مقدمہ کے اندراج کے بعد دوران تفتیش ملزمان نامزد FIR میں سے سجاد گنہگار پایا گیا جبکہ ملزمان اکرم، غلام فرید اور مسماۃ شہناز بی بی بے گناہ پائے گئے۔ ملزم سجاد کو بعد از گرفتاری حوالات جوڈیشل بھجوایا گیا جبکہ تین کس ملزمان عمران ولد غلام حسین، قمر ولد سلطان اور عامر الیاس ولد الیاس کو مقدمہ ہذا میں باوجود کوشش کے گرفتار نہ کیا جا سکا اور ان کے خلاف مجاز عدالت سے وارنٹ /اشتہار حاصل کر کے اشتہاری کرایا گیا۔ مقدمہ ہذا کا نامکمل چالان مورخہ 06-04-22 کو مجاز عدالت میں برائے سماعت بھجوایا گیا۔

(ج) دوران تفتیش مقامی پولیس نے ایک ملزم کو گنہگار قرار دیا، تین کس ملزمان کو اشتہاری قرار دیا گیااوران کی گرفتاری کے لئے کوشش جاری ہے جبکہ تین کس ملزمان مقدمہ ہذا میں بے گناہ پائے گئے۔

(د) مذکورہ واقعہ کا مقدمہ نمبر25 مورخہ06-01-20 جرم302/324/148/149 ت پ تھانہ کوٹلی لوہاراں میں درج ہوا۔

محکمہ داخلہ سول سیکرٹریٹ لاہور میں دو اہل نوجوانوں کوDEO بھرتی نہ کرنے کی وجوہات

551 محترمہ انجم سلطانہ: کیاوزیراعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ جناب ڈپٹی سیکرٹری (جنرل) ہوم ڈیپارٹمنٹ سول سیکرٹریٹ لاہور آفس میں تعیناتی کے لئے ڈیٹا انٹری آپریٹر کی درخواستیں طلب کر کے انٹرویو ٹیسٹ لیا گیا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ میرٹ پر آنے والے نوجوانوں محمد بلال لطیف، محمد ابرار لطیف حجرہ شاہ مقیم ضلع اوکاڑہ کو ابھی تک تعیناتی آرڈر جاری نہیں کئے گئے، وجوہات بیان کی جائیں کب تک آرڈر جاری کئے جائیں گے؟

وزیراعلیٰ:

(الف) جی ہاں یہ درست ہے کہ ڈپٹی سیکرٹری (جنرل) ہوم ڈیپارٹمنٹ سول سیکرٹریٹ لاہور آفس میں ڈیٹا انٹری آپریٹر کی اسامیوں پر بھرتی کے لئے درخواستیں طلب کر کے ٹیسٹ اور انٹرویو لیا گیا۔

(ب) جی نہیں۔ یہ درست نہیں ہے کہ محمد بلال لطیف ٹیسٹ اور انٹرویو کے بعد میرٹ پر تھا بلکہ محمد بلال لطیف ٹیسٹ اور انٹرویو کے بعد میرٹ لسٹ میں دسویں نمبر پر تھا جبکہ ہوم ڈیپارٹمنٹ میں ڈیٹا انٹری کے لئے صرف تین اسامیاں خالی تھیں جو کہ میرٹ پر آنے والے تین افراد کے تعیناتی آرڈر جاری کر دیئے گئے ہیں اس لئے محمد بلال لطیف کو تعیناتی آرڈر جاری نہیں کئے جا سکتے اور محمد ابرار لطیف حجرہ شاہ مقیم ضلع اوکاڑہ کا نام میرٹ پر نہیں تھا اس لئے اسے آرڈر جاری نہیں کئے جا سکتے ہیں۔

انچارج چوکی شاہکوٹ تھانہ کنگن پور کا اختیارات سے تجاوز

552 محترمہ انجم سلطانہ: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ وزیر اعلیٰ مانیٹرنگ سیل وزیر اعلیٰ سیکر ٹریٹ لاہور سے غریب کو انصاف دینے کے لئے ڈائریکٹو جاری ہوا جو DPO قصور سے ہوتا ہوا انچارج چوکی شاہکوٹ (تھانہ کنگن پور) پہنچا، سب انسپکٹر انچارج چوکی نے کوئی بات نہ سنی اور 4 دن تک مدعی چوکی میں دھکے کھاتے رہے اور انچارج چوکی سب انسپکٹر بشیر حسین ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مورخہ 06-05-18 کو چار دن بعد سب انسپکٹر بشیر حسین نے ملزمان سے مدعی کے خلاف جھوٹی، من گھڑت، فرضی درخواست لے کر مدعی کو ہتھکڑیاں لگادیں اور چار دن تک بے گناہ تھانے میں بند کر دیا اور کہا کہ وزیر اعلیٰ کی چھٹی والوں کے ساتھ میں یہ حشر کرتا ہوں اور مدعی کی جیب سے -/5500 روپے بھی نکال لئے؟

(ج) کیا حکومت چوکی انچارج بشیر حسین سب انسپکٹر کے خلاف اختیارات سے تجاوز پر کارروائی کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک، نہیں تو وجوہات بیان کی جائیں؟

وزیر اعلیٰ:

(الف) یہ درست ہے کہ جناب وزیر اعلی نے ڈائریکٹو جاری کیا تھا جو ایس ڈی پی او چونیاں کو برائے قانونی کارروائی اور رپورٹ مارک کیا گیا۔ انہوں نے فریقین کو طلب کیا۔ درخواست دہندہ حاضر نہ ہوا جبکہ حاجی بشیر حسین SI چوکی شاہکوٹ شامل انکوائری ہوا۔ اس نے بتایا کہ درخواست دہندہ کی ہمشیرہ اللہ معافی اپنے خاوند سے ناراض ہو کر علاقہ تھانہ جوہر ٹاؤن لاہور چلی گئی۔ درخواست دہندہ نے اپنے بہنوئی محمد آزاد مع دیگر کس کے خلاف جھوٹی اور بے بنیاد درخواست چوکی انچارج حاجی بشیر حسین SI کے پاس گزاری تاکہ ان کے خلاف کارروائی کروا سکے۔ اس بارہ میں SI نے فریقین کو بلایا۔ آپس میں جھگڑا ہونے پر ان کے خلاف کارروائی 151/107 ض ف عمل میں لائی گئی۔ اس رنج کی وجہ سے انہوں نے جھوٹی درخواست بشیر حسین SI کے خلاف دی۔

(ب) یہ درست نہ ہے کہ بشیر حسین SI نے مدعی کو ہتھکڑی لگائی اور چار دن تک بے گناہ تھانہ میں رکھا۔ SI نے اس سے کوئی رشوت طلب نہ کی اور نہ ہی کوئی رقم اس کی جیب سے نکالی۔

(ج) بشیر حسین SI نے اپنے اختیارات سے تجاوز نہ کیا ہے۔

چوکی انچارج شاہکوٹ تھانہ کنگن پور کا رویہ اور ملازمین کی صورتحال

559 محترمہ انجم سلطانہ۔کیا وزیراعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ تھانہ کنگن پور ضلع قصور چوکی انچارج شاہکوٹ (چوکی میں اس نے اپنے رشتہ دار جعلی پولیس ملازم بنا کر رکھے ہوئے ہیں جو لوگوں پر تشدد کرتے اور رشوت وصول کرتے ہیں) بشیر حسین سب انسپکٹر تعینات ہے اور وہ شوگر، بلڈ پریشر، گردوں، جگر اور ہیپاٹائٹس کی تکلیف میں مبتلا ہے۔ ہر وقت دوائی کھانی پڑتی ہے موٹاپا کی وجہ سے بہت زیادہ پریشان ہے اور توند نکلی ہوئی ہے سیڑھیوں پر نہیں چڑھ سکتا اور نہ ہی دوڑ سکتا ہے چوکی دوسری منزل پر قائم کی گئی ہے، سیڑھیوں پر نہ چڑھ سکنے کی وجہ سے وہ بے چارہ ڈیوٹی کرنے سے قاصر ہے اور ڈیوٹی نہیں کرتا، پورا پورا دن بیماری کی وجہ سے لیٹا رہتا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس کے ڈیوٹی نہ دینے کی وجہ سے سائل بہت پریشان ہوتے ہیں اس نے کئی دفعہ حکام بالا کی خدمت میں زبانی عرض کیا کہ میں ڈیوٹی نہیں کر سکتا اور میری وجہ سے میرے ساتھی بھی بیماریوں کا شکار ہو سکتے ہیں، مجھے فارغ کر دیا جائے اور اسے فارغ بھی نہیں کیا گیا اور اس کے ٹیسٹ وغیرہ بھی نہیں کرائے گئے، وجوہات بیان کی جائیں، کب تک اس کو ملازمت سے فارغ کیا جائے گا اور سرکاری طور پر کب تک اس کے ٹیسٹ وغیرہ کرائے جائیں گے اور علاج کرایا جائے گا؟

وزیراعلیٰ:

(الف) یہ درست ہے کہ بشیر حسین SI شوگر کا مریض ہے۔ بقایا الزامات درست نہ ہیں۔ اب بشیر حسین SI کا تبادلہ تھانہ مصطفیٰ آباد ہو چکا ہے۔

(ب) بشیر حسین SI اپنی ڈیوٹی احسن طریقے سے سرانجام دے رہا ہے۔ اس نے کبھی بھی ٹیسٹوں کے لئے درخواست دی ہے اور نہ ہی ملازمت سے فارغ ہونے کا ارادہ رکھتا ہے۔ اگر اس نے کوئی درخواست برائے ٹیسٹ گزاری تو اس کا علاج کروایا جائے گا۔ اگر وہ ملازمت سے فارغ ہونے کا ارادہ رکھتا ہے تو اس کی درخواست کے مطابق اور قانون کے مطابق کارروائی عمل میں لائی جائے گی۔

انچارج چوکی شاہکوٹ تھانہ کنگن پور کا اختیارات سے تجاوز

566 محترمہ انجم سلطانہ: کیا وزیراعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ تھانہ کنگن پور ضلع قصور کے چوکی انچارج شاہکوٹ بشیر حسین کے پاس جب وزیراعلیٰ کا ڈائریکٹو، سائل انصاف کے لئے لے گئے، تو اس نے مورخہ 19-05-06 کو فرضی جھگڑا بنا کر ان

تینوں افراد پر مقدمہ درج کر دیا، انہیں ضمانت کرانا پڑی اور اب تاریخیں بھگت رہے ہیں۔ ملزم فریق سے -/8000 روپے وصول کئے، جامہ تلاشی کے دوران -/5000 روپے، گھڑی، کاغذات، عینک، شناختی کارڈ وغیرہ بھی لیا گیا جو واپس نہیں کئے گئے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ درخواست کے مطابق اس نے کہا کہ لڑکی برآمد کروں گا، وہ ساٹھ ہزار روپے لے کر انہوں نے آگے بٹھائی ہے، 19-05-06 کو اس نے لڑکی لاکر کئی دن تک چوکی شاہکوٹ میں رکھی۔ نہ مقدمہ درج تھا اور نہ ہی وہاں لیڈی پولیس موجود ہے چوکی میں ٹارچر سیل قائم کیا گیا ہے اور تشدد کرنے کا پورا سامان موجود ہے، کیا حکومت اس کے خلاف کارروائی کا ارادہ رکھتی ہے، تو کب تک نہیں تو وجوہات بیان کی جائیں؟

وزیراعلیٰ:

(الف) بحوالہ رپٹ نمبر 6 مورخہ 19-05-06 (چوکی شاہکوٹ تھانہ کنگن پور ہر دو فریقین کے خلاف بوجہ لڑائی جھگڑا اور اندیشہ نقص امن زیر دفعہ 107/151 جواب کے تحت گرفتار کیا اور SI نے ان سے کوئی رشوت طلب نہ کی تھی اور نہ ہی ان کے قبضہ سے کوئی چیز لی تھی۔

(ب) یہ درست ہے کہ بشیر حسین SI نے کہا تھا کہ وہ لڑکی برآمد کروادے گا۔ لڑکی از خود لاہور گئی تھی اور خود ہی اپنے خاوند کے ساتھ آ گئی تھی۔ یہ غلط ہے کہ SI بشیر حسین نے چوکی شاہکوٹ میں ٹارچر سیل قائم کیا ہوا ہے اور تشدد کا پورا سامان رکھتا ہے۔ زیر دستخطی، محکمہ پولیس کے اعلیٰ حکام وقتاً فوقتاً تھانہ جات اور چوکی جات چیک کرتے رہتے ہیں۔ اگر کوئی ایسی بات علم میں آتی ہے تو متعلقہ پولیس آفیسر کے خلاف قانون کے مطابق کارروائی عمل میں لائی جاتی ہے۔

محکمہ داخلہ سول سیکرٹریٹ لاہور میں نوجوان کو DEO بھرتی نہ کرنے کی وجوہات

573 محترمہ انجم سلطانہ۔ کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ڈپٹی سیکرٹری (جنرل) ہوم ڈیپارٹمنٹ سول سیکرٹریٹ لاہور آفس میں ڈیٹا انٹری آپریٹر کی اسامیوں پر بھرتی کے لئے درخواستیں طلب کر کے ٹیسٹ اور انٹرویو لیا گیا اور محمد بلال نامی نوجوان کامیاب ہوا اور فائنل لسٹ میں آ گیا اور کمپیوٹر ٹیسٹ میں سب سے زیادہ نمبر حاصل کئے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ فائنل ہونے والے نوجوان محمد بلال لطیف ولد محمد لطیف حجرہ شاہ مقیم ضلع اوکاڑہ کو ابھی تک تعیناتی آرڈر جاری نہیں کئے گئے ہیں، وجوہات بیان کی جائیں، کب تک تعیناتی آرڈر جاری کر دیئے جائیں گے؟

وزیر اعلیٰ:

(الف) جی، نہیں یہ غلط ہے کہ محمد بلال نامی نوجوان نے ٹیسٹ میں سب سے زیادہ نمبر حاصل کئے۔ محمد بلال نے ڈیٹا انٹری آپریٹر کی اسامی کے لئے ٹیسٹ اور انٹرویو دیا تھا مگر سب سے زیادہ نمبر حاصل نہیں کئے تھے۔

(ب) جی، نہیں یہ غلط ہے کہ محمد بلال لطیف ولد محمد لطیف حجرہ شاہ مقیم ضلع اوکاڑہ کو فائنل امیدوار کے طور پر منتخب کیا گیا تھا اس لئے اس کی تعیناتی کے آرڈرز جاری نہیں کئے جا سکتے۔ ٹیسٹ اور انٹرویو کے بعد محمد بلال لطیف دسویں نمبر پر تھا۔ ہوم ڈیپارٹمنٹ میں ڈیٹا انٹری آپریٹر کی تین اسامیاں خالی تھیں اس لئے محمد بلال لطیف منتخب ہونے والے امیدواروں میں شامل نہیں ہو سکا۔

تھانہ رنگ پورہ سیالکوٹ میں درج مقدمہ قتل سے متعلقہ تفصیلات

600 جناب ارشد محمود بگو: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مقدمہ نمبر 186/06 تھانہ رنگ پورہ سیالکوٹ میں قتل کے الزامات کے تحت رجسٹر ہوا؟

(ب) اگر ایسا ہے تو اس مقدمہ میں نامزد ملزمان کے نام اور پتاجات کی تفصیل دی جائے۔

(ج) اس مقدمہ میں ملوث جن ملزمان کو پولیس نے ابھی تک گرفتار کیا ہے، ان کے نام اور پتاجات کی تفصیل بیان کریں۔

(د) جو ملزمان مفرور ہیں ان کے نام اور پتاجات کی تفصیل دی جائے۔

(ہ) مفرور ملزمان کو پولیس نے گرفتار کرنے کے لئے آج تک جو اقدامات اٹھائے ہیں ان کی تفصیل دی جائے۔

(و) مفرور ملزمان کب تک گرفتار ہو جائیں گے اس مقدمہ کی تفتیش کرنے والے آفیسرز کے نام، عہدہ اور گریڈ بیان کریں؟

وزیر اعلیٰ:

(الف) اس ضمن میں عرض ہے کہ مقدمہ نمبر 186/06 بجرم 13/20/65 AO کا ہے۔ قتل کے الزامات کے تحت رجسٹر ہونے والے مقدمہ کا نمبر 185/06 ہے۔

(ب) مقدمہ نمبر 185/06 میں نامزد ملزمان کے نام اور پتے درج ذیل ہیں:۔

1۔ اسفند یار ولد سردار خان قوم پٹھان سکنہ چوک بیری والا سیالکوٹ
2۔ عدنان ولد محمد ریاض قوم آرائیں سکنہ چوک بیری والا سیالکوٹ
3۔ شاہنواز ولد محمد نواز قوم آرائیں سکنہ چوک بیری والا سیالکوٹ
4۔ وسیم نواز ولد محمد نواز قوم آرائیں سکنہ چوک بیری والا سیالکوٹ
5۔ فہیم نواز ولد محمد نواز قوم آرائیں سکنہ چوک بیری والا سیالکوٹ
6۔ عدنان ولد محمد صدیق قوم آرائیں سکنہ چوک بیری والا سیالکوٹ
7۔ قیصر ولد امتیاز بٹ مکان نمبر 34/233 محلہ کشمیری سیالکوٹ
8۔ ذیشان ولد ذکریا قوم ارائیں سکنہ رنگ پورہ سیالکوٹ

(ج) تمام ملزمان گرفتار ہو کر حوالات جوڈیشل جا چکے ہیں۔

(د) مقدمہ مذکور میں کوئی ملزم مفرور نہ ہے۔

(ہ) جواب کی ضرورت نہ ہے۔

(و) مقدمہ ہذا کی تفتیش ابتدائی طور پر محمد اشرف سب انسپکٹر اور بعد ازاں محمد اعظم اسسٹنٹ سب انسپکٹر نے کی۔

بورے والا میں یو بی ایل امام بار گاہ روڈ برانچ میں سکیورٹی گارڈ کے ہاتھوں کروڑوں کی چوری

601 ڈاکٹر نذیر احمد مٹھو ڈوگر: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مورخہ 20۔مارچ 2006 کو امام بار گاہ روڈ بورے والا میں یو بی ایل برانچ پر تعینات پرائیویٹ کمپنی کا سکیورٹی گارڈ لاکر توڑ کر تقریباً 5 کروڑ روپے مالیت کے زیورات اور بنک میں موجود نقدی لے کر فرار ہو گیا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس واردات کا مقدمہ نمبر 121/2006 بجرم 380/148,457 ت پ معمولی دفعات کے تحت درج رجسٹر ہوا جبکہ دہشت گردی کی دفعات اس میں شامل نہ کی گئی ہیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ پولیس ابھی تک سکیورٹی گارڈ کا درست نام اور پتا تک معلوم نہ کر سکی ہے؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ پولیس نے اس بنک کے کسی بھی ذمہ دار آفیسر کو شامل تفتیش نہیں کیا۔اس بنک کے ایک آفیسر کے کہنے پر معمولی دفعات کا مقدمہ درج کیا گیا ہے؟

(ہ) کیا حکومت اس کے ذمہ دار پولیس ملازمین اور بنک آفیسر کے خلاف قانونی کارروائی کرنے اور سکیورٹی گارڈ (ملزم) کو جلد از جلد گرفتار کرنے اور لاکر ہولڈر کو کوئی ریلیف دینا چاہتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر اعلیٰ:

(الف) یہ بات درست ہے کہ مورخہ 20۔مارچ 2006 کو امام بار گاہ روڈ بوریوالہ میں UBL برانچ میں رب نواز نامی شخص جو کہ اس برانچ میں سکیورٹی گارڈ تعینات تھا رات کو بنک کے لاکر توڑ کر ایک کروڑ 69 لاکھ 08 روپے چوری کر کے فرار ہو گیا تھا جس پر مقدمہ نمبر 121/2006 مورخہ 20-03-06 بجرم 457/380/381 ت پ تھانہ سٹی

بوریوالہ درج رجسٹر کیا گیا جس میں جان محمد سپر وائزر SOS سکیورٹی ایجنسی کو گرفتار کر کے چالان عدالت کیا گیا ہے جبکہ رب نواز ملزم کا خاکہ / تصاویر بنوا کر اخبارات میں مشتہر کی گئی ہیں۔ جہاں تک پانچ کروڑ روپے کی چوری کا الزام ہے یہ درست نہ ہے۔

(ب) جہاں تک مقدمہ نمبر 121/06 بجرم 457/380/381 ت پ تھانہ سٹی بورے والہ کی دفعات کے تحت مقدمہ درج رجسٹر کرنے اور دہشت گردی کی دفعات نہ لگانے کا تعلق ہے بمطابق وقوعہ کسی دہشت گردی کی دفعہ کا اطلاق نہ پایا جاتا ہے۔

(ج) جہاں تک رب نواز سکیورٹی گارڈ کے درست نام وپتا کا تعلق ہے رب نواز سکیورٹی گارڈ کو مینجر بنک اور انچارج SOS سکیورٹی کمپنی نے رکھا تھا۔ رب نواز کے نام اور اس کے تمام کوائف کی متعلقہ مینجر بنک کی ذمہ داری تھی جو ہر دو نے اس کی فائل مکمل کوائف کے ساتھ مرتب نہ کی جس کی وجہ سے رب نواز سکیورٹی گارڈ کے نام مندرجہ بالا کے علاوہ کوئی تصدیق نہ ہو سکی ہے جبکہ رب نواز کا خاکہ / تصاویر بنوا کر اخبارات میں مشتہر کی گئی ہیں۔

(د) یہ الزامات درست نہ ہیں۔

(ہ) جہاں تک پولیس ملازمان و بنک مینجر محمد صدیق کے خلاف قانونی کارروائی کا تعلق ہے تو مینجر بنک کے خلاف اس کے افسران بالا کو اس کی نااہلی کے متعلق کہ اس نے بغیر تصدیق رب نواز سکیورٹی گارڈ رکھا تھا تحریری طور پر لکھا گیا ہے اور رب نواز سکیورٹی گارڈ کی گرفتاری کے لئے ٹیمیں تشکیل دے کر بھرپور کوشش کی جارہی ہے مقدمہ ہذا میں کسی پولیس ملازم کی کوئی غفلت یا نااہلی نہ پائی جاتی ہے بلکہ پولیس نے اپنے تمام تر وسائل کو بروئے کار لاکر رب نواز سکیورٹی گارڈ ملزم کی گرفتاری کے لئے کوشش کر رہی ہے۔

راجہ طارق کیانی: جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے راجہ صاحب کے علم میں اپنے ضلع کا ایک انتہائی سلگتا ہوا مسئلہ اس امید پر لانا چاہوں گا کہ وہ فوری اس پر عملدرآمد کریں گے۔ مسئلہ یہ ہے کہ راولپنڈی جیل کے اندر ماضی حال ہی میں وہاں کی انتظامیہ نے بلا کسی وجہ کے محض وجہ یہ ہے کہ شاید میں اور بریگیڈئر صاحب وہاں کے frequent visitors ہیں تمام کے تمام convicts اور under trial prisoners پنجاب حکومت کی پالیسی کی خلاف ورزی کرتے ہوئے ڈسٹرکٹ جیل راولپنڈی سے ڈسٹرکٹ جیل جہلم منتقل کر دیا گیا ہے۔ جس کی وجہ سے under trial

prisoners کو ہر روز گوجر خان یا راولپنڈی لے جایا جاتا ہے اور ان کے لواحقین کو 80 یا100 میل اضافی سفر کرنا پڑتا ہے۔ میری راجہ صاحب سے یہ گزارش ہے کہ وہ پنجاب حکومت کی پالیسی کے مطابق جو unwarranted transfer کی under trial prisoners ڈسٹرکٹ جیل راولپنڈی سے ڈسٹرکٹ جیل جہلم ہوئی ہے۔ان کو واپس راولپنڈی جیل میں بھجوانے پر ہمدردانہ غور کریں کیونکہ ہمیں بے شمار شکایات مل رہی ہیں اور جیل سپرنٹنڈنٹ کو بھی یہ ہدایت کریں کہ اگر ہم لوگ وہاں visit کرتے ہیں تو ہم وہاں ان کی administration کی assistance کے لئے جاتے ہیں نہ کہ nuisance create کرنے کے لئے جاتے ہیں۔ ہاں اگر administrative ground پر کسی under trial prisoner or convict کو کسی دوسری جیل میں منتقل کرتے ہیں تو وہ علیحدہ معاملہ ہے اس لئے میری راجہ صاحب سے گزارش ہے کہ وہ اس معاملے پر فوری ایکشن لیں تاکہ میری تحصیل کو ریلیف مل سکے۔

توجہ دلاؤ نوٹس

جناب سپیکر: شکریہ۔ اب ہم توجہ دلاؤ نوٹس ٹیک اپ کرتے ہیں اور پہلا توجہ دلاؤ نوٹس 755 جناب ارشد محمود بگو صاحب کی طرف سے ہے۔

سیالکوٹ بار کے سینئر رکن کا اغواء برائے تاوان

جناب ارشد محمود بگو: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مورخہ 22۔دسمبر 2006 کی ایک موقر اخبار کی خبر کے مطابق سیالکوٹ بار ایسوسی ایشن کے سینئر رکن کے گھر ماڈل ٹاؤن اگوکی سیالکوٹ میں چار نامعلوم افراد آئے اور گن پوائنٹ پر اسے ساتھ کار میں لے گئے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ ملزمان نے ان کی رہائی کے لئے ان کے خاندان سے ایک کروڑ روپیہ تاوان کی ڈیمانڈ کی ہے؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ آٹھ دن گزرنے کے باوجود پولیس ابھی تک ملزمان کا پتا نہیں لگا سکی؟

(د) کیا پولیس ملزمان کا پتا لگانے اور سینئر رکن بار ایسوسی ایشن کو برآمد کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

جناب سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! شکریہ۔

(الف) یہ درست ہے کہ مورخہ 06-09-18 بوقت 4.45 شام کو عبدالرحمٰن ایڈووکیٹ صاحب ممبر بار ایسوسی ایشن سیالکوٹ کو اغواء کر لیا گیا اس سلسلے میں مقدمہ نمبر 506 اور 508 مورخہ 2006-9-18 بجرم A-365 ذیشان الٰہی ولد عبدالرحمٰن کی درخواست پر تھانہ اگوکی میں درج رجسٹر ہوا۔

(ب) یہ درست ہے کہ ملزمان نے عبدالرحمٰن کی رہائی کے لئے ایک کروڑ روپے تاوان کا مطالبہ کیا۔

(ج) ملزمان کو trace کرنے کے لئے ہر ممکن کوشش کی جا رہی ہے اور مشکوک افراد پر ریڈ کئے جا رہے ہیں۔

(د) پولیس نے عبدالرحمٰن ایڈووکیٹ کی بازیابی کے لئے ملزمان کے باہر جانے کے تمام راستے seal کئے ہیں جہاں پر پولیس نے بعض جگہوں پر ریڈ کئے۔ ریڈ کے دوران پولیس کے ساتھ encounter بھی ہوا لیکن میں یہ معزز ایوان اور جناب ارشد بگو کی اطلاع کے لئے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ معتوی بغیر تاوان ادا کئے گھر پر واپس آ چکے ہیں۔ ملزمان جنہوں نے انہیں اغواء کیا تھا ان کی گرفتاری کے لئے ایس پی انوسٹی گیشن سیالکوٹ جاوید وڑائچ، اے ایس پی صدر عبدالسلام اور اگوکی کے ایس ایچ او لیاقت گورایہ پر مشتمل ٹیم بنائی گئی ہے۔ آج ہی ڈی پی او سیالکوٹ میرے پاس آئے تھے اور انہوں نے مجھے بتایا کہ دو تین leads انہیں ملی ہیں، انشاء اللہ تعالیٰ بہت جلد ملزمان کو گرفتار کر لیا جائے گا۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ جی، بگو!

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! کیونکہ یہ میرے علم میں بھی ہے کہ معتوی عبدالرحمن جو ہمارے بڑے سینئر ممبر تھے ان کو پولیس نے برآمد کر لیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ سیالکوٹ کی پولیس اور ڈی پی او سیالکوٹ کو یہ مبارک بھی دینی چاہئے۔ کوئی اچھا ڈی پی او آتا ہے تو mostly یہ ہوتا ہے کہ اس کو نظر لگ جاتی ہے یا سپریم کورٹ اسے کھا جاتی ہے یا جیل کا واقعہ اسے کھا جاتا ہے۔ یہ ڈی پی او اچھا ہے تو اللہ کرے کہ یہ کام اسی طرح ہی کرے۔ شکریہ

جناب سپیکر: اگلا توجہ دلاؤ نوٹس ملک اصغر علی قیصر، رانا آفتاب احمد خان صاحب اور حاجی محمد اعجاز صاحب کی طرف سے ہے۔ جی، آفتاب احمد خان صاحب پیش کریں گے۔

رانا آفتاب احمد خان: شکریہ۔جناب سپیکر!

تھانہ موچیوالا جھنگ میں پولیس تشدد سے شہری کی ہلاکت

ملک اصغر علی قیصر، رانا آفتاب احمد خان اور حاجی محمد اعجاز: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مورخہ 25۔ ستمبر 2006 کی ایک اخبار کے مطابق محمد عارف نامی زمیندار موٹر سائیکل پر جھنگ فیصل آباد روڈ پر مدھانی جٹ کے قریب جا رہا تھا کہ SHO عامر مشتاق اور سب انسپکٹر افضل نے اسے روک کر جامہ تلاشی لی؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ تلاشی کے دوران محمد عارف کی SHO اور سب انسپکٹر سے تلخ کلامی ہو گئی جس پر انہوں نے مشتعل ہو کر محمد عارف کو برہنہ کر کے سر عام لوگوں کے سامنے تشدد کا نشانہ بنایا ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس کو وہاں سے پولیس زبردستی تھانہ موچیوالا لائی اور اس پر منشیات کے الزام میں جھوٹا مقدمہ درج کر لیا؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ پولیس نے تھانہ میں بھی اس پر تشدد کیا جس سے اس کی حالت سخت خراب ہو گئی اور اس کو خطرناک حالت کی بناء پر ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال لا رہی تھی کہ راستے میں ہی اس کی موت واقع ہو گئی؟

(ہ) کیا یہ بھی درست ہے کہ مقتول پر تشدد کر کے اسے ہلاک کرنے والے SHO عامر مشتاق اور محمد افضل سب انسپکٹر کے خلاف قتل اور تشدد کرنے کا مقدمہ ابھی تک درج نہیں کیا گیا بلکہ یہ ملازمین اسی جگہ ڈیوٹی سرانجام دے رہے ہیں؟

(و) کیا حکومت مذکورہ پولیس ملازمین کے خلاف قتل اور تشدد کا مقدمہ درج کرنے اور ان کو گرفتار کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

جناب سپیکر: جی،لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر!میں اس میں گزارش یہ کرنا چاہوں گا کہ۔

(الف) یہ درست ہے کہ یہ وقوعہ ہوا۔

(ب) اس موقع پر یہ نہیں کہا جا سکتا کہ ملزم پر کوئی تشدد ہوا اور اس تشدد کی وجہ سے وہ جاں بحق ہوا، یہ حتمی طور پر نہیں کہا جا سکتا۔

(ج) یہ غلط ہے کہ متوفی کی جامہ تلاشی لینے پر اس کے قبضہ سے رقم -/2450 روپے برآمد کی گئی۔

(د) یہ بھی غلط ہے کہ تھانہ میں پولیس نے کسی قسم کا کوئی تشدد کیا ہو۔

جناب سپیکر! اس سلسلے میں، میں ایک جنرل رپورٹ یہ دینا چاہتا ہوں کہ یہ بات درست ہے کہ ایک شخص کو پولیس نے حراست میں لیا، پولیس نے اس کو تھانے میں رکھا اس کے بعد پولیس نے اس کو جوڈیشل ریمانڈ پر جیل میں بھیجا۔ ایک دن وہ جیل میں رہا اور اگلے دن سپرنٹنڈنٹ جیل کی تحریری درخواست پر اس کو ہسپتال میں شفٹ کیا گیا اور ہسپتال میں وہ شخص جاں بحق ہوا۔ اس میں دو کام جو اس وقت ہو رہے ہیں، ایک تو متعلقہ سیشن جج نے جوڈیشل انکوائری اس سلسلے میں آرڈر کی ہے اور سول جج مختار رانجھا صاحب جوڈیشل انکوائری کر رہے ہیں۔ دوسرا ہم نے اس کے پوسٹ مارٹم کے دوران جو مواد لیا تھا اس کو کیمیکل ایگزامینر کے پاس بھیجا گیا ہے جب تک اس کی کوئی حتمی رپورٹ نہیں آتی، کوئی رائے قائم نہیں کی جا سکتی۔

جناب سپیکر! اس کا تیسرا پہلو یہ ہے کہ جو شخص جاں بحق ہوا اس کے لواحقین نے SHO، سب انسپکٹر اور دو کانسٹیبلان کے خلاف مقدمہ درج کرنے کی درخواست دی جو مقدمہ درج کر لیا گیا ہے، ان کو suspend بھی کر دیا گیا ہے اور انشاء اللہ انہیں ہم شامل تفتیش بھی کر رہے ہیں۔ اب صرف ہمیں کیمیکل ایگزامینر کی میڈیکل رپورٹ اور جوڈیشل انکوائری کی findings کا انتظار ہے۔ جیسے ہی ہمیں یہ دونوں رپورٹیں ملیں گی انشاء اللہ تعالیٰ اس کی روشنی میں مزید کارروائی کی جائے گی۔ شکریہ

جناب سپیکر: رانا صاحب! ٹھیک ہے بڑی تفصیل کے ساتھ جواب آ گیا ہے۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! یہ ٹھیک ہے کہ راجہ صاحب نے بڑی وضاحت سے فرمایا ہے لیکن سوال یہ ہے کہ جب جوڈیشل سے ہی ان کو ہسپتال میں منتقل کیا گیا ہے۔ ان کے ریکارڈ میں ہو گا کہ کس بیماری کے تحت انہیں ہسپتال بھیجا گیا ہے، تشدد تھا یا cardiac problem تھا؟

جناب سپیکر: رانا صاحب! وہ تو ابھی انکوائری ہو رہی ہے۔ سیشن جج انکوائری کر رہے ہیں اس انکوائری میں آ جائے گا۔ اب ہم تحاریک استحقاق ٹیک اپ کرتے ہیں۔

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ! فرمائیں۔

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): شکریہ۔ جناب سپیکر! حکومت نے پابندی کے باوجود رولز کو relax کر کے ایک تو ہمارے صحافی بھائیوں کے لئے کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹی بنائی ہے جس میں وزیر اعلیٰ صاحب خاصی دلچسپی لے رہے ہیں۔ پہلے تو رائیونڈ روڈ پر اس کے لئے جگہ منتخب کی گئی، اس کے بعد ہر بنس پورہ میں اس کو فائنل کیا گیا ہے لیکن مسئلہ یہ ہے کہ جہاں پر ہاؤسنگ سوسائٹی کے لئے جس علاقے کو شامل کیا گیا ہے وہاں سے جن لوگوں کے گھروں کو گرایا گیا ہے ان لوگوں سے وعدہ کیا گیا تھا کہ ان کو ادائیگی کی جائے گی یا پھر اس کا متبادل انہیں فراہم کیا جائے گا لیکن اب تک انہیں ان کی متبادل جگہ دی گئی ہے اور نہ ان کا نقصان پورا کیا گیا ہے۔ حالانکہ جو علاقہ اس کالونی میں نہیں آتا ان کو مالکانہ حقوق بھی دیئے جا رہے ہیں۔ جن لوگوں کے گھر گرائے گئے ہیں انہیں متبادل جگہ دی گئی ہے اور نہ ان کا نقصان پورا کیا گیا ہے تو اس کا حل کیا ہے اور حکومت کب تک یہ مسئلہ حل کر سکتی ہے؟

جناب سپیکر: محترمہ! لاء منسٹر صاحب نے سن لیا ہے۔ آپ ان سے ان کے چیمبر میں مل بھی لیں تو اس کا پھر کوئی حل نکالتے ہیں۔

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): اگر وزیر صاحب مجھے کچھ بتا دیں۔۔۔

تحاریک استحقاق

جناب سپیکر: محترمہ! آپ ان کے چیمبر میں چلی جائیں اور ان سے مل لیں۔ تحریک استحقاق نمبر 37 مہر اشتیاق احمد صاحب کی ہے۔ یہ move ہو چکی تھی اس کا جواب آنا تھا۔ جی، لاء منسٹر صاحب!

ڈائریکٹر ایس ڈبلیو ایم لاہور کا معزز رکن اسمبلی سے ملاقات کرنے اور ٹیلی فون سننے سے گریز

(۔۔۔جاری)

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! اس کا جواب بھی آ چکا ہے اور جیسا کہ میں نے اس دن گزارش یہ کی تھی کہ متعلقہ افسر سے بھی میں رابطہ کروں گا تو میں نے متعلقہ افسر کو ابھی بلایا ہے اور

میں نے اس کو سنا ہے۔ میں یہاں قطعی طور پر یہ نہیں کہنا چاہتا کہ اس کا موقف درست ہے یا نہیں یا میرے بھائی کا موقف درست ہے یا نہیں۔ میری جناب سے صرف یہ استدعا ہے کہ اگر آپ مہربانی فرمائیں تو معزز رکن ہمارے ساتھ دس منٹ کے لئے بیٹھ جائیں کیونکہ جیسا کہ تحریک استحقاق میں درج کیا گیا ہے کہ ان کے ساتھ متعلقہ ملازم کا براہ راست contact ہوا ہی نہیں تو اگر کسی غلط فہمی کی بنیاد پر ہے تو اس کو دور کیا جا سکتا ہے، اگر غلط فہمی کی بنیاد پر یہ نہیں ہے اور میرے بھائی کا موقف درست ہے اور وہ بضد ہیں تو مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں ہوگا۔ لیکن میری استدعا یہ ہے کہ اگر دس منٹ مہربانی کر کے ہمارے ساتھ یہ بیٹھ جائیں تو ہم اس معاملے کو sort-out کر لیں گے۔

جناب سپیکر: جی، مہر صاحب!

مہر اشتیاق احمد: جناب سپیکر! میں اس دن بھی شارٹ سٹیٹمنٹ دینا چاہتا تھا۔ میں ایک دفعہ خود ان کے دفتر گیا، ایک دفعہ میرا ذاتی ملازم گیا اور تین دفعہ میں نے فون کیا اور میں نے اپنا نام بھی درج کروایا ہے۔ یہ 9۔اگست کو میں نے پیش کی تھی اس کے بعد بھی اس شخص نے مجھ سے فون پر رابطہ نہیں کیا۔ کیا ایک ممبر صوبائی اسمبلی کو کسی بھی آفیسر کے ساتھ رابطہ کرنے کے لئے ہمیشہ راجہ صاحب کی خدمات حاصل کرنی پڑیں گی۔ کام تو بعد کی بات ہے، میرا کیا استحقاق ہے؟ اگر میں خود بھی جاتا ہوں، تین دفعہ میں نے فون بھی کیا، میرا ملازم بھی جاتا ہے اور پھر اس تحریک استحقاق کو پیش کئے ہوئے پونے دو ماہ ہو گئے ہیں اس کو اس وقت پوچھنا چاہئے تھا کہ جناب! کیا بات ہے، کیا مسئلہ ہے؟ آپ مجھے بتائیں۔ یہ تو ہو سکتا تھا ناں! میں ان سے کیا بات کروں کیونکہ میں نے ابھی تو ان سے کام ہی نہیں کہا تھا اور کام بھی انہوں نے قانون کے مطابق ہی کرنا ہے۔

جناب سپیکر! اصل بات یہ ہے کہ خود ہی [******]

جناب سپیکر: یہ الفاظ کارروائی سے حذف کئے جاتے ہیں۔ میری بات سنیں۔ وہ ابھی ادھر آیا ہوا ہے۔ آپ اس کی بات سن لیں۔ اس کو بعد میں take up کر لیں گے۔

مہر اشتیاق احمد: جناب سپیکر! میں ان سے کیوں ملوں، دو تین مہینے انہوں نے مجھ سے بات ہی نہیں کی۔ میں ان سے کیا بات کروں یا تو میرا کام کیا ہوتا تو پھر بھی کوئی بات کرتا انہوں نے تو میری بات ہی نہیں سنی۔

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب سپیکر: ابھی تو وہ آپ کی بات سننے کے لئے اسمبلی آیا ہوا ہے۔

مہر اشتیاق احمد: جناب سپیکر! میں ہمیشہ اس سے اسمبلی میں ہی بات کیا کروں گا۔ میری بات سنیں کہ اصل میں میرا ایک کزن یونین کونسل نمبر 111 کا ناظم ہے۔ انہوں نے بغیر بتائے ان کے خاکروب اس کو دے دیئے ہیں۔ جو کہ ہارا ہوا ہے سالڈ ویسٹ مینجمنٹ لاہور کے انچارج سے مجھے کوئی اور کام بھی تو ہو سکتا ہے لیکن اس نے میرے ساتھ بات ہی نہیں کی۔ بات تو یہ ہے کہ میں نے ابھی اس سے کام ہی نہیں کہا اور ایک دفعہ خود گیا ہوں اور کارڈ دے کر آیا ہوں، ایک دفعہ میرا ملازم گیا ہے، تین دفعہ فون کیا ہے اس کے باوجود میرے ساتھ رابطہ ہی نہیں کیا۔

جناب سپیکر: مہر صاحب! اگر کمیٹی کے پاس یہ تحریک جائے گی تو پھر بھی آپ نے اس سے ملاقات تو کرنی ہے، ادھر بھی تو بات ہی ہونی ہے۔ آپ دس منٹ بیٹھ کر اس کی بات تو سن لیں۔ اگر آپ مطمئن نہ ہوئے تو میں take up کروں گا۔

مہر اشتیاق احمد: جناب سپیکر! آپ مہربانی فرمائیں اور اس کو کمیٹی کے سپرد کریں۔

جناب ارشد محمود بگو: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ جو بھی تحریک استحقاق ہاؤس میں پیش ہوتی ہے چاہے اپوزیشن سے ہو، چاہے حکومت سے ہو ہم اس کو fully support کرتے ہیں کیونکہ ہم سب ساتھی ہیں اور یہاں پر بیٹھے ہیں۔ لہذا اگر یہ کمیٹی میں چلی جائے گی تو اس سے کیا فرق پڑے گا اور وہاں پر بھی یہ decide ہی ہونی ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میں گزارش یہ کرنا چاہتا ہوں کہ میں نے قطعی طور پر اس بات کو جو معزز رکن کہہ رہے ہیں contradict نہیں کیا لیکن میری صرف گزارش یہ ہے کہ وہ ایک باریش 65 سال کے بزرگ ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ اگر میری جگہ آپ ان سے بیٹھ کر بات کر لیں اور ان کا موقف تو سن لیں اگر میں غلط کہہ رہا ہوں تو کمیٹی کے پاس بھیج دیں مجھے کوئی اعتراض نہیں ہوگا لیکن کم از کم ان کا موقف تو سن لیں۔ ہم نے تو یہ روٹین بنا لی ہے کہ سرکاری ملازمین کو اس طرح پریشان کریں۔

جناب ارشد محمود بگو: آپ کل کا کوئی وقت رکھ لیں اور بیٹھ کر اس پر بات کر لیں گے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: ابھی وہ موجود ہیں ابھی بیٹھ کر بات کر لیں۔

مہر اشتیاق احمد: جناب سپیکر! انہوں نے جو جواب لکھ کر دیا ہے وہ ایک دفعہ پڑھ کر سنا دیں۔

جناب سپیکر: مہر صاحب! آپ چیمبر میں تشریف لے جائیں وہاں وہ بھی آیا ہوا ہے۔ آپ بات سن لیں اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

مہر اشتیاق احمد: ٹھیک ہے۔ جناب سپیکر!

جناب سپیکر: اس تحریک کو کل تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

تعزیت

رکن اسمبلی محترمہ زینت خان کے شوہر کی وفات پر دعائے مغفرت

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! ہماری ایم پی اے اور پارلیمانی سیکرٹری محترمہ زینت خان کے شوہر وفات پا گئے تھے آپ سے درخواست ہے کہ ان کے لئے دعائے مغفرت کی جائے۔

جناب سپیکر: دعا کی جائے۔

(اس مرحلہ پر دعائے مغفرت کی گئی)

تحاریک استحقاق

(---جاری)

جناب سپیکر: اگلی تحریک استحقاق نمبر 38 جناب سید احسان اللہ وقاص، محترمہ طاہر منیر صاحبہ، محترمہ زیب النساء قریشی صاحبہ کی ہے۔ یہ تحریک بھی move ہو چکی ہے اور آج کے لئے pending تھی، جی، وزیر قانون!

قانون شہری ترقی پنجاب 1976 کے سیکشن 35 کے تحت
سالانہ ترقیاتی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے میں تاخیر
(---جاری)

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! اس دن وزیر ہاؤسنگ نے pending کے لئے کہا تھا۔

جناب سپیکر: جی، وزیر ہاؤسنگ!

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی: شکریہ۔ جناب سپیکر! ہمارے فاضل رکن نے رپورٹ منگوائی تھی اور یہ رپورٹ میرے ہاتھ میں ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر ان کو ابھی چاہئے تو یہاں پر ورنہ میں ایوان کی میز پر رکھ دیتا ہوں۔

جناب سپیکر: آپ کیا فرما رہے ہیں؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی: جناب سپیکر! ان کی تحریک استحقاق تھی اور انہوں نے request کی تھی کہ Punjab Development of Cities Act 1976 کے سیکشن 35 کے مطابق حکومت پر لازم ہے کہ سالانہ رپورٹ ایوان میں پیش کی جائے تو اس کا جواب میرے پاس موصول ہو چکا ہے اور یہ پوری رپورٹ میرے پاس ہے اور اگر انہوں نے ملاحظہ کرنی ہو تو کی جا سکتی ہے۔

جناب سپیکر: آپ پھر اس کو کاپی کروا کر دیں اور اس کو circulate کریں۔ جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! رپورٹ تیار ہو چکی ہے اور ہم انشاء اللہ تعالیٰ اس کو ہاؤس میں جلد lay کر دیں گے۔ میں احسان اللہ وقاص صاحب کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے پوائنٹ آؤٹ کیا اور محکمہ نے رپورٹ تیار کر لی ہے and we are going to lay شکریہ

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! میں ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور میری درخواست یہ ہے کہ یہاں پر اسمبلی میں کوئی رپورٹ بروقت نہیں آتی اور اگر آپ اس کو ایک دفعہ استحقاق کمیٹی میں بھیجیں اور ہم وہاں سے پوچھیں کہ یہ بروقت کیوں نہیں بھیجتے ہیں۔ یہ تو 2004 کی رپورٹ ہے اور ابھی 2005 کی آنی ہے۔ 2004 کی رپورٹ ابھی وزیر اعلیٰ صاحب کی خدمت میں پیش ہونی ہے اور پتا نہیں کب پھرتی پھراتی یہاں تک پہنچے گی۔ میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ آپ کسٹوڈین آف دی ہاؤس ہیں۔ اسمبلی کا بل تو مذاق اڑانے کے مترادف ہے کہ بغیر پوائنٹ آؤٹ کئے کوئی رپورٹ بروقت پیش ہی نہیں ہوتی۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک اچھا اقدام ہے کہ اسمبلی کی intervention سے محکمہ کی کارکردگی بہتر ہو رہی ہے آپ کے کہنے پر آپ نے پوائنٹ آؤٹ کیا اور رپورٹ آ گئی۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! اس ہاؤس کے احترام کا یہ تقاضا ہے کہ ہر چیز بر وقت آئے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ اگلی تحریک استحقاق جناب محمد آجاسم شریف صاحب کی ہے۔ ان کی طرف سے چٹ آئی ہے کہ ان کی تحریک 6۔اکتوبر تک pending کر دیں لہذا تحریک pending کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک استحقاق جناب حفیظ اللہ خان صاحب کی ہے۔ یہ move ہو چکی ہے اور اس کا جواب آنا تھا۔

وزیر خزانہ: جناب سپیکر! میں نے معزز ممبر کو درخواست کی ہے کہ اس کو ایک دن کے لئے مزید pending کر لیا جائے۔

جناب سپیکر: یہ تحریک کل تک کے لئے pending کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک استحقاق بھی جناب حفیظ اللہ خان صاحب کی ہے لیکن ایک دن میں ایک ہی تحریک take up ہو سکتی ہے لہذا اس کو کسی اور دن take up کر لیں گے۔ اگلی تحریک استحقاق جناب قمر حیات کاٹھیا صاحب کی ہے اور یہ move ہو چکی ہے اور اس کا جواب آنا تھا۔

ڈی سی او جھنگ کا معزز رکن اسمبلی سے نامناسب رویہ

(۔۔۔جاری)

وزیر خوراک: جناب سپیکر! فاضل دوست نے جو تحریک move کی ہے وہ ڈی سی او جھنگ کے خلاف ہے۔ ڈی سی او جھنگ نے اس کا جواب بھجوایا ہے وہ میں پیش کر دیتا ہوں اس کے بعد اگر میرے فاضل دوست مطمئن ہو جائیں تو ٹھیک ہے ورنہ ان کو بٹھا کر میٹنگ بھی کروانے کے لئے تیار ہوں۔

جناب سپیکر! انہوں نے لکھا ہے کہ ڈی سی او کو ضلعی نظام کے تحت ضلع کے محکمہ جات کے ضروری اور معمول کے معاملات نمٹانے کے علاوہ عوامی درخواست دہندگان کے مسائل کو بھی حل کرنا ہوتا ہے اس سلسلہ میں عوامی نمائندگان کو ہمیشہ فوقیت دی جاتی ہے اور کبھی کسی عام سائل کو بھی اپنے مسائل پیش کرنے سے روکا نہیں گیا اور حتی الوسع ان کے مسائل بطریق احسن نبھائے

جاتے ہیں اور کبھی کسی عوامی نمائندے کی طرف سے کوئی عدم تعاون کی شکایت کی نوبت نہیں آئی ہے بلکہ عوامی نمائندگان کو فوقیت دیتے ہوئے علیحدگی میں وقت دیا جاتا ہے اور حسب منشاء ان کے مسائل حل کئے جاتے ہیں اور اکثر اوقات عوامی نمائندگان کے دوست اور کارندے آتے ہیں ان کو بھی پورا عزت واحترام دیا جاتا ہے اور انہوں نے یہ بھی کہا ہے کہ جہاں تک اس تحریک کا تعلق ہے اس میں فاضل ممبر کے جتنے بھی معاملات ہیں ان کی پوری تفصیل بھجوائی ہے کہ ان کی ڈویلپمنٹ کے کام ہیں باقی سارے معاملات انہوں نے لکھ کر دیئے ہیں کہ وہ ہم حل کر رہے ہیں۔ مسئلہ یہ ہوا کہ ڈی سی او صاحب کشمیری مہاجرین کی ترقیاتی سکیموں سے متعلق کوئی میٹنگ لے رہے تھے اور اس سلسلے میں انہیں انتظار کرنا پڑا جس سے فاضل دوست ناراض ہو گئے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ میرا کوئی منشاء نعوذ باللہ اس قسم کا نہیں تھا کہ میں فاضل دوست کو ناراض کروں اور میں اس کے لئے کبھی یہ افورڈ نہیں کر سکتا کہ میں ایسی حرکت کروں اس لئے میری آپ سے اور فاضل دوست سے یہ استدعا ہے کہ اگر یہ چاہیں تو ان سے میٹنگ کروا کر ان کی جو غلط فہمی ہے وہ میں انشاء اللہ دور کروا دوں گا۔ آگے جس طرح جناب کا حکم ہو اور جس طرح یہ چاہیں وہ کر سکتے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، کاٹھیا صاحب!

جناب محمد قمر حیات کاٹھیا: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں اس دن بھی اس میں تھوڑی سی شارٹ سٹیٹمنٹ دینا چاہتا تھا۔ میں یہ عرض کروں کہ انہوں نے کہا کہ انتظار کرنا پڑا اور انہوں نے خود مانا ہے۔ میں نے لکھا ہے کہ 5۔ ستمبر کو میں ان کے آفس گیا تو انہوں نے کہا کہ میرے سر میں درد ہے جو کہ اکثر ان کے سر میں رہتا ہے۔ میں وہاں سے واپس آ گیا کہ کوئی بات نہیں اور کہا کہ میں کل آ جاؤں گا اور اس وقت تقریباً 11 بجے کا وقت تھا اور مجھے پتا چلا اور میں on the floor یہ کہہ رہا ہوں کہ اس دن سر میں درد ہونے کے باوجود میرے کام نہیں کئے اور وہ چار بجے تک آفس میں بیٹھے رہے۔ میں چلا گیا اور میں انہی کاموں کے سلسلے میں 7۔ ستمبر کو دوبارہ گیا تو میں پونے بارہ بجے ان کے دفتر میں داخل ہوا، کوئی میٹنگ نہیں تھی، ان کا کوئی دوست آیا ہوا تھا اور میں نے لکھا ہے کہ جس DOR کو جس کے کام کے سلسلہ میں انہوں نے اپنے آفس میں طلب کیا حالانکہ وہ عدالت لگائے بیٹھا تھا اور عدالت میں بیٹھے ہوئے کو اٹھا کر اس کے کام کے لئے بلوایا اور یہ میں نے اس میں لکھا ہے۔ میں تقریباً پونے بارہ سے لے کر دو بجے تک بیٹھا رہا۔ دو بجے میں نے کہا کہ میرے یہ کام ہیں اور آپ کر دیں تو کہنے لگے کہ آپ جائیں اور دو تین گھنٹے بعد آنا۔ اگر اس میں

میرا استحقاق مجروح نہیں ہوا تو جناب! ساری صورتحال آپ کے سامنے ہے۔

(اس مرحلہ پر اپوزیشن بنچز سے آوازیں کہ اسے کمیٹی کو بھجواؤ)

میں دو اڑھائی گھنٹے تک وہاں بیٹھا رہا پھر کہنے لگے کہ اگر کام کروانا ہے تو دو تین گھنٹے بعد آنا ورنہ چلے جاؤ۔

وزیر خوراک / ایس اینڈ جی اے ڈی: جناب سپیکر! اگر فاضل دوست ساری وضاحت سے مطمئن نہیں اور ان کے ساتھ بیٹھ کر بات بھی نہیں کرنا چاہتے تو مجھے کوئی اعتراض نہیں کہ آپ اسے کمیٹی کے سپرد کر دیں۔ میں نے تو ایک تجویز پیش کی ہے اگر وہ قابل قبول ہو تو ٹھیک ہے اور اگر نہیں چاہتے تو ان کی مرضی۔

جناب سپیکر: کاٹھیا صاحب! اگر ان کو بلا لیا جائے۔

(ایوان میں کمیٹی کے سپرد کیا جائے کی آوازیں)

جناب محمد قمر حیات کاٹھیا: جناب سپیکر! کمیٹی میں بلا کر ان کو پوچھ لیا جائے۔

جناب سپیکر: یہ Motion میں in order قرار دے کر استحقاق کمیٹی کے سپرد کرتا ہوں۔

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر: اب ہم Adjournment Motions take up کرتے ہیں۔ یہ تحریک التوائے کار نمبر 268 سید احسان اللہ وقاص صاحب کی طرف سے move ہو چکی ہے اور اس کا جواب وزیر صحت دیں گے۔

وزیر صحت: جناب سپیکر! اس کا جواب ابھی تک موصول نہیں ہوا لہذا اسے pending کیا جائے۔

جناب سپیکر: یہ پہلے بھی دو دفعہ pending ہوئی ہے اور آپ دو دن تشریف فرما نہیں تھے۔ جی، شاہ صاحب! پھر اس کو pending کر لیں۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! میری درخواست یہ ہے کہ میں اس معاملے پر درخواست کروں گا کہ اگر pending کرنی ہے تو اس کے لئے جناب وزیر موصوف نے ایک پوری انکوائری کمیٹی بنائی تھی تو پھر اس کی بھی پوری تفصیل آ جائے۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب!جب جواب آئے گا تو پھر یہ پوری تفصیل کے ساتھ آئے گا۔منسٹر صاحب!کب تک اسےpendingکیا جائے؟

وزیر صحت:جناب سپیکر!دو دن تکpendingکیا جائے۔

جناب سپیکر:یہMotionبدھ تکpendingکی جاتی ہے۔nextشیخ علاؤالدین صاحب کی تحریک التوائے کار ہے جو کہmoveہو چکی ہے اورpendingتھی اور یہ بھی وزیر صحت سے متعلقہ ہے۔جی،وزیر صحت!

محکمہ صحت کے اہلکاروں کی ملی بھگت سے ملٹی نیشنل میڈیسن کمپنیوں کی ادویات کی قیمتوں میں ہزاروں فیصد اضافہ

(---جاری)

وزیر صحت: شکریہ۔جناب سپیکر!شیخ علاؤالدین صاحب نے فارماسیوٹیکل کمپنیز اور لیبارٹریز میں بے جا منافع سے متعلقissue raiseکیا تھا اور یہ حقیقت ہے کہ دوائیوں کی قیمت کئی دفعہ issueبنتا ہے اور خاص طور پر ملٹی نیشنل کمپنیوں کی دوائیوں کی قیمت کی طرف انہوں نے اشارہ کیا ہے اور اس میں انہوں نےexcess profitکی بات کی ہے۔اس چیز کاcognizanceصوبائی حکومت نے لیا ہے اور اس میں مسئلہ یہ ہے کہ ڈرگ رجسٹریشن اور ڈرگ پرائسنگ آئین کے تحت فیڈرل گورنمنٹ اور فیڈرل ہیلتھ منسٹری کےpurviewمیں ہے۔اسی طرح فیڈرل ڈرگ رجسٹریشن بورڈ جو کہ ڈرگ کی رجسٹریشن کرتا ہے وہ بھی under the Federal Health Ministryہے۔ہم نے مختلف اوقات میں فیڈرل ہیلتھ منسٹری سے اور فیڈرل ہیلتھ منسٹر سے یہpoint raiseکیا ہے کہ ملٹی نیشنل کمپنیوں کےhigh profit کو جب تک کنٹرول نہیں کیا جائے گا تو دوائیوں کی قیمت کم نہیں ہو گی۔

جناب سپیکر!یہissue purely Federal Governmentکا ہے۔ہم اس کو take upکرتے ہیں،ہم ان کی رجسٹریشن کرتے ہیں اور نہ ہی ان کیprice assessکرتے ہیں۔صوبائی حکومت کی ذمہ داری ڈرگ ایکٹ کے تحت صرفquality of medicinesاور میڈیسن کے ریٹیلرز کو لائسنس دینا ہے لیکن میں سمجھتا ہوں کہissue is importantتو ہم مزید فیڈرل حکومت سےdiscussionکریں گے۔پہلے بھی کرتے رہے ہیں اور مزید بھی کریں

گے تاکہ یہ profitability کنٹرول کی جائے۔

جناب سپیکر! ان کا دوسرا issue لیبارٹریز کی فیس کے بارے میں تھا تو ہمارے سرکاری ہسپتالوں میں ایمرجنسی میں کسی جگہ بھی لیبارٹری فیس چارج نہیں کر رہے ہیں۔ ہسپتالوں میں لیبارٹریز کی کوالٹی اچھی نہیں تھی تو چودھری پرویزالٰہی صاحب نے تقریباً 60 ملین یعنی چھ چھ کروڑ روپے ہر ٹیچنگ ہسپتال کو پچھلے تین سالوں میں دیئے ہیں جس سے ہم نے اپنے تمام ٹیچنگ ہسپتالوں کی لیبارٹریاں اپ گریڈ کر دی ہیں۔

جہاں تک پرائیویٹ سیکٹر کا تعلق ہے تو اس سے متعلقہ ان کی بات بالکل درست ہے کہ کچھ ڈاکٹرز اور پرائیویٹ لیبارٹریز کے مالکان نے مل کر prices بھی بڑھائی ہیں اور ان کا آپس میں لین دین بھی ہے تو اس کے متعلق ہمارے پاس under the law کوئی اختیار نہیں ہے کہ ہم وہاں جا کر inspect کر سکیں یا ان کی price set کر سکیں۔ اس پر بھی غور و خوض ہو رہا ہے کہ قانون سازی کی جائے کہ پرائیویٹ لیبارٹریز پر محکمہ صحت کا کوئی اختیار ہو تاکہ مساوی prices establish کی جائیں۔ فی الحال ہمارے پاس سرکاری ہسپتالوں کی حد تک اختیار ہے اور وہاں پر لیبارٹریز prices پرائیویٹ ہسپتالوں سے تین چار گنا کم ہیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! وزیر صحت کا شکریہ کہ انہوں نے اس پر توجہ تو دی لیکن میں کچھ عرض کرنا چاہوں گا کہ فیڈرل گورنمنٹ پر ہر چیز ڈال دینا کہ اس کی ذمہ دار وہ ہے تو یہ کوئی اچھا طریقہ نہیں ہے۔ یہاں پنجاب میں دوائیوں کی کمپنیوں نے جو لوٹ مار مچائی ہوئی ہے آپ اس کا اندازہ لگا لیں کہ جو گولی یہاں پر -/110 روپے کی بک رہی ہے اس کی قیمت ہندوستان میں صرف -/25 روپے ہے۔ مسئلہ اس وقت یہ ہے کہ اس کے لئے اگر ایک کمیٹی بنا دی جائے۔ میرے پاس اس قسم کی کچھ proposals ہیں جن سے اس لوٹ مار میں کمی ہو سکتی ہے۔

جناب سپیکر! میں نے عرض کیا ہے اور میں نے proof کیا ہے کہ 100 فیصد سے 1000 فیصد تک دوائیوں پر منافع لیا جا رہا ہے۔ جہاں تک کلینیکل لیبارٹریوں کا تعلق ہے تو اس سے متعلق میں صرف ایک مثال عرض کروں گا جس سے اس معزز ایوان کو پتا لگے گا کہ ہو کیا رہا ہے۔

جناب سپیکر! ہیپاٹائٹس کا کلینیکل لیبارٹری ٹیسٹ آغا خان یونیورسٹی 15 ہزار روپے میں کر رہی ہے۔ وزیر موصوف نے سرکاری ہسپتالوں کی بات کی ہے تو وہاں تک کتنے خوش نصیب پہنچتے ہیں یہ ایک علیحدہ سوال ہے لیکن میری بڑی سادہ سی بات ہے کہ ہم ویسے تو ہندوستان سے ہر چیز

منگوانے کو تیار ہیں اور اس وقت ہندوستان سے ہر سبزی آ رہی ہے اور ہر چیز آ رہی ہے why not میڈیسنز۔ اگر ہم ہندوستان کے اتنے ہی دوست بن گئے ہیں تو اور کچھ نہیں تو کم از کم میڈیسن بھی ہم ان سے لے لیں کہ ہمارا اور ان کا فرق کیوں ہے؟ اس کا پتا چلائیں۔

دوسری بات یہ ہے کہ پنجاب حکومت اپنے طور پر take up کرے کہ آخر یہ کیا ہو رہا ہے؟ کیا وجہ ہے کہ ہر سپیشلسٹ ڈاکٹر ہر تین مہینے کے بعد سیمینار منانے کے لئے مع بیوی بچوں کے باہر جاتا ہے اور خوب انجوائے کرتا ہے۔ ان کے پاس یہ unclaimed, unlicensed, un-income taxed پیسا کہاں سے آ رہا ہے۔ میری گزارش یہ ہے کہ اس پر توجہ دی جائے۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: next سید احسان اللہ وقاص صاحب اور چودھری اصغر علی گجر کی تحریک التوائے کار نمبر 639 ہے۔ جی، شاہ صاحب! پیش کریں۔

نیشنل یونیورسٹی آف سائنس اینڈ ٹیکنالوجی کی رپورٹ کے مطابق لاہور میں پینے کے پانی میں آرسینک کی مقدار میں بے حد اضافہ

سید احسان اللہ وقاص: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ نوائے وقت مورخہ 12۔ جولائی 2006 کی خبر کے مطابق صوبائی دارالحکومت کے 60 لاکھ شہریوں کو صاف اور بہترین پانی مہیا کرنے کا واسا کا دعویٰ جھوٹا ثابت ہو گیا ہے۔ نیشنل یونیورسٹی آف سائنس اینڈ ٹیکنالوجی اسلام آباد سے کرائے جانے والے لاہور کے ٹاؤنز کے پانی کے تجزیوں میں انکشاف ہوا ہے کہ لاہور کے شہریوں کو فراہم کئے جانے والے پانی میں سنکھیا کی مقدار خطرناک حد تک زیادہ ہے اور سنکھیا ملے پانی کا مسلسل استعمال slow poisoning کے برابر ہے۔ تفصیل کے مطابق لاہور کے شہریوں کو صاف پانی کی فراہمی کے لئے ٹیوب ویلوں پر Filtration Plant لگانے کے سلسلہ میں لاہور کے 9 ٹاؤنز میں 9 ٹیوب ویلوں سے پانی کے نمونے لے کر گورنمنٹ گرلز کالج باغبانپورہ جی ٹی روڈ لاہور کے ٹیوب ویلوں سے لئے گئے پانی میں سنکھیا کی مقدار 50(UG-L) پائی گئی۔ اکرم پارک عامر روڈ شاد باغ کے ٹیوب ویل سے لئے گئے پانی میں بھی سنکھیا کی مقدار 50(UG-L) پائی گئی جبکہ تحصیل گارڈن کے ٹیوب ویل کے پانی میں سنکھیا کی

مقدار سب سے زیادہ70(UG-L) پائی گئی ہے۔یونیورسٹی کے پرنسپل ڈاکٹر اشتیاق قاضی کے دستخطوں سے جاری شدہ اس رپورٹ میں تینوں مقامات پر آرسینک کی مقدار بے حد زیادہ قرار دی گئی ہے۔ذرائع کے مطابق یہ پانی ٹیوب ویل سے براہ راست لیا گیا ہے۔ماہرین کے مطابق سنکھیا کا پانی میں پایا جانا بے حد زیادہ قرار دیا گیا ہے۔اس سے یہ خطرہ پیدا ہو گیا ہے کہ قصور کی چمڑے کی ٹیزیز کا تیزاب والا آلودہ پانی لاہور کے زیر زمین پانی کا رخ کر چکا ہے اور لاہور کے زیر زمین پانی کو خطرناک حد تک آلودہ کر چکا ہے۔اس خبر سے عوام میں تشویش پائی جاتی ہے۔لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، وزیر ہاؤسنگ!

جناب سمیع اللہ خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

جناب سمیع اللہ خان: جناب سپیکر! میری ایک تحریک التوائے کار796 ہے وہ بھی اسی حوالے سے ہے اس کو بھی ساتھ ملا لیا جائے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔اس کو بھی ساتھ ہی لے لیتے ہیں آپ اس کو پڑھ لیں۔

نیشنل یونیورسٹی آف سائنس اینڈ ٹیکنالوجی کی رپورٹ کے مطابق لاہور میں پینے کے پانی میں آرسینک کی مقدار میں بے حد اضافہ سے عوام میں پیٹ اور جلدی امراض پھیلنے کا خدشہ

جناب سمیع اللہ خان: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔مسئلہ یہ ہے کہ ایک مستند رپورٹ کے مطابق لاہور میں زیر زمین پانی کا وسیع ذخیرہ "سنکھیا آلود" ہو گیا ہے۔جس کے باعث واسا کا لاہور کے شہریوں کو صاف اور اعلیٰ کوالٹی کا پانی مہیا کرنے کا دعویٰ غلط ہو گیا ہے۔NUST کی رپورٹ کے مطابق سنکھیا ملے پانی کا مسلسل استعمال slow poisoning کے مترادف ہے اور لاہور کے مختلف علاقوں سے لئے گئے تمام نمونوں میں اس کی بہت زیادہ مقدار پائی جاتی ہے۔اس کی بنیادی وجہ واسا حکام کی ضرورت سے زیادہ پانی فراہم کرنے کے لئے حکمت عملی

ہے جس کے نتیجے میں زیر زمین پانی کی سطح تیزی سے نیچے جا رہی ہے۔ لاہور کے پانی کے NUST کی جانب سے اس تجزیے کے بعد صورتحال تشویشناک ہو گئی ہے کیونکہ دنیا میں سالانہ 2 سے پونے تین لاکھ افراد سنکھیا ملے پانی کے ہاتھوں موت کی آغوش میں چلے جاتے ہیں اور اس کا سب سے زیادہ شکار بنگلہ دیش کے عوام ہوئے ہیں۔ سنکھیا سے پھیپھڑے، گردے کے امراض، جلدی امراض، شوگر اور کینسر بھی پھیلتا ہے۔ نیشنل یونیورسٹی آف سائنس اینڈ ٹیکنالوجی (NUST) کی اس تجزیاتی رپورٹ سے پنجاب کے عوام میں شدید تشویش اور بے چینی پائی جاتی ہے۔ لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، وزیر ہاؤسنگ!

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی: شکریہ جناب سپیکر! جیسا کہ ہمارے دو فاضل ارکان نے دو تحاریک التوائے کار پیش کی ہیں ان کا تعلق لاہور واسا سے ہے۔ واسا کی رپورٹ کے مطابق لاہور اور اس کے ملحقہ علاقوں میں پینے کا پانی بڑے زیر زمین ذخائر پر مشتمل ہے جس سے واسا اور واسا کے علاوہ دوسرے سرکاری اور پرائیویٹ ادارے بھی پانی حاصل کرتے ہیں۔ اس وقت واسا تقریباً 375 ٹیوب ویلوں کے ذریعے تقریباً 350 ملین گیلن یومیہ پانی فراہم کر رہا ہے اور اسی زیر زمین ذخیرہ سے دوسرے ادارے یعنی کہ MIS، کنٹونمنٹ بورڈ، DHA، پاکستان ریلوے ماڈل ٹاؤن سوسائٹی اور دوسری پرائیویٹ سکیمیں اور صنعتی ادارے تقریباً اتنا ہی پانی حاصل کر رہے ہیں اور وقت کے ساتھ ساتھ پانی نکالنے کی مقدار دن بدن بڑھتی جا رہی ہے۔ چونکہ لاہور کے پانی کی کوالٹی اجزائے ترکیبی WHO کے سٹینڈرڈ کے مطابق ہے جہاں تک مزید آرسینک پیرامیٹر کا تعلق ہے یہ قدرتی طور پر زیر زمین مٹی کے مختلف تہوں میں پایا جاتا ہے۔ جہاں تک واسا لاہور کا تعلق ہے واسا نے پاکستان اٹامک انرجی کمیشن کے ادارے پن سٹیچ کے تعاون سے لاہور کے زیر زمین پانی کا مطالعہ اور تجزیہ کر رکھا ہے تاکہ صحیح صورتحال واضح ہو سکے اور اس سٹڈی کی سفارشات کی روشنی میں متاثر پالیسی واضح کی جائے گی اس کے علاوہ حکومت پاکستان عوام کو صاف پانی کی فراہمی یقینی بنانے کے لئے فلٹریشن پلانٹ ہر یونین کونسل کی سطح پر لگا رہی ہے جس سے پانی میں موجودہ مضر اجزاء کا سدباب کیا جا سکے گا۔ دراصل زمین میں آرسینک کا پایا جانا ایک قدرتی اور علاقائی مسئلہ ہے ان علاقوں میں انڈیا، بنگلہ دیش، ویت نام، تھائی لینڈ، چائنا اور امریکہ کے علاقے سرفہرست ہیں اور یہ

بھی حقیقت ہے کہ آرسینک زمین کی تہوں میں پایا جاتا ہے اور اس طرح یہ تہہ میں سے نکل کر پانی میں چلا جاتا ہے اس کی وجہ زیر زمین پانی کا گنجائش سے زائد نکالنا واسا اس مد میں water conservation کو ترجیح دے رہا ہے جس میں سو فیصد میٹروں کو لگانا اور لاہور میں overhead reservoirs کا استعمال مرحلہ وار کے تحت کیا جائے گا اور دنیا میں جہاں تک زیر زمین پانی کا استعمال ہوتا ہے وہاں پر آرسینک کا مسئلہ اکثر جگہوں پر موجود ہے اور عوام کو بھی پانی کے فالتو استعمال سے روکنے کی التماس کی جا رہی ہے۔ بہت شکریہ

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت: شکریہ۔ جناب سپیکر! اپوزیشن کو باتوں کے exaggerate پر کمال حاصل ہے، چیز صحیح present کرنی چاہئے۔ پانی آلودہ تو ہو سکتا ہے سنکھیا کا مطلب ہوتا ہے سائنائیڈ جو ذرا ٹیسٹ کریں تو اسی وقت انسان اللہ کو پیارا ہو جاتا ہے تو پھر اتنی exaggeration کیوں کرتے ہیں لوگوں کو غلط information دیتے ہیں اس لئے ان کو کہیں کہ تصحیح کر کے آیا کریں۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! انہوں نے پہلے ہی کہا تھا کہ یہ میرا جواب نہیں دیں گی اس لئے یہ مہربانی فرمائیں۔

جناب سپیکر: جی، سمیع اللہ خان صاحب!

جناب سمیع اللہ خان: جناب سپیکر! جو وزیر موصوف نے جواب دیا ہے کہ یہ کر رہے ہیں، وہ کر رہے ہیں، ایسے ہو گیا یہ واسا کے کام کی نااہلی ہے کہ آج سے بارہ سال پہلے واسا کو اس مسئلے کی نشاندہی ایک پرائیویٹ کمپنی نے کی اور اس نے ان کو باقاعدہ تحریری طور پر دیا کہ لاہور کا پانی اس طرف جا رہا ہے اور آپ اس کے لئے کچھ measures لیں۔ واسا کے کام کی نااہلی یہ ہے کہ انہوں نے بجائے اس کے کہ رپورٹ پر کوئی غور کرتے انہوں نے دھڑا دھڑ پمپ لگانے شروع کر دیئے اور اس کے نتیجے میں جو یہ پانی کی سپلائی کرتے تھے اس کی time duration بھی پہلے سے زیادہ ہو گئی ہے۔ لاہور کا پانی نیچے پیالے کی شکل اختیار کر گیا ہے جس کے نتیجے میں یہ انہوں نے ٹھیک کہا کہ زیر زمین تہہ ہوتی ہے جس میں یہ سنکھیا ہوتا ہے اب پانی وہاں سے سنکھیا آلودہ ہو گیا تو ہم سمجھتے ہیں

کہ اگر واسا کو دس بارہ سال پہلے اس مسئلے کی نشاندہی کی گئی تھی تو وہ اس پر کوئی measures لیتے یقینی بات ہے کہ دنیا میں سائنس اور ٹیکنالوجی اتنی ترقی کر گئی ہے کہ اس کے حوالے سے اس پر قابو پایا جا سکتا ہے تو ابھی بھی انہوں نے کوئی ایسی یقین دہانی نہیں کرائی بلکہ لاہور کے شہریوں کے ذہنوں میں ان کے جواب سے مزید پختہ ہو گیا ہے کہ اس کا کوئی حل واسا یا پنجاب حکومت اس حوالے سے نہیں کر رہی کہ پانی زہر آلود نہ ہو اور ہر یونین کونسل میں ماسوائے فلٹریشن پلانٹ میں سمجھتا ہوں کہ یہ 70,80 لاکھ کی آبادی کو اگر آپ ڈیڑھ سو یونین کونسل میں ڈیڑھ سو وہ فلٹر پلانٹ لگائیں گے تو آپ خود غور کریں کہ ستر لاکھ افراد کو وہ ڈیڑھ سو جو واٹر فلٹر پلانٹس لگیں گے وہ پانی مہیا نہیں کر سکتے۔ ان کے اس جواب سے لاہور کے شہری مزید خوف میں مبتلا ہوئے ہیں کہ حکومت کے پاس یا واسا کے پاس اس مسئلہ کا کوئی حل نہیں ہے ماسوائے ہر یونین کونسل میں جو ایک فلٹر پلانٹس نصب کیا گیا ہے تو ستر لاکھ لوگ اس خوفناک صورتحال سے دوچار ہیں۔ میری گزارش ہے اور تحریک التوائے کار بھی اسی لئے پیش کی ہے کہ اس کے حوالے سے یہ محکمہ جو ہے، وہ جو بارہ سال پہلے بھی انھوں نے اس کو ردی کی ٹوکری میں ڈالا ہوا ہے جو نشاندہی کی گئی تھی اور آج جب NUST نے باقاعدہ اس پر رپورٹ دی ہے تو ابھی بھی اس کے حل کے حوالے سے کوئی تسلی بخش جواب نہیں ہے، ماسوائے ڈیڑھ سو پلانٹس یونین کونسل میں لگ جائیں گے تو وہ ستر لاکھ افراد کی آبادی کو پانی مہیا کر دیں گے۔

جناب سپیکر: آپ کی کیا proposal ہے، کیا ہونا چاہئے؟

جناب سمیع اللہ خان: میں سمجھتا ہوں کہ آج جیسے میں نے کہا کہ چلیں، دس سال پہلے یا بارہ سال پہلے اگر نہیں کیا گیا تو ایک کمیٹی بنا کر اس کو دور کرنے کے لئے جو بھی آج کے حالات میں صورتحال یا سائنس ٹیکنالوجی کے حوالے سے مجموعی طور پر جو بھی latest technology ہو سکتی ہے لاہور کے زیر زمین پانی کو صاف کرنے کے لئے اقدامات کرنے چاہئیں نہ کہ ڈیڑھ سو واٹر پلانٹس لگا کر آپ سمجھیں کہ ستر لاکھ شہریوں کو پینے کا صاف پانی مہیا ہو سکتا ہے۔ ایسے اقدامات کرنے چاہئیں جن سے زیر زمین پانی صاف و شفاف ہو سکے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ جی، شاہ صاحب!

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! محترم سمیع اللہ خان صاحب نے کافی تفصیل سے بات کی ہے۔ میری گزارش یہ ہے کہ جناب وزیر نے ارشاد فرمایا ہے کہ ہم یہاں پر فلٹریشن پلانٹس لگا رہے ہیں۔

لاہور میں خود انھوں نے فرمایا ہے کہ ساڑھے تین سو سے زائد ٹیوب ویلز لگے ہوئے ہیں، فلٹریشن پلانٹس تو لگنے ہیں ڈیڑھ سو کے قریب، دوسرا یہ ہے کہ جتنا انھوں نے کہا ہے کہ ساڑھے تین سو کے قریب ہمارے ٹیوب ویلز ہیں اور اتنا ہی پانی دوسرے مختلف ادارے بھی نکال رہے ہیں۔ اب اس میں ایک چیز تو جس طرح میرے بھائی نے فرمائی ہے کہ ان کو نیچے پانی کی ٹریٹمنٹ کے لئے انتظام کرنا چاہئے۔ پھر ہر ٹیوب ویلز کے ساتھ اس کے لئے فلٹریشن کا سسٹم جو پاکستان میں بن گیا ہے، اور دستیاب ہے، مہیا ہے وہ ہر ٹیوب ویل کے ساتھ لازمی لگانا چاہئے جس کے ذریعہ سے ہر ٹیوب ویل کا پانی فلٹر ہو کر عوام تک سپلائی ہو۔ اس بارے میں یہ یقین دہانی کرائیں کہ آرسینک کے لئے فلٹریشن یونٹ ہر ٹیوب ویل پر لگایا جائے گا تو تب یہ مسئلہ حل ہو گا۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ جی، وزیر ہاؤسنگ!

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی: جناب سپیکر! شکریہ۔ یہاں پر میں یہ واضح کرنا چاہتا ہوں کہ میں نے تین باتوں کی نشاندہی کی تھی۔ ایک بات یہ کہ یہاں پر ٹیوب ویلز کی تعداد اور جو واٹر draw کیا جا رہا ہے اس کی تعداد۔ دوسری بات میں نے یہاں پر یہ کی تھی کہ پاکستان اٹامک انرجی کمیشن کی رپورٹ کے تحت ہم اپنا پلان بنا رہے ہیں اور اس پر بھی بہت جلد کام شروع کر دیا جائے گا۔ جو بات یہاں پر اہم ہے وہ یہ ہے کہ آرسینک کی جو مقدار ہے وہ کچھ ایریاز پر define کی گئی ہے۔ It is not all over Lahore، جن جن ایریاز پر آرسینک کی ہمیں نشاندہی ہے، جہاں پر ہمیں پتا ہے کہ وہاں پر آرسینک نکل رہا ہے، وہاں پر تو واضح طور پر اور یقینی طور پر فلٹریشن پلانٹ کی ضرورت پائی جائے گی اور جہاں پر ایسی ضرورت نہیں ہے وہاں پر ہم اس رپورٹ کے تحت جو ہمیں اٹامک انرجی کمیشن کی وساطت سے آ رہی ہے جو بھی پلان بنے گا اس کے تحت ہم اس آرسینک کی problem کو rectify کریں گے۔

جناب سپیکر! جہاں تک تین سو پچاس ٹیوب ویلوں کی بات یہاں پر کی جا رہی ہے کہ اس پر ہر ٹیوب ویل پر ایک فلٹریشن پلانٹ لگایا جائے گا۔ جتنی یونین کونسلیں ہیں یہ Interlinked ہیں، ان کے residential areas میں وہی پائپ پانی کی سپلائی کے تحت کام آتے ہیں۔ لاہور میں اگر آپ ڈیڑھ سو فلٹریشن پلانٹ بھی لگائیں گے تو وہ بھی یقینی طور پر اس problem کا سدباب کر دیں گے۔ یہ جو باتیں میرے فاضل رکن نے کی ہیں یہ یقینی طور پر صحیح ہیں۔ اس میں انھوں نے کہا ہے کہ آرسینک پایا جاتا ہے، اس آرسینک کی ہمیں آج سے نہیں بلکہ بہت دیر پہلے

سے اس کی رپورٹ تھی اس کے تحت ہی یہ فلٹریشن پلانٹ کا پراجیکٹ جو پورے پاکستان میں آیا ہے، اسی problem کو rectify کرنے کے لئے پریذیڈنٹ پرویز مشرف صاحب نے یہ پلان بنایا ہے اور یہ پورے پاکستان میں ہر یونین کونسل پر لگایا جائے گا۔ یہ آرسینک کی problem کا ایک جواب ضرور ہے لیکن اس کا حل اس رپورٹ کے تحت کیا جائے گا جو ہمارے پاس موجود ہے اور اس پر ہم کام کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔ خان صاحب! کافی تفصیل سے بات ہو گئی ہے۔

جناب سمیع اللہ خان: جناب سپیکر! اس میں بات یہ ہے کہ میری چونکہ تحریک التوائے کار بعد میں تھی، مسئلہ ایک تھا، میں نے آپ سے گزارش کی اور آپ نے take up کر لی۔ میرے پاس یہ نیشنل یونیورسٹی آف سائنس اینڈ ٹیکنالوجی (NUST) کی رپورٹ ہے جو میرے خیال میں وزیر موصوف کی نظروں سے نہیں گزری ہے۔ اس میں انھوں نے لاہور کے مختلف ایریاز بانٹ کر ان کے نمونے لئے ہیں اور 100 فیصد ایڈریس لکھے ہوئے ہیں جہاں جہاں سے انھوں نے لاہور کے نمونے لئے ہیں۔ انھوں نے تقریباً بیس کے قریب مختلف ایریاز سے نمونے لئے ہیں اور اس میں ایک نمونہ بھی ایسا نہیں ہے کہ جس میں سنکھیا ملا ہوا نہ ہو۔ ان کا یہاں پر یہ فرمانا کہ یہ تمام پانی ایسا نہیں ہے۔ یہ رپورٹ ان کے اس بیان کو چیلنج کر رہی ہے کہ وزیر موصوف یہاں غلط بیانی سے کام لے رہے ہیں۔

جناب سپیکر: جب آپ نے نشاندہی کر دی ہے۔

جناب سمیع اللہ خان: میں ان کو (NUST) کی وہ رپورٹ پیش کر دوں گا۔ اس میں پورے لاہور کے پانی کا کوئی ایک جگہ کا sample بھی ایسا نہیں تھا کہ جس میں یہ شکایت نہ پائی جاتی ہو تو میں سمجھتا ہوں کہ ان کا اس پر اصرار کرنا کہ ڈیڑھ سو یونین کونسلوں میں جو پلانٹ لگنے ہیں اس سے یہ مسئلہ حل ہو جائے گا، میرے خیال میں یہ درست نہیں ہے۔۔۔

جناب سپیکر: خان صاحب! ابھی تو ابتداء ہو رہی ہے، آگے اور بھی انشاء اللہ لگیں گے۔

جناب سمیع اللہ خان: جیسے احسان اللہ وقاص صاحب نے جو تجویز دی ہے کہ یہ تقریباً ساڑھے تین سو کے قریب ٹیوب ویل ہیں، اگر یہ انتظام وہاں ٹیوب ویلوں پر کریں اور جو پانی لاہور کے شہریوں کو وہاں سے بنیادی طور پر سپلائی ہوتا ہے تو پھر شاید اس مسئلے کا کوئی حل نکل سکے۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔ اب تحریک التوائے کار کا وقت ختم ہوتا ہے۔

چودھری زاہد پرویز: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، زاہد صاحب فرمائیں!

چودھری زاہد پرویز: جناب سپیکر! میری بھی ایک تحریک التوائے کار تھی۔

جناب سپیکر: آپ کی جو تحریک التوائے کار تھی اس سے بالکل ملتا جلتا Call Attention Notice آیا تھا وہ ہاؤس میں discuss ہو گیا ہے اس لئے وہ ہم نے kill کر دی ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔

رپورٹیں

(جو پیش ہوئیں)

جناب سپیکر: اب محترمہ شگفتہ انور مجلس قائمہ برائے قانون و پارلیمانی امور کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنا چاہتی ہیں۔ میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ رپورٹ پیش کریں۔

مسودہ قانون نظر ثانی طبی سہولیات برائے عوامی نمائندگان پنجاب مصدرہ 2006 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے قانون و پارلیمانی امور کی رپورٹ کا ایوان میں پیش کیا جانا

محترمہ شگفتہ انور: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں

The Punjab Provision of Medical Facilities of Public Representative Bill 2006 (Bill No.13 of 2006)

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے قانون و پارلیمانی امور کی رپورٹ ایوان میں پیش کرتی ہوں۔

(رپورٹ پیش ہوئی)

جناب سپیکر: جناب محمد اقبال رئیس مجلس قائمہ برائے مقامی حکومت و دیہی ترقی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنا چاہتے ہیں۔ میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ رپورٹ پیش کریں۔

مسودہ قانون (ترمیم) لوکل گورنمنٹ پنجاب مصدرہ 2006

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے مقامی حکومت و دیہی ترقی
کی رپورٹ کا ایوان میں پیش کیا جانا

جناب محمد اقبال رئیس: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں

The Punjab Local Government (Amendment) Bill 2006 (Bill No.19 of 2006)

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے مقامی حکومت و دیہی ترقی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

(رپورٹ پیش ہوئی)

سرکاری کارروائی

جناب سپیکر: اب ہم سرکاری کارروائی شروع کرتے ہیں۔

راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، عباسی صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں آپ اور اس ایوان کی توجہ انتہائی اہم مسئلے کی طرف دلانا چاہتا ہوں۔ سپریم کورٹ آف پاکستان نے جمعہ والے دن 29 تاریخ کو مری میں 162 ہائی ریزڈ بلڈنگز کو demolish کرنے کا حکم دیا۔ کل کے روزنامہ "نیوز" نے اداریہ لکھا کہ یہ جو بات سپریم کورٹ نے observe کی کہ پچھلے چار سالہ بلدیاتی دور میں by laws کی خلاف ورزی کرتے ہوئے یہ ہائی ریزڈ بلڈنگز تعمیر ہوئیں جن کو خطرناک قرار دیتے ہوئے ان کو demolish کرنے کا حکم دیا گیا، "نیوز" اخبار کا اداریہ یہ کہتا ہے کہ یہ معاملہ پنجاب اسمبلی میں بھی discuss ہوا اور اس میں پنجاب اسمبلی نے یا پنجاب گورنمنٹ نے اس بات پر کبھی کوئی عملداری نہیں کی۔ وہ کون لوگ ذمہ دار ہیں جن کے زمانے میں یہ ناجائز تعمیرات ہوئیں؟

جناب سپیکر! میں آپ کی اور لاء منسٹر صاحب کی بھی توجہ چاہوں گا کہ میں نے پنجاب اسمبلی کے فورم پر کئی بار یہ کہا کہ [****] اس لئے کہ مری نیا شہر ہے۔

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب سپیکر: یہ الفاظ میں کارروائی سے حذف کرتا ہوں۔ پوائنٹ آف آرڈر پر ابھی آپ تقریر تو نہ

شروع کر دیں۔ پلیز تشریف رکھیں۔ کافی بات ہو گئی ہے۔ اخبار میں آگیا ہے اور سب نے پڑھ لیا ہے۔ اب پورے ہاؤس میں بھی ذکر ہو گیا ہے۔

راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! اخبار میں آگیا ہے۔ سپریم کورٹ نے گرانے کا حکم دے دیا ہے۔ میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ جو لوگ اس کے ذمہ دار ہیں ان کے خلاف پنجاب حکومت کوئی کارروائی کرنا چاہتی ہے؟ تحصیل ناظم کے بھائی پچھلے چار سال میں وہاں بلڈنگز کمیٹی کے انچارج تھے۔ سیسل ہوٹل جس کا افتتاح وزیر اعلیٰ پنجاب نے کیا تھا، میں لاء منسٹر صاحب سے گزارش کروں گا کہ اعتماد میں لیا جائے۔

جناب سپیکر: عباسی صاحب! آپ کا موقف سن لیا ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔

راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ): یہ اہم مسئلہ ہے۔ یہاں ہم بات کرتے ہیں تو بات ہوتی نہیں ہے۔ غیر سنجیدہ انداز سے ہوتی ہے۔ نیو مری کے بل پر ہم یہاں چیختے رہے لیکن کسی نے ہماری بات پر توجہ نہ دی۔ یہاں بات کرنے کا فائدہ نہیں ہوتا۔ مجھے وزیر قانون صاحب جواب دیں کہ اس بارے میں حکومت پنجاب کا کیا موقف ہے، لوکل گورنمنٹ کا کیا موقف ہے؟

جناب سپیکر: عباسی صاحب پلیز تشریف رکھیں۔

راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ): یہاں غیر سنجیدہ انداز سے باتیں طے کر لی جاتی ہے اور پھر عدالت عظمیٰ میں جا کر معاملات سیدھے کئے جاتے ہیں۔

جناب سپیکر: عباسی صاحب! پلیز تشریف رکھیں۔

راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! راجہ بشارت صاحب یہاں بیٹھے ہیں وہ مجھے اس بات کا جواب دیں۔

مسودات قانون

(جو زیر غور لائے گئے)

MR SPEAKER: Now we take up the Punjab Civil Servants (Amendment) Bill 2006. Minister for Law!

مسودہ قانون (ترمیم) سول ملازمین پنجاب مصدرہ 2006

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS:

Sir, I move:

> That the Punjab Civil Servants (Amendment) Bill 2006, as recommended by the Standing Committee on Services & General Administration, be taken into consideration at once.

MR SPEAKER: The motion moved is:

> That the Punjab Civil Servants (Amendment) Bill 2006, as recommended by the Standing Committee on Services & General Administration, be taken into consideration at once.

Since there is no amendment in it, the motion moved and the question is:

> That the Punjab Civil Servants (Amendment) Bill 2006, as recommended by the Standing Committee on Services & General Administration, be taken into consideration at once.

(The motion was carried.)

MR SPEAKER: Now we take up the Bill clause by clause.

CLAUSE 2

MR SPEAKER: Now Clause 2 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 2 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 1

MR SPEAKER: Now Clause 1 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 1 of the Bill do stand part of the Bill. "

(The motion was carried.)

PREAMBLE

MR SPEAKER: Now the Preamble of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Preamble of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

LONG TITLE

MR SPEAKER: Now Long Title of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Long Title of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

MR SPEAKER: Minister for Law!

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS: Sir, I move:

"That the Punjab Civil Servants (Amendment) Bill 2006 be passed."

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That the Punjab Civil Servants (Amendment) Bill 2006 be passed."

The motion moved and the question is:

"That the Punjab Civil Servants (Amendment) Bill 2006 be passed."

(The motion is carried.)

(The Bill was passed.)

مسودہ قانون استعداد، نظم وضبط اور احتساب
سرکاری ملازمین پنجاب مصدرہ 2005
(---جاری)

MR SPEAKER: Now we resume consideration on the Punjab Employees Efficiency, Discipline and Accountability Bill 2005. First reading of the Bill was yet to be completed. The motion moved by the Minister for Law for consideration of the Bill is being put for decision of the Assembly.

Since there is no amendment in it, the motion moved and the question is:

> That the Punjab Employees Efficiency, Discipline and Accountability Bill 2005, as recommended by the Standing Committee on Services & General Administration, be taken into consideration at once.

(The motion was carried.)

MR SPEAKER: Now we take up the Bill clause by clause.

CLAUSE 3

MR SPEAKER: Now Clause 3 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 3 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 4

MR SPEAKER: Now Clause 4 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 4 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 5

MR SPEAKER: Now Clause 5 of the Bill is under

consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 5 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 6

MR SPEAKER: Now Clause 6 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 6 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 7

MR SPEAKER: Now Clause 7 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 7 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔ اس بل کے متعلق ہماری، اپوزیشن کی amendments موجود تھیں۔ ان کو announce بھی ہونا چاہئے تھا پھر ہم خود انھیں withdraw کرتے۔ میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ بزنس ایڈوائزری کمیٹی میں راجہ صاحب کی درخواست پر یہ بات طے ہوئی تھی۔ اس کے علاوہ ہم نے دیکھا کہ واقعی اس بل کو حکومت نے اچھے طریقے سے بنایا ہے، اسی بناء پر ہم نے اپنی ترامیم ان کی درخواست پر واپس لی ہیں۔ لہذا یہ بات ریکارڈ پر آنی چاہئے کہ اپوزیشن کی طرف سے ترامیم موجود ہیں۔

جناب سپیکر: ایڈوائزری کمیٹی میں یہ فیصلہ ہوا تھا اور اس فیصلے کی روشنی میں آپ نے اپنی ترامیم withdraw کی تھیں۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! withdraw نہیں ہوئیں بلکہ ہم نے یہ کہا تھا کہ ہم اس کو oppose نہیں کریں گے۔

جناب سپیکر: جب آپ oppose نہیں کریں گے تو پھر ترامیم کیسے آئیں گی؟ ترامیم تو پھر ہی آئیں گی اگر آپ oppose کریں گے۔

جناب ارشد محمود بگو: ٹھیک ہے یہ بات ایڈوائزری کمیٹی میں طے ہو گئی تھی لیکن اس کو ریکارڈ پر بھی آنا چاہئے تھا کہ اپوزیشن نے اس بل پر ترامیم دی تھیں۔ میں صرف ہاؤس کے نوٹس میں یہ بات لانا چاہتا ہوں۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! اس وقت تو یہ بھی بات ہوئی تھی کہ معزز وزیر قانون ہمارے ساتھ بیٹھ جائیں گے اور اس کو ہم مل کر دیکھ لیں گے لیکن انھوں نے تو ہمارے ساتھ بیٹھنا پسند ہی نہیں فرمایا۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! پلیز تشریف رکھیں۔ ارشد محمود بگو صاحب! آپ کی بات ہو چکی ہے لہذا تشریف رکھیں۔

CLAUSE 8

MR SPEAKER: Now Clause 8 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

“That Clause 8 of the Bill do stand part of the Bill.”

(The motion was carried.)

CLAUSE 9

MR SPEAKER: Now Clause 9 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

“That Clause 9 of the Bill do stand part of the Bill.”

(The motion was carried.)

CLAUSE 10

MR SPEAKER: Now Clause 10 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 10 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 11

MR SPEAKER: Now Clause 11 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 11 of the Bill do stand part of the Bill. "

(The motion was carried.)

CLAUSE 12

MR SPEAKER: Now Clause 12 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 12 of the Bill do stand part of the Bill. "

(The motion was carried.)

CLAUSE 13

MR SPEAKER: Now Clause 13 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 13 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 14

MR SPEAKER: Now Clause 14 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 14 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 15

MR SPEAKER: Now Clause 15 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 15 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 16

MR SPEAKER: Now Clause 16 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 16 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 17

MR SPEAKER: Now Clause 17 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 17 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 18

MR SPEAKER: Now Clause 18 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 18 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 19

MR SPEAKER: Now Clause 19 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question

is:

"That Clause 19 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 20

MR SPEAKER: Now Clause 20 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

That Clause 20 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried.)

CLAUSE 21

MR SPEAKER: Now Clause 21 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 21 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 22

MR SPEAKER: Now Clause 22 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 22 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 23

MR SPEAKER: Now Clause 23 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question

is:

“That Clause 23 of the Bill do stand part of the Bill.”

(The motion was carried.)

CLAUSE 24

MR SPEAKER: Now Clause 24 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

“That Clause 24 of the Bill do stand part of the Bill.”

(The motion was carried.)

CLAUSE 25

MR SPEAKER: Now Clause 25 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 25 of the Bill do stand part of the Bill. "

(The motion was carried.)

CLAUSE 26

MR SPEAKER: Now Clause 26 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

“That Clause 26 of the Bill do stand part of the Bill.”

(The motion was carried.)

CLAUSE 2

MR SPEAKER: Now Clause 2 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

“That Clause 2 of the Bill do stand part of the Bill.”

(The motion was carried.)

CLAUSE 1

MR SPEAKER: Now Clause 1 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 1 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

PREAMBLE

MR SPEAKER: Now the Preamble of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Preamble of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

LONG TITLE

MR SPEAKER: Now Long Title of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Long Title of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

MR SPEAKER: Minister for Law!

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS: Sir, I move:

"That the Punjab Employees Efficiency Discipline and Accountability Bill 2005 be passed."

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That the Punjab Employees Efficiency Discipline and Accountability Bill 2005 be passed."

(The motion was carried.)

(The Bill is passed.)

جناب ارشد محمود بگو: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جناب ارشد محمود بگو صاحب!

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! میں نے آج صبح ایک پوائنٹ آف آرڈر پر آپ کی رولنگ مانگی تھی کہ گورنر صاحب نے ایک آرڈیننس جاری کیا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: میں نے وہ رولنگ pending رکھی ہوئی ہے آجائے گی۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! میں اس کا پورا ریفرنس بھی دینا چاہتا ہوں کہ:

The Punjab Border Military Police Amendment ordinance 2006 (Pb Ord XV of 2006)

جو کہ 26۔ستمبر کو انھوں نے جاری کیا تھا جب اس ہاؤس کا اجلاس announce ہو چکا تھا۔ لہذا میری استدعا ہے کہ آپ اس پر اپنی رولنگ دیں۔

جناب سپیکر: جی بالکل انشاء اللہ رولنگ آئے گی۔ آج کا اجلاس اختتام پذیر ہوا۔ لہذا اب اجلاس بروز منگل 3۔اکتوبر 2006 صبح دس بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔